26.05.2019----04:47 uhr

RE: MAHMOOD SANI - LETTER

Assalam-o-Allikum

Here I attach the copy of the letter of Mahmood Sani. I request you please response me soon for this letter.

Thanks

Habib Virk

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّ حۡمٰنِ الرَّ حِیۡمِ　　　نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ　　　وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِيۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق ایک محمود ثانی کی علمی حالت

(مدعی سست گواہ چست)

جناب حبیب اللہ ورک صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاۃ۔

اُمید ہے آپ بخیروعافیت ہوں گے آمین۔آپ نے ایک مضمون (سیدنا محمود کے دعویٰ مصلح موعود کی صداقت) بغرض جواب میری طرف بھیجا ہے۔گذشتہ سال غالباً دسمبر میں بھی یہ مضمون جرمنی میں سے کسی نے بغیر نام اور ایڈریس کے میری طرف پوسٹ کیا تھا۔میں نے یہ مضمون پڑھا تھا لیکن اس میں خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کی صداقت کیلئے سوائے چند خوابوں کے اور کوئی ٹھوس دلیل نہیں پیش کی گئی۔مضمون نگار اپنے مضمون میں تسلیم کرتا ہے کہ مثیل مبارک احمد ہی مصلح موعود ہے۔واضح رہے کہ حضرت بانئے جماعت کے تینوں بڑے لڑکے (مرزا بشیر الدین محمود احمد،مرزا بشیر احمد اور مرزا شریف احمد) مثیل مبارک احمد نہیں ہو سکتے لہٰذا ثابت ہوا کہ مضمون نگار کے سیدنا محمود کا دعویٰ مصلح موعود قطعی طور پر جھوٹا تھا۔مزید برآں مضمون نگار کی باتیں بے ربط ہونے کیساتھ ساتھ ان میں تضاد بھی پایا جاتا ہے۔خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کو قرآن کریم اور زکی غلام (مصلح موعود) سے متعلق مبشر الہامات کی روشنی میں سچا ثابت کرنے کی بجائے مضمون نگار نے ایک جھوٹے مدعی مصلح موعود کو جھوٹا کہنے والوں کیلئے کافی بدزبانی کی ہے۔مثلاً کہیں اُنہیں مکذبین کہا ہے تو کہیں حاسدین،کہیں معاندین اور کہیں بہتان تراش وغیرہ۔مضمون دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ ایک خودساختہ معتمد ایوب احمدیت و محمود ثانی نے یہ دشنام طرازی میرے متعلق ہی کی ہے۔جناب ورک صاحب۔خاکسار ذیل میں مضمون نگار کی باتوں کا جواب لکھتا ہے۔ ؎

دل کی بات لبوں تک لا کر اب تک ہم دکھ سہتے ہیں　　　ہم نے سنا تھا اس دنیا میں دل والے بھی رہتے ہیں

مضمون نگار اپنے مضمون کے پہلے صفحہ پر لکھتے ہیں۔”اسلام سے قبل مختلف ادوار اور مختلف اقوام میں اِس اِلٰہی قانون کا اطلاق اُس پاک ذات نے یوں فرمایا کہ عمومی طور پر کسی بھی فرد قوم کو جسے اُس نے مناسب سمجھا اس کام کیلئے منتخب کیا۔مگر بعض اوقات اور ادوار میں یہ سلسلہ صلبی طور پر یکے بعد دیگرے چلایا۔مثلاً حضرت ابراہیمؑ،حضرت اسماعیلؑ،حضرت اسحاقؑ،حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ نیز حضرت داؤدؑ کے بعد حضرت سلیمانؑ کو نبوت پر سرفراز فرمایا۔“

الجواب۔واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کی صلب میں ایسا روحانی سلسلہ غیر مشروط طور پر نہیں چلایا۔مضمون نگار نے یہ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مثال دی ہے۔تو اس ضمن میں عرض ہے کہ آپؑ کی صلب میں بھی یہ روحانی سلسلہ غیر مشروط طور پر نہیں جاری ہوا تھا۔اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے حضرت ابراہیمؑ کی جب آزمائشیں کیں اور آپ اِن آزمائشوں میں بفضل اِلٰہی کامیاب رہے تو اللہ تعالیٰ نے آپؑ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

”وَاِذِابۡتَلٰۤی اِبۡرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّیۡ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنۡ ذُرِّيَّتِیۡ ؕ قَالَ لَا يَنَالُ عَهۡدِی الظّٰلِمِيۡنَ “☆ (البقرہ۔۱۲۵) ترجمہ۔اور جب ابراہیم کو اُسکے ربّ نے بعض باتوں کے ذریعہ سے آزمایا اور اس نے اِن کو پورا کر دکھایا (اللہ نے) فرمایا کہ میں تجھے یقیناً لوگوں کا امام مقرر کرنے والا ہوں (ابراہیم نے) کہا اور میری اولاد میں سے بھی۔(اللہ نے) فرمایا (ہاں مگر) میرا وعدہ ظالموں تک نہیں پہنچے گا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ کی نسل میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی لائن لگا دی۔لیکن آپؑ کی نسل میں سے بعض ظالم بھی بنے۔مثلاً۔حضرت یوسفؑ کو کنویں میں پھینکنے والے آپؑ کے پڑپوتے ہی تھے۔اللہ تعالیٰ نے کنویں میں گرائے جانے والے مظلوم پڑپوتے کو تو امام بنایا لیکن جو ظالم پڑپوتے اپنے بھائی کو کنویں میں پھینکنے والے تھے اِن میں سے کسی کو بھی امام نہیں بنایا تھا۔اسی طرح مکہ میں آپؑ نے جو اللہ تعالیٰ کا گھر خالص اسکی توحید کو قائم کرنے کے واسطے بنایا تھا،اس گھر میں ۳۶۰ بت رکھ کر اسے بتخانہ میں بدلنے والے بھی آپؑ کی نسل میں سے ہی تھے۔اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ نبی حضرت ابراہیمؑ کی خواہش کو مشروط رنگ میں قبول فرمایا تھا۔جناب ورک صاحب۔مضمون نگار سے پوچھیں کہ پھر ابراہیم ثانی یعنی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی صلبی نسل میں یہ امامت کا سلسلہ غیر مشروط طور پر کس طرح جاری ہو سکتا ہے۔ فَتَدَبَّرُوۡا اَيُّهَا الۡعَاقِلُوۡن۔؟؟؟

آگے لکھتے ہیں۔”اسلام میں یہ سلسلہ مجددین کے ذریعہ وقوع پذیر ہوتا رہا تا آں وقتیکہ سیدنا حضور مسیح موعود ابن رسول اللہ کا ظہور ہوا۔حضور مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ نے جملہ انبیاء کے نام دیئے۔مثلاً محمد۔احمد۔ابراہیم۔آدم۔داؤد۔عیسیٰ وغیرہ۔“

الجواب۔جیسا کہ ہم سبھی جانتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے وحی پا کر اپنی اُمت کو یہ نوید بخشی تھی کہ ''اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَّنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا۔'' (سنن ابوداؤد جلد ۲ کتاب الملاحم) یعنی اللہ عزّ وجل ہر صدی کے سر پر ایک شخص کو مبعوث کرتا رہے گا جو اس کیلئے اِسکے دین کی تجدید کرتا رہے گا۔ مجددین کا یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کے موافق جاری ہے جو اُس نے سورۃ الحجر آیت:۱۰ ''اِنَّا نَحنُ نَزّلنا الذِّکرَوَ اِنَّالَہ لَحَا فِظُون یعنی اس ذکر (قرآن) کو ہم نے ہی اُتارا ہے اور ہم ہی یقیناً اِسکی حفاظت کریں گے'' میں فرمایا ہے۔ چونکہ یہ حدیث ایک پیشگوئی پر مشتمل تھی اور ہر صدی کے سر پر کسی نہ کسی مجدد کے ظہور کیساتھ یہ پیشگوئی پوری ہو کر اس حدیث کی سچائی پر مہر تصدیق ثبت کرتی رہی ہے لہٰذا تجدید کا یہ سلسلہ قیامت تک جاری وساری ہے اور اس میں تخلّف کا ہرگز کوئی اِمکان نہیں۔حضورؑ اس سلسلہ میں اپنے لیکچر موسومہ بہ ''اِسلام'' جو کہ سیالکوٹ میں پڑھا گیا میں فرماتے ہیں۔

''مگر خدا نے اسلام کیساتھ ایسا نہ کیا۔اور چونکہ وہ چاہتا تھا کہ یہ باغ ہمیشہ سرسبز رہے اس لیے اُس نے ہر یک صدی پر اس باغ کی نئے سرے آبپاشی کی اور اس کو خشک ہونے سے بچایا اگرچہ ہر صدی کے سر پر جب کبھی کوئی بندۂ خدا اصلاح کیلئے قائم ہوا جاہل لوگ اس کا مقابلہ کرتے رہے اور اُن کو سخت ناگوار گزرا کہ کسی ایسی غلطی کی اصلاح ہو جو اُنکی رسم اور عادت میں داخل ہو چکی ہے۔لیکن خدا تعالیٰ نے اپنی سنت کو نہ چھوڑا۔۔۔اور دین اِسلام کی تجدید فرمائی۔'' (اِسلام۔۴۔نومبر ۱۹۰۴ء۔روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۰۳)

ملفوظات میں ایک اور جگہ پر حضورؑ اِرشاد فرماتے ہیں۔''۲۹ ستمبر ۱۹۰۵ء۔قبل دوپہر۔ایک شخص نے سوال کیا کہ کیا آپکے بعد بھی مجدد آئے گا؟ اس پر فرمایا۔اس میں کیا حرج ہے کہ میرے بعد بھی کوئی مجدد آ جاوے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت ختم ہو چکی تھی اس لیے مسیح علیہ السلام پر آپکے خلفاء کا سلسلہ ختم ہو گیا۔لیکن آنحضرت ﷺ کا سلسلہ قیامت تک ہے اسلئے اس میں قیامت تک ہی مجددین آتے رہیں گے اگر قیامت نے فنا کرنے سے چھوڑا تو کچھ نہیں کہ کوئی اور بھی آ جائے گا۔ہم ہرگز اس سے انکار نہیں کرتے کہ صالح اور ابرار لوگ آتے رہیں گے اور پھر بغتۃً قیامت آ جائے گی'' (ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۱۱۹)

عزیزم ورک صاحب۔خدا کا بنایا ہوا ایک خلیفہ ثالث مرزا ناصر احمد جرمنی میں ایک خطبہ جمعہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

''اب جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت پر ۸۶/ ۸۷ سال گزر گئے تو پہلے قاعدہ کے مطابق آنیوالے مجدد کی تلاش کرنی چاہیے تھی۔۔۔جب ہم یہ کہتے ہیں کہ آخری ہزار سال کیلئے آپ آخری خلیفہ اور مجدد الف آخر ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے جو علوم انسان کے ہاتھ میں دیئے ہیں اور قرآن کریم کی تفسیر بیان کی ہے وہ قیامت تک کیلئے کافی ہے۔آپکی کتابوں میں سے لوگ ایسے مضامین اخذ کریں گے جو انسان کے مسائل کو حل کرنے میں مدد دیں گے۔اس لئے اب اس سلسلہ میں کسی نئے آنیوالے کی ہمیں ضرورت نہیں۔باقی رہا تجدید دین کا کام تو وہ ہم میں سے ہر آدمی کر رہا ہے کوئی تھوڑے پیمانہ پر کر رہا ہے کوئی بڑے پیمانے پر۔پس جماعت احمدیہ کا ہر وہ فرد جو نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ پر چلتے ہوئے دین اسلام کی خدمت میں وقف ہے پورے طور پر یا جزوی طور پر اور آپکی سچی پیروی میں اپنی جان اور مال کی قربانی سے دریغ نہیں کرتا وہ درحقیقت تجدید دین ہی کا کام کر رہا ہوتا ہے۔میں اپنے دوستوں کو یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ امیر تیمور نے ایک بادشاہ کے متعلق لکھا ہے جو ان سے معاً پہلے گذرا ہے کہ اس نے صرف ایک بات میں دین کی تجدید کی اس لیے امیر تیمور کے نزدیک ان کو بھی مجدد کہہ سکتے ہیں۔لیکن وہ خاص سلسلہ جو تیرہ پر ختم ہو گیا اس سلسلہ میں کسی نے نہیں آنا ہاں مگر وہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیلئے بطور ظل کے ہو۔چنانچہ ایک اور جگہ آپ نے فرمایا ہے خلافت کا سلسلہ آپ کیلئے بطور ظل کے ہے۔خلافت کا سلسلہ بطور ظل کے اسلئے ہے کہ خلیفہ وقت قرآن کریم کی تفسیر کرے گا اور اس طرح اپنے زمانہ کے مسائل کو حل کرتا چلا جائے گا اور اس سلسلہ کے کسی نئے مجدد کی ضرورت اس معنی میں نہیں پڑے گی ورنہ تو یہ ظلم ہو جاتا کہ انسانی مسائل پیدا ہو جاتے اور ان کا حل کرنے والا کوئی نہ ہوتا اور کوئی ایسا طریق نہ بتایا جاتا کہ قرآن کریم سے کیسے حل نکلتا ہے۔پھر اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ظل کے طور پر خدا تعالیٰ سے علم حاصل کر کے اور اس سے پیار کر کے اور حضرت نبی کریم پر درود بھیجتے ہوئے خلافت احمدیہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں کوئی نہ کوئی اصل یا بیج مل جاتا ہے جس سے مسائل حل کرنے میں مدد مل جاتی ہے۔'' (خطبہ جمعہ مورخہ ۱۹۔مئی ۱۹۷۸ء فرمودہ خلیفۃ المسیح الثالث بمقام فرینکفرٹ جرمنی بحوالہ تین اہم خطبات صفحہ ۴۱ تا ۴۳)

خلیفۃ المسیح الثالث کے یہ الفاظ بہت واضح ہیں اور ان میں آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق ہر صدی کے سر پر مبعوث ہونیوالے مجدد کی حیثیت کو بہت ثانوی اور بہت غیر اہم قرار دیا گیا ہے۔جبکہ حقیقت اِسکے بالکل برعکس ہے۔یہ یاد رکھیں کہ آنحضرت ﷺ کے مبارک اِرشاد کہ ''ہر صدی کے سر پر مجدد آئے گا'' سے اگر کوئی شخص اِس قسم کی عام تجدید مراد لیتا ہے تو وہ غلطی پر ہے۔آپ ﷺ کے اس اِرشاد سے قطعاً عام تجدید مراد نہیں ہے۔حضور ﷺ کے اس اِرشاد کے ایسے معنی کرنا دراصل آپکے اِرشاد کی معنوی تحریف ہے۔حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام چونکہ حکم وعدل بن کر آئے تھے لہٰذا اِس ضمن میں آپؑ کا فیصلہ قطعی اور ناطق ہے۔آپؑ فرماتے ہیں۔

''آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے کہ ہر ایک صدی پر ایک مجدد کا آنا ضروری ہے اب ہمارے علماء کہ جو بظاہر اتباع حدیث کا دم بھرتے ہیں۔اِنصاف سے بتلاویں کہ کس نے اِس

صدی کے سر پر خدا تعالیٰ سے اِلہام پا کر مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہے یوں تو ہمیشہ دین کی تجدید ہو رہی ہے مگر حدیث کا تو یہ منشاء ہے کہ وہ مجدد خدائے تعالیٰ کی طرف سے آئے گا۔یعنی علوم لدینہ وآیات سماویہ کیساتھ۔اب بتلاویں کہ اگر یہ عاجز حق پر نہیں ہے تو پھر کون آیا جس نے اِس چودھویں صدی کے سر پر مجدد ہونے کا ایسا دعویٰ کیا۔جیسا کہ اِس عاجز نے کیا۔کوئی اِلہامی دعاوی کیساتھ تمام مخالفوں کے مقابل پر ایسا کھڑا ہوا جیسا کہ یہ عاجز کھڑا ہوا تفکروا و تند موا وا تقو الله و لاتغلوا۔''(روحانی خزائن جلد۳ صفحہ۱۷۸ تا۱۷۹)

خلیفہ ثالث صاحب فرمار ہے ہیں۔(۱) اس لئے اب اس سلسلہ میں کسی نئے آنیوالے کی ہمیں ضرورت نہیں (۲) باقی رہا تجدید دین کا کام تو وہ ہم میں سے ہر آدمی کر رہا ہے کوئی تھوڑے پیمانہ پر کر رہا ہے کوئی بڑے پیمانے پر۔۔۔۔۔جبکہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ فرتے ہیں کہ

(۱) آنحضرت کے مبارک ارشاد کے مطابق مجدد ین کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔(۲) یوں تو ہمیشہ دین کی تجدید ہو رہی ہے مگر حدیث کا تو یہ منشاء ہے کہ وہ مجدد خدائے تعالیٰ کی طرف سے آئے گا۔یعنی علوم لدینہ وآیات سماویہ کیساتھ۔

عزیزم ورک صاحب۔کیا آپ بتا سکتے ہیں (۱) کہ تجدید کے سلسلہ میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ درست فرمار ہے ہیں یا کہ خدا کا بنایا ہوا خلیفہ سچ کہہ رہا ہے۔؟ (۲) خدا کے بنائے ہوئے اور آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے والے خلیفوں کا کیا یہی کام ہوتا ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ اور آپکے غلام حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی تعلیم کی دھجیاں اُڑاتے پھریں۔؟

خلیفہ ثالث صاحب جرمنی میں ہی اگلے خطبہ جمعہ یعنی مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۷۸ء میں اِرشاد فرماتے ہیں۔

''کراچی میں ایک حضرت ہیں جس نے اس قسم کی منافقانہ باتیں لکھنی شروع کر دیں۔منافقوں کا یہ طریق ہے کہ بڑے آدمی پر اعتراض کرنا ہو تو اُسکے معاً چھوٹے یا next پر اعتراض کر دیتے ہیں مثلاً خلیفہ وقت پر اعتراض کرنا ہو تو انجمن کے کسی ناظر پر یا تحریک کے کسی وکیل پر اعتراض کر دیتے ہیں جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس میں جرأت نہیں ہوتی کہ وہ خلیفہ وقت پر اعتراض کرے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراض کرنا ہو تو خلیفہ وقت پر اعتراض کر دیتے ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراض کرنے کی جرأت نہیں ہوتی تو خلیفہ وقت پر اعتراض کر دیتے ہیں۔چنانچہ جب مجھے ان باتوں کا علم ہوا تو میں نے ربوہ میں مختلف خطبوں اور تقریروں میں بیان کرنا شروع کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے محکمات کی شکل میں اس مسئلہ کو کھول کر بیان کر دیا ہوا ہے تو پھر کسی کو بات کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔''(ایضاً ۲۶۔مئی ۱۹۷۸ء بحوالہ تین اہم خطبات صفحہ۶۳ تا۶۴)

عزیزم ورک صاحب۔مضمون نگار کراچی کے رہائشی ہیں۔کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ یہ کراچی میں کون تھا جس کے متعلق خلیفہ ثالث مرزا ناصر احمد صاحب نے منافق کا لفظ استعمال کیا اور اُس بے چارے کا قصور کیا تھا۔؟

مضمون نگار پہلے صفحہ پر ہی لکھتے ہیں۔''حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضور مسیح موعود کے متعلق فرمایا تھا کہ یتزوّج ویوُلدلہ''

فَيَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهٗ کی حقیقت

آنحضرت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔''عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وقَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَنْزِلُ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ اِلَى الْاَرْضِ فَيَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهٗ وَيَمْكُثُ خَمْسًا وَاَرْبَعِيْنَ سَنَةً ثُمَّ يَمُوْتُ فَيُدْفَنُ مَعِيَ فِيْ قَبْرِيْ فَاَقُوْمُ اَنَا وَعِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ فِيْ قَبْرٍ وَاحِدٍ بَيْنَ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ۔''(مشکوٰۃ جلد۳ باب نزول عیسیٰ علیہ السلام صفحہ۴۹)

حضرت عبداللہؓ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم تشریف لائیں گے وہ شادی کریں گے اور اُنکی اولاد ہوگی اور وہ پنتالیس (۴۵) سال رہیں گے پھر وفات پائیں گے اور میرے ساتھ میری قبر میں دفن کیے جائیں گے پھر میں اور عیسیٰ بن مریم ایک ہی قبر سے ابوبکرؓ و عمرؓ کے درمیان سے اُٹھیں گے۔

واضح رہے کہ آنحضرت ﷺ نے مختلف احادیث میں اُمت محمدیہ میں نزول فرمانے والے مسیح ابن مریم کے متعلق بہت کچھ بیان فرمایا ہے۔آپ ﷺ نے اُمت کو اُسکی بہت ساری نشانیوں سے آگاہ فرمایا تا کہ اُمت کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو کر اُسکی قبولیت سے محروم نہ رہ جائے۔اِسی سلسلہ میں آنحضور ﷺ نے اسرائیلی مسیح ابن مریم اور نازل ہونیوالے محمدی مسیح ابن مریم کے جدا جدا حلیوں کا ذکر بھی فرمایا ہے۔مثلاً آنحضور ﷺ مسیح ناصریؑ کے حلیہ کے متعلق فرماتے ہیں۔

''عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ:قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:رَأَيْتُ عِيْسٰى وَمُوْسٰى وَاِبْرَاهِيْمَ،فَاَمَّا عِيْسٰى فَاَحْمَرُجَعْدٌ عَرِيْضُ الصَّدْرِ۔''(بخاری کتاب الانبیاء واذکر فی الکتاب مریم)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے عیسیٰ،موسیٰ اور ابراہیم علیہم السلام کو دیکھا۔عیسیٰ (حلیہ) سرخ رنگ کے گھنگریالے بال اور چوڑے سینہ والے تھے۔اسی طرح ایک اور روایت میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں۔

''عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَاَيْتَ رَجُلًا اٰدَمَ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ رَجُلًا مِنْ اُدْمِ الرِّجَالِ لَهٗ لِمَّةٌ

كَاَحُسَنِ مَا اَنۡتَ رَاءٍ مِنَ اللِّمَمِ قَدۡ رَجَّلَهَافَهِيَ تَقۡطُرُ مَاءً مُتَّكِئًا عَلٰى رَجُلَيۡنِ۔۔۔يَطُوۡفُ بِالۡبَيۡتِ فَسَاَلۡت مَنۡ هٰذَا فَقِيۡلَ الۡمَسِيۡحُ ابۡنُ مَرۡيَمَ وَ اِذَا اَنَا بِرَجُلٍ جَعۡدٍ قَطَطٍ اَعۡوَرِ الۡعَيۡنِ الۡيُمۡنٰى كَاَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ فَسَاَلۡتُ مَنۡ هٰذَا فَقِيۡلَ الۡمَسِيۡحُ الدَّجَّالُ۔'' (بخاری کتاب اللباس باب الجعد)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آج رات رؤیا میں خانہ کعبہ کے پاس میں نے گندمی رنگ کا ایک شخص دیکھا جو گندم گوں لوگوں میں حسین ترین نظر آنیوالا تھا اور اُسکے لمبے بال بھی جن کی کنگی کی ہوئی تھی لمبے بال والوں میں نہایت خوبصورت نظر آتے تھے اُسکے بالوں سے پانی ٹپکتا تھا اور اُس نے دو آدمیوں کا سہارا لیا ہوا تھا اور خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا میں نے پوچھا یہ کون ہے تو مجھے بتایا گیا کہ یہ عیسیٰ بن مریم ہے پھر ناگہاں ایک اور شخص پر نظر پڑی جس کے گھنگھریالے بال، دائیں آنکھ سے کانا ایسے کہ وہ انگور کی طرح اُبھری ہوئی آنکھ نظر آتی تھی میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے تو مجھے بتایا گیا کہ یہ مسیحِ دجّال ہے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے مندرجہ بالا دونوں روایتوں میں دونوں مسیحوں (یعنی اسرائیلی مسیح ابن مریم اور محمدی مسیح موعود) کے حلیوں کا ذکر فرمایا ہے۔ اسرائیلی مسیح ابن مریم کے متعلق فرمایا ہے کہ اُس کا رنگ سرخ اور بال گھنگھریالے تھے۔ جبکہ آنیوالے مسیح ابن مریم کے متعلق فرمایا ہے کہ اُس کا رنگ گندم گوں اور اُسکے بال سیدھے اور اُن سے پانی ٹپکتا ہوا معلوم ہوگا۔ اسی طرح فَيَتَـزَوَّجُ وَيُـوۡلَدُ لَـهٗ کے الفاظ میں بھی آنحضرت ﷺ نے سابقہ مسیح ناصری اور مسیح موعود کے حالات میں فرق بتایا ہے۔ وہ یہ کہ سابقہ مسیح ابن مریم کے متعلق قرآن و حدیث سے نہ اُنکی شادی ثابت ہے اور نہ ہی اُنکی اولاد کا پتہ ملتا ہے۔ آنحضور ﷺ نے فَيَتَـزَوَّجُ وَيُـوۡلَدُ لَـهٗ کے الفاظ میں پہچان کے واسطے محمدی مسیح موعود کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ شادی بھی کرے گا اور اُسکی اولاد بھی ہوگی۔ آنحضرت ﷺ کے اِن الفاظ میں دونوں مسیحوں کا فقط تقابل مراد تھا و بس۔ اب جماعت احمدیہ میں بعض لوگوں نے آنحضرت ﷺ کے اِن الفاظ فَيَتَـزَوَّجُ وَيُـوۡلَدُ لَهٗ کو سیاق و سباق سے ہٹا کر اور اِنکی معنوی تحریف کرتے ہوئے اِن کو اپنے مذموم مقاصد کیلئے استعمال کرنا شروع کیا ہوا ہے۔ اور اِسکی اِبتداء سب سے پہلے خلیفہ ثانی صاحب نے کی تھی۔ اُنہوں نے بغیر کسی قرینے کے وَيُـوۡلَدُ لَـهٗ کے الفاظ سے ''خاص اولاد'' مراد لیا اور اس پر اتنا زور دیا تا کہ افرادِ جماعت کے ذہن میں یہ بیٹھ جائے کہ آنحضور ﷺ کے اِن الفاظ سے ''مصلح موعود'' مراد تھی۔ وہ اپنے دعویٰ سے متعلقہ اپنی تقریر (۲۸ دسمبر ۱۹۴۴ء) جسے بعد ازاں ''الموعود'' کا نام دیا گیا ہے میں فرماتے ہیں۔

''رسول کریم ﷺ بھی مصلح موعود کی خبر دیتے ہیں اور اُس کا ظہور زمانہ مسیح موعود میں ہی بتاتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔ فَيَتَـزَوَّجُ وَيُـوۡلَدُ لَهٗ ۔ مسیح موعود شادی کرے گا اور اُسکے ہاں اولاد پیدا ہوگی۔ اب اسکے یہ معنی تو نہیں ہوسکتے کہ مسیح موعود کے ہاں ویسی ہی معمولی اولاد پیدا ہوجائے گی جیسی اور لوگوں کے ہاں پیدا ہوتی ہے کیونکہ اگر اسکے یہی معنی ہوں تو پھر اس پر وہی اعتراض پیدا ہوگا جو غیر احمدی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی پر کیا کرتے تھے کہ اولاد ہونا کونسی بڑی بات ہے، دنیا میں ہر شخص کے ہاں اولاد ہوا ہی کرتی ہے اور یہ ہم بھی مانتے ہیں کہ اگر محض اتنی خبر دی جائے کہ ایک لڑکا پیدا ہوگا تو یہ کوئی خاص پیشگوئی نہیں کہلا سکتی۔ اسی طرح جب رسول کریم ﷺ نے یہ فرمایا کہ مسیح موعود کے ہاں اولاد پیدا ہوگی تو اسکے یہ معنی تو نہیں ہوسکتے کہ اسکے ہاں معمولی اولاد پیدا ہوگی کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو رسول کریم ﷺ کو خاص طور پر یہ خبر دینے کی کوئی ضرورت نہیں تھی (واضح ہو کہ آنحضرت ﷺ نے ان معنی میں تو یہ الفاظ ارشاد فرمائے ہی نہیں تھے بلکہ فقط دونوں مسیحوں (موسوی مسیح اور محمدی مسیح) کے درمیان فرق ظاہر کرنے کیلئے فرمائے تھے۔ ناقل) لیکن آپ کا یہ خبر دینا بتاتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کا منشاء (اپنے غیر قرآنی دعویٰ مصلح موعود کو سچا بنانے کیلئے یہاں آنحضرت ﷺ کو بھی گواہ بنایا جا رہا ہے۔ ناقل) یہ تھا کہ اُسکے ہاں خاص اولاد پیدا ہوگی ویسے ہی کمالات اور ویسے ہی اوصاف رکھنے والی جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے خبر دی تھی۔'' (الموعود بحوالہ انوار العلوم جلد ۷ اصفحہ ۵۵۰)

خلیفہ ثانی کی تقریر کے بعد سلسلہ احمدیہ میں کیا خلفاء، کیا علماء اور کیا عامۃ الناس سب نے آنحضرت ﷺ کے ان الفاظ (فَيَتَـزَوَّجُ وَيُـوۡلَدُ لَـهٗ) کو حضورؑ کی اولاد کو خاص اولاد ثابت کرنے میں زور دے رکھا ہے۔ اگرچہ جماعت میں جو احباب مذہب کا کچھ فہم رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے یہ الفاظ دونوں مسیحوں کے درمیان فرق پیدا کرنے کیلئے ارشاد فرمائے تھے لیکن مضمون نگار کی تان بھی بالآخر ''خاص اولاد'' پر ہی ٹوٹی۔ خلیفہ رابع صاحب ایک مجلس سوال و جواب میں فرماتے ہیں۔

''سوال کنندہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شادی کی تھی؟ خلیفہ رابع کا جواب۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی شادی کا کوئی ذکر ہمیں نہیں ملتا۔ قرآن کریم میں یا حدیث میں کوئی ذکر نہیں۔ لیکن جس عیسیٰ نے نازل ہونا ہے یعنی اُمت محمدیہ میں پیدا ہوا مراد یہ ہے اللہ کی طرف سے نازل ہوگا۔ اُس عیسیٰ کے متعلق شادی کا ذکر ملتا ہے اور وہ مضارع میں ہے جس کا مطلب ہے آئندہ ہونے والی شادی يَتَـزَوَّجُ وَيُـوۡلَـدُ لَـهٗ وہ شادی کرے گا اور اُسے اولاد دی جائے گی۔ یہ عیسیٰ وہ نہیں ہے ظاہر بات ہے جو پہلا تھا اور شادی کا خیال آنا رسول ﷺ کو اللہ تعالیٰ سے علم پا کر یہ مضمون بیان فرمایا آپ نے اس کی حکمت یہی لگتی ہے کہ پہلے عیسیٰ نے نہیں کی ہوگی۔ اگر پہلے نے بھی کی تھی اُس کی بھی اولاد ہوئی تھی تو اگلے کو خاص طور پر یہ بیان کرنا جب کہ قرآن نے یہ نہیں فرمایا پہلے عیسیٰ کے متعلق یہ بتاتا ہے کہ آئندہ والا وجود اور ہے پچھلا وجود اور تھا۔ آئندہ جو آئے گا وہ شادی کرے گا اُس کو اللہ تعالیٰ مبشر اولاد عطا فرمائے گا۔ يُوۡلَدُ لَهٗ صاف بتا رہا ہے کہ اُسکی اولاد خاص مرتبے کی ہوگی۔''

ہم دیکھتے ہیں کہ خلیفہ رابع صاحب نے بھی آنحضرت ﷺ کے الفاظ کی یہی حکمت بیان فرمائی ہے کہ یَتَزَوَّ جُ وَیُوْلَدُ لَہٗ کے الفاظ میں آنحضرت ﷺ نے آئندہ نازل ہونیوالے مسیح کے متعلق اُسکی شادی اور اولاد کا ذکر فرما کر محمدی مسیح موعود کا سابقہ مسیح ناصری کے درمیان فرق بیان فرمایا ہے اور اصل حقیقت بھی یہی ہے۔ واضح رہے کہ آنحضرت ﷺ کے الفاظ "فَیَتَزَوَّ جُ وَیُوْلَدُ لَہٗ" کے معنی "پس وہ شادی کرے گا اور اُسکی اولاد ہوگی" ہیں۔ صرف شادی اور اولاد کا ذکر ہے۔ لیکن جیسا کہ خاکسار پہلے بیان کر چکا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے الفاظ کیساتھ خلیفہ ثانی صاحب نے اپنے پاس سے "خاص اولاد" کا اضافہ کیا ہے جبکہ آنحضرت ﷺ کے الفاظ کے معنی "خاص اولاد" نہیں ہیں۔ خاکسار آنحضرت ﷺ کے اِن الفاظ کی مزید تشریح پیشگوئی مصلح کی حقیقت کے ضمن میں آئندہ صفحات میں بیان کرے گا۔

اَنبیاء کی اولاد۔ یہ بات درست ہے کہ انبیاء کی اولاد بھی بالعموم نیک ہی ہوتی ہے لیکن قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بات ہر نبی کے بارے میں سچ نہیں ہے۔ بعض اوقات کسی نبی کے ہاں ناخلف اور باغی اولاد بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ سورۃ ہود میں اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام سے مخاطب ہو کر اُنکے لڑکے کے متعلق فرماتا ہے۔ "قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّہ لَیْسَ مِنْ اَھْلِكَ اِنَّـہ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَیْسَ لَكَ بِہ عِلْمٌ ط اِنِّیْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الجٰھِلِیْن " (ہود۔۴۷) (اللہ نے) فرمایا اے نوح! وہ تیرے اہل میں سے ہرگز نہیں کیونکہ وہ یقیناً بُرے عمل کرنیوالا ہے پس تو مجھ سے ایسی دُعا نہ کر جس کے بارے میں تجھے علم نہ دیا گیا ہو، اور میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ جاہلوں کی طرح کبھی کام نہ کیجیو۔

حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو ایک عظیم الشان اِلہامی پیشگوئی میں ایک لڑکے اور ایک زکی غلام کی بشارت دی گئی تھی۔ لڑکے کے متعلق تو اللہ تعالیٰ نے مزید وضاحت فرما دی کہ "وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔" لیکن زکی غلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کوئی وضاحت نہیں فرمائی کہ وہ کون ہوگا؟ وغیرہ۔ یہ دونوں (لڑکا اور غلام) غیر معمولی وجود ہونگے۔ اس معاملہ میں جماعت میں نہ کسی کو شبہ ہے اور نہ کوئی دو رائے ہیں۔ ان بشارتوں کے علاوہ حضور کو ایک خوفناک امر کی بھی خبر دی گئی تھی۔ مورخہ ۶۔ ۷۔ نومبر ۱۹۰۷ء کو حضورؑ پر زکی غلام کے بارے میں آخری اِلہامات نازل ہوئے۔ اِن اِلہامات کے بعد حضورؑ لکھتے ہیں۔ اس کے بعد ایک الہام ہوا جس کے اظہار کی اجازت نہیں شاید بعد میں ہو جائے۔ اس کا پہلا فقرہ یہ ہے۔ "دیکھ میں ایک نہایت چھپی ہوئی بات پیش کرتا ہوں" (تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ ۶۲۷ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۰ مورخہ ۱۰۔ نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۳)

(اِسی اِلہام کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کو اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔)

"(ایک) نہایت خوفناک امر جو ہر وقت دل کو غمناک کرتا رہتا ہے۔ ایک پیشگوئی ہے جو چند دفعہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو چکی ہے۔ میں نے بجز گھر کے لوگوں کے کسی پر اسکو ظاہر نہیں کیا۔ اس پیشگوئی کے ایک حصہ کا حادثہ ہم میں اور آپ میں مشترک ہے۔ بہت دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس کو ٹال دے۔ اور دوسرے حصہ کا حادثہ خاص ہم سے ہے اور ہمارے گھر کے کسی شخص سے متعلق ہے۔" (تذکرہ صفحات ۶۲۷ تا ۶۲۸ بحوالہ مکتوب ۹۷/ ۳۴ مکتوباتِ احمدیہ جلد ہفتم حصہ اوّل صفحہ ۴۵)

خاکسار یہاں صرف اتنی گذارش کرتا ہے کہ اگر قرآن کریم اور زکی غلام سے متعلقہ مبشر اِلہامات کی روشنی میں یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو جائے کہ پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق مرزا بشیر الدین محمود احمد نہیں تھے۔ تو پھر اُنکے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کے بعد اُس خوفناک امر یا حادثہ جو حضورؑ کے گھر میں کسی شخص کے متعلق تھا کا بخوبی تعین نہیں ہو جاتا؟ خاکسار کی متذکرہ بالا بحث کے بعد اُمید ہے مضمون نگار کیساتھ ساتھ افرادِ جماعت کو بھی فَیَتَزَوَّ جُ وَیُوْلَدُ لَہٗ کی حقیقت کا پتہ چل گیا ہوگا۔

عزیزم ورک صاحب۔ واضح رہے کہ مضمون نگار نے حضورؑ کے ایک اِلہام کے ترجمہ میں تحریف سے بھی کام لیا ہے۔ مثلاً۔ حضورؑ پر ایک اِلہام اس طرح نازل ہوتا ہے۔ "وَلَوْ كَانَ الْاِیْـمَـانُ مُـعَـلَّـقاً بِالثُّرَیَّالَنَالَہٗ رَجُلٌ مِّنْ اَبْنَآءِ الْفَارِسِ " ترجمہ از مرتب۔ اور اگر ایمان ثریّا سے لٹکا ہوتا تو ابناءِ فارس میں سے ایک شخص اُسے وہاں سے بھی لے آتا۔" (تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ ۱۹۸)

اِس اِلہام کا ترجمہ مرتب تذکرہ نے بالکل درست کیا ہے اور اِس اِلہام میں "رَجُلٌ مِّنْ اَبْنَآءِ الْفَارِس " سے بذاتِ خود حضرت بانئے جماعتؑ مراد ہیں۔

مضمون نگار اپنے مضمون کے صفحہ نمبر ۲ پر اسی اِلہام کو درج کر کے اس کا ترجمہ اس طرح کر رہے ہیں۔

"حضور مسیح موعود نے موعود رجل ہونے کا دعویٰ فرمایا ہے۔ بلکہ آئندہ جماعت میں بھی بشارت دی ہے کہ لو کان الایمان معلقاً باالثریالنا لہٗ رجلٌ من ابناء الفارس (تذکرہ طبع چہارم صفحہ ۲۴۳) یعنی اگر ایمان مفقود ہو کر ثریا کیساتھ معلق ہو جائے تو ابنائے فارس یعنی حضور مسیح موعود کی ذریت میں سے ایک شخص اُسے واپس زمین پر لے آئے گا۔"

اب اِس اِلہام میں رجل سے مراد خود حضرت بانئے جماعتؑ ہیں لیکن مضمون نگار نے اِلہام کی معنوی تحریف کر کے اس کا ترجمہ کچھ کا کچھ بنا دیا ہے۔ قارئین سے درخواست ہے کہ وہ خود تذکرہ سے ترجمہ کی پڑتال کر لیں۔ یہ بات درست ہے کہ آنحضرت ﷺ کی احادیث میں بعض جگہ پر رجل کی بجائے رجال کا لفظ بھی آیا ہے لیکن مندرجہ بالا اِلہام میں صرف ایک رجل کا ذکر ہے اور اِس سے مراد بذاتِ خود حضورؑ ہیں نہ کہ آپؑ کی ذریت میں سے کوئی اور فرد۔ قارئین کو یاد رہے کہ خاکسار نے اگر خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کو غلط کہا ہے تو یہ میری خالی خولی زبانی کلامی یا میرے ذوق کی بات نہیں ہے بلکہ اِس کا خاکسار نے قرآن کریم اور زکی غلام (مصلح موعود) سے متعلق مبشر اِلہامات کی روشنی میں ثبوت پیش کیا

ہے۔ اگر کوئی بھی احمدی یا جماعتی عالم یا کوئی محمود ثانی یہ سمجھتا ہے اور یقین رکھتا ہے کہ خلیفہ ثانی ہی زکی غلام (مصلح موعود) تھے یا بالفاظ دیگر وہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے مصداق تھے تو بجائے کسی کو معاند، حاسد یا کاذب کہنے کے قرآن کریم اور زکی غلام سے متعلق مبشر الہامات کی روشنی میں خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کی تصدیق کر دی جائے۔ یہ بات ہرگز نہ بھولیں کہ کسی کی خوابیں یا اِلہامات کسی دوسرے انسان کے دعویٰ کیلئے ثبوت نہیں ہوا کرتے۔ حتیٰ کہ کسی مدعی کی محض اپنی خوابیں یا اپنے اِلہامات بھی اُسکے دعویٰ کا ہرگز ثبوت نہیں ہوا کرتے۔

خاکسار وضاحت کیلئے اپنے آقا حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی یہاں مثال پیش کرتا ہے۔ حضورؑ نے ۱۸۹۱ء میں پہلے مسیح اور بعد ازاں مہدی ہونے کے دعاوی کیے تھے۔ اب اگر حضورؑ اپنے خوابوں، کشوف اور اِلہامات کا کوئی مجموعہ (تذکرہ) یا آنحضرت ﷺ کی احادیث کا کوئی مجموعہ اپنے دعاوی کے ثبوت کے طور پر لوگوں کے آگے پیش کر دیتے تو کیا لوگ آپکے خواب، کشوف اور الہامات یا آنحضرت ﷺ کی احادیث کی بنیاد پر آپ کو مسیح اور مہدی قبول کر لیتے۔؟ ہرگز نہیں۔ اِسکی وجہ یہ ہے کہ خواب یا کشف یا کوئی اِلہام یا کوئی حدیث کوئی ثبوت یا دلیل نہیں ہوا کرتا۔ کسی مدعی کے کسی خواب یا کشف یا اُس کے کسی اِلہام پر مبنی دعویٰ کو اُس کے دوست احباب تو اُس سے محبت یا حسن ظنی کی وجہ سے قبول کر لیں گے۔ لیکن عامۃ الناس یا مخالفین وغیرہ تو خواب یا کشوف یا اِلہامات کو قبول نہیں کیا کرتے بلکہ آجکل کے زمانہ میں تو لوگ مدلل دعویٰ کو بھی قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ کس دلیل کی بنیاد پر بعض لوگوں یا بعض مسلمانوں نے حضرت مرزا غلام احمدؑ کے دعاوی (مسیح و مہدی) کو قبول کیا تھا۔؟ مسیح موعود کے دعویٰ کیلئے دلیل یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضورؑ پر انکشاف فرمادیا کہ لوگوں میں جو یہ خیال پایا جاتا ہے کہ دو ہزار (۲۰۰۰) سال پہلے موسوی مریم کا فرزند حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم ناصری صلیب سے بچ کر یا زندہ بجسم عنصری آسمان پر اُٹھا لیا گیا تھا اور اب آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق آخری زمانہ میں اُسی اسرائیلی مسیح ابن مریم نے زندہ بجسم عنصری آسمان سے نزول فرما کر اسلام کو ادیان باطلہ پر غالب کرنا ہے۔ یہ ایک غلط عقیدہ ہے۔ یہ صرف لوگوں کا اپنا خیال ہے۔ یہ حقیقت نہیں ہے۔ کوئی آسمان پر نہ گیا ہے اور نہ ہی جا سکتا ہے اور نہ ہی کسی نے آسمان سے نازل ہونا ہے اور قرآن کریم اس خود تراشیدہ خیال کو جھٹلاتا ہے۔ اب جب مسلمانوں میں صدیوں سے رائج آسمان سے نزول مسیح ابن مریم کے متعلق متفقہ عقیدے کا باطل ہونا از روئے قرآن کریم ثابت ہو گیا۔ تو اس ثبوت کیساتھ ہی جس برگزیدہ بندے پر اللہ تعالیٰ نے وفات مسیح ابن مریم کی حقیقت کا اِنکشاف فرمایا تھا آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق اُس کا دعویٰ مسیح موعود نہ صرف قابل غور ہو گیا بلکہ یہ اُسکی صداقت پر ایک دلیل بھی تھی۔ اسی طرح حضورؑ کے مہدی معہود کے دعویٰ کے بعد جب آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق ماہِ صیام میں مقررہ تواریخ میں خسوف و کسوف کا نشان ظاہر ہو گیا تو یہ واقعہ مدعی مہدویت کی صداقت پر ایک دلیل تھا۔

مضمون نگار لکھتے ہیں۔ ''اسلام سے قبل بھی بعض انبیاء نے مسیح موعود کے بعد اُسکے بیٹے اور پوتے کو اُسکے روحانی تخت کا وارث ہونے کی پیشگوئی کی تھی۔ اسی طرح اُمت میں بھی حضرت نعمت اللہ ولی کی یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کے دور کے بعد اُسکا ایک بیٹا اُسکی یادگار ہوگا۔ یہ سب پیشگوئیاں اس بات کی غماز ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور مسیح موعود کے بعد اپنی اس سنت کو بھی کہ وہ بعض اوقات اور ادوار میں نزول مرسلین اپنی قدرت کے اظہار کیلئے کسی بزرگ مرسل کی صلبی نسل میں سے بھی کر سکتا ہے اور چونکہ حضور مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کا لقب دیا تھا نیز داؤد کا بھی اس لیے اگر اُن سے مشابہت کیلئے آپکی اولاد میں مقربین پیدا ہونے کی بشارت دے تو اُسکے قانون یعنی يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ کے خلاف نہیں۔''

الجواب۔ بلاشبہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے ابراہیم اور بعض دیگر انبیا علیہم السلام کے ناموں سے سرفراز فرمایا تھا۔ اس میں کوئی شک کی بات اور کوئی دو رائے نہیں ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی نبی کی صلبی اولاد کو اپنے انعامات سے نوازنا چاہتا ہے تو اس میں کس کو اعتراض ہو سکتا ہے۔؟ اعتراض یہ ہے کہ بغیر کسی ثبوت کے محض افراد جماعت کی سادگی اور اُنکی عقیدت کا ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہوئے حضورؑ کی سب بشارات کو اپنے اوپر چسپاں کر لینا یا اپنے خاندان میں تقسیم کر لینا کونسی دانشمندی اور کون سا معقول رویّہ ہے۔؟ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے اِلہامات اور بطور خاص ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی سے کیا ثابت ہوتا ہے اس کا ذکر آئندہ صفحات میں آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ اوّل سے اُسکی صلب میں امامت کا وعدہ فرمایا تھا لیکن یہ وعدہ مشروط تھا جیسا کہ پہلے اِسکی وضاحت ہو چکی ہے۔ اسی طرح اِبراہیمؑ ثانی سے بھی اگر اللہ تعالیٰ نے ایسا کوئی وعدہ کیا ہوگا تو یہ وعدہ بھی مشروط ہوگا نہ کہ غیر مشروط۔ اسلام سے پہلے جن نبیوں نے مسیح موعود کے بعد اُسکے بیٹے اور پوتے کو اُسکے روحانی تخت کا وارث ہونے کے متعلق پیشگوئی کی تھی۔ اگر مضمون نگار اِن انبیاء کی یہ پیشگوئی اپنے مضمون میں درج کر دیتے تو اِس پر بھی غور و فکر ہو جاتا۔ جہاں تک جماعت احمدیہ میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بیٹے اور پوتے کی بات کی جاتی ہے۔ تو اِس سلسلہ میں یہاں صرف اتنی گذارش کرتا ہوں کہ مسیح موعود کے جس بیٹے کا ذکر کیا جاتا ہے وہ بیٹا دراصل مسیح موعود کا روحانی فرزند ہے نہ کہ صلبی بیٹا۔ حضورؑ پر بعض اِلہامات نافلہ غلام کے متعلق نازل ہوئے تھے۔ حضورؑ نے یہاں نافلہ سے اپنا کوئی پوتا مراد لیا تھا۔ واضح رہے کہ حضورؑ کا نافلہ غلام کے متعلق اپنا پوتا ہونے کا خیال بھی آپ کا اجتہادی خیال تھا جو کہ بعد ازاں زکی غلام کو لڑکا خیال کرنے کی طرح درست ثابت نہ ہوا۔ حضورؑ نے اپنے جس صلبی لڑکے کے متعلق بھی زکی غلام (لڑکا) ہونے کا خیال ظاہر فرمایا وہ لڑکے (بشیر

احمد اوّل اور صاحبزادہ مبارک احمد) فوت ہو گئے۔ اسی طرح آپ نے نافلہ غلام کی پیشگوئی کو بمعنی پوتا اپنے جس پوتے پر چسپاں کیا تھا وہ پوتا (مرزا نصیر احمد ابن مرزا بشیر الدین محمود احمد) بھی صغر سنی میں فوت ہو گیا۔ جہاں تک نعمت اللہ ولی کی یادگار بیٹے کے متعلق پیشگوئی کا تعلق ہے تو میں اس پر اپنے مضامین میں کافی روشنی ڈال چکا ہوں۔ یہ یادگار بیٹا قطعاً حضورؑ کا کوئی صلبی بیٹا نہیں تھا بلکہ یہ پیشگوئی مصلح موعود میں مذکور زکی غلام ہی ہے۔ خاکسار نے نعمت اللہ ولی کے اس قصیدہ کا اپنے مضمون نمبر۴۴ ''پیشگوئی مہدی معہود کی طرح اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود کا اَلمیہ'' میں مفصل ذکر کیا ہے۔ اور خاص کر مضمون کے صفحات نمبر۲۰ تا ۲۳ میں اِسی یادگار بیٹے کا ذکر موجود ہے۔ مضمون نگار اور قارئین کرام یہاں سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ یہاں اس قصیدے کا دوبارہ ذکر کرنا مضمون کو طول دینے والی بات ہو گی لہٰذا اس کا ذکر چھوڑتا ہوں۔

آگے مضمون نگار لکھتے ہیں۔'' تاہم حتمی طور پر ان مرسلین کیلئے بھی معیارِ صداقت وہی رہتا ہے جو کہ عمومی طور پر دوسرے عام مرسلین کیلئے ہے۔''

الجواب۔ قرآن کریم کے نزول سے پہلے جتنے بھی مرسل دنیا میں آئے تھے۔ اِن سب کا قرآن کریم مصدق ہے۔ اسی طرح آنحضرتﷺ کی بعثت کی پیشگوئی جو توریت (استثنا باب ۱۸ آیت نمبر ۱۸۔ میں اُن کیلئے اُن ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کرونگا اور اپنا کلام اُسکے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اُسے حکم دونگا وہی وہ اُن سے کہے گا) میں موجود ہے۔ اِسی پیشگوئی کے مطابق آنحضرتﷺ کی صداقت کا معیار بھی قرآن کریم (سورۃ مزمل آیت نمبر۱۶۔ إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولاً شَاهِداً عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَى فِرْعَوْنَ رَسُولاً) میں موجود ہے۔ اسی طرح اُمت محمدیہ میں آنحضرت کی پیشگوئیوں کے مطابق ظاہر ہونیوالے مہدی و مسیح موعودؑ کے صدق کے معیار بھی قرآن کریم میں موجود ہیں اور انکی روشنی میں ہی مسلمانوں نے حضرت مرزا صاحبؑ کو بطور مہدی و مسیح موعود قبول فرمایا تھا۔ خاکسار اِن کا ذکر پہلے کر چکا ہے۔ سو واضح ہو کہ جماعت احمدیہ میں نزول فرمانے والے زکی غلام (مصلح موعود) کی سچائی کا معیار بھی قرآن کریم اور وہ مبشر اِلہامات ہیں جن میں اُسکی بشارات دی گئی ہیں۔ علاوہ اِسکے دیگر خود ساختہ معیاروں کی نہ کوئی حیثیت ہے اور نہ ہی کوئی قدر و قیمت۔ اب سوال ہے کہ کیا مرزا بشیر الدین محمود احمد (خلیفہ ثانی) کے دعویٰ مصلح موعود کو قرآن کریم اور زکی غلام سے متعلق مبشر اِلہامات کی روشنی میں سچا ثابت کیا جاسکتا ہے۔؟ ہرگز نہیں۔ مضمون نگار صفحہ نمبر ۲ پر لکھتے ہیں۔

''پیشتر اسکے کہ پیشگوئی مصلح موعود پر تفصیلی بحث کی جائے مناسب ہو گا کہ اُن الزامات۔ اعتراضات اور بہتانوں کی فہرست کا مطالعہ کیا جائے جو کہ آپکے معاندین اور حاسدین نے لگائے ہیں۔''

جواباً عرض ہے۔ خاکسار ذیل میں مضمون نگار کے مزعومہ اور مرقومہ الزامات کو ترتیب وار لکھ کر اُسکے جوابات دیتا ہے۔

(۱) یہ کہ حضور مسیح موعود نے پیشگوئی ۱۸۸۶ء بسلسلہ مصلح موعود کے اِجتہاد کرنے میں غلطی کی تھی۔ ۹ سال کی مدت کا تعین بھی اِجتہادی غلطی تھی۔

الجواب۔ جیسا کہ خاکسار آئندہ صفحات میں پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں قرآن کریم اور مبشر اِلہامات کی روشنی میں ثابت کرے گا کہ مصلح موعود (زکی غلام) حضورؑ کا صلبی لڑکا ثابت نہیں ہوتا۔ تو پھر زکی غلام کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھنا اور زکی غلام کو اپنا صلبی بیٹا خیال کرنا کیا حضورؑ کی اِجتہادی غلطی نہیں تھی۔؟ کیا مضمون نگار زکی غلام کو متذکرہ ذرائع سے حضورؑ کا صلبی بیٹا ثابت کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ نہ آپ اس مضمون میں کچھ ثابت کر سکے ہیں اور نہ ہی کوئی اور زکی غلام کو حضورؑ کا صلبی لڑکا ثابت کر سکتا ہے۔ نو (۹) سال کی مدت چھوڑ اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کی وفات تک اس زکی غلام کو آپکے گھر میں پیدا نہیں کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ملہم سے زکی غلام کو بطور صلبی لڑکا دینے کا کوئی وعدہ ہی نہیں فرمایا تھا تو پھر وہ دیتا کیسے۔؟ جہاں تک اِجتہادی غلطی کا تعلق ہے تو اس سے نہ کسی نبی کی شان پر کوئی فرق پڑتا ہے اور نہ ہی اُسکی کسی پیشگوئی کی صداقت پر۔ حضورؑ اِس ضمن میں فرماتے ہیں۔

(۱)''اگر کسی نبی یا ولی سے کسی پیشگوئی کی تشخیص و تعین میں کوئی غلطی وقوع میں آجائے تو کیا ایسی غلطی اُس کے مرتبہ نبوت یا ولایت کو کچھ کم کر سکتی یا گھٹا سکتی ہے۔؟ ہرگز نہیں۔'' (روحانی خزائن جلد۲ صفحہ ۴۵۶)

(۲)''مگر پیشگوئیوں کے بارہ میں جب کہ خدا تعالیٰ کے پاک نبیوں کی رائے اجتہادی غلطی سے معصوم نہیں رہ سکتی پھر مسلم صاحب کی رائے کیونکر معصوم ٹھہرے گی۔'' (روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۱۷۲)

(۲) یہ کہ حضور صاحبزادہ مرزا مبارک احمد پسرِ چہارم کے متعلق خیال فرماتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اُسے زندگی عطا فرمائی تو وہ مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہو گا۔

الجواب۔ خاکسار نے پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں کہا ہے کہ حضورؑ نے (اولاً) بشیر احمد اوّل کو اِس پیشگوئی کا مصداق خیال کیا تھا۔ اُسکے فوت ہونے پر آپ بہت محتاط ہو گئے اور ازاں بعد پیدا ہونیوالے تینوں لڑکوں (مرزا بشیر الدین محمود احمد۔ مرزا بشیر احمد اور مرزا شریف احمد) کے نام بطور تفاؤل رکھے اور کسی کے متعلق یہ نہ فرمایا کہ یہ لڑکا مولود مسعود یا مولود موعود یا مصلح موعود ہے۔ ۱۴۔ جون ۱۸۹۹ء کو جب چوتھا لڑکا صاحبزادہ مبارک احمد پیدا ہوا تو آپؑ نے اسکے متعلق بآنگ دہل فرمایا کہ یہی لڑکا مولود مسعود ہے۔ اسکی تفصیل

آئندہ صفحات میں آئے گی۔ اگر صاحبزادہ مبارک احمد ہی اللہ تعالیٰ کی نظر میں زکی غلام (مصلح موعود) ہوتا تو وہ ضرور زندہ رہتا اور اللہ تعالیٰ اُسے پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق بناتا ۔حضورؑ نے اپنے جن دونوں لڑکوں کے متعلق زکی غلام ہونے کا خیال ظاہر فرمایا تھا۔اللہ تعالیٰ نے اِن دونوں کو وفات دے کر اپنے بندے مہدی و مسیح موعود کو اور آپکی جماعت کو یہ پیغام دیا تھا کہ اے میرے پیارے بندے! تیرا کوئی لڑکا بھی زکی غلام یعنی مصلح موعود نہیں ہوگا۔کیا کوئی اس سچائی کو جھٹلا سکتا ہے۔؟ ہرگز نہیں۔

(۳) یہ کہ سیدنا محمود، حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد اور حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد میں سے بھی کوئی مصلح موعود بننے کی اہلیت نہیں رکھتا تھا۔کیونکہ یہ پیشگوئی صرف پسر چہارم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد کیلئے تھی۔

الجواب۔ خاکسار نے کبھی اور کہیں بھی یہ نہیں کہا کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد، مرزا بشیر احمد اور مرزا شریف احمد میں مصلح موعود بننے کی اہلیت نہیں تھی۔کذب بیانی کی بھی کوئی حد ہوتی ہے لیکن مضمون نگار نے کذب بیانی میں ساری حدیں پھیلانگ دی ہیں۔واضح رہے کہ میں نے اہلیت کی تو بات ہی نہیں کی۔بلکہ صرف دائرہ بشارت کی بات کی ہے۔وگرنہ اللہ تعالیٰ ملہم کے جس بچے کو بھی چاہتا یا آپکی جماعت میں سے جس بچے کو بھی چاہتا پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق بنا سکتا تھا۔اُس کیلئے کیا مشکل ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی نامعلوم مقصد کی تکمیل کیلئے پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں اپنی ایک حکمت ظاہر فرمائی ہے اور میں نے صرف اِس حکمت کا ذکر کیا ہے۔اور اس میں کیا غلط ہے۔؟ یہ یاد رکھیں کہ ایسی معرفت کی باتیں اللہ تعالیٰ صرف اپنے انبیاء یا اُنکے وارثوں پر ظاہر فرمایا کرتا ہے۔دعویٰ اللہ تعالیٰ کا بندہ ہونے کا اور اوپر سے ایسی کذب بیانی۔چہ معنی دارد؟ خاکسار نے صرف اتنا بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ۶۔۷۔نومبر ۱۹۰۷ء سے پہلے پیدا ہونیوالے ہر احمدی بچے کو خواہ وہ حضورؑ کے گھر میں پیدا ہوا یا آپکی جماعت میں کسی کے گھر میں پیدا ہوا پیشگوئی مصلح موعود (زکی غلام) کے دائرہ بشارت سے باہر کر دیا۔یعنی اللہ تعالیٰ نے زکی غلام سے متعلق اپنے مبشر الہام میں یہ ظاہر فرمادیا کہ وہ متذکرہ بالا تاریخ سے پہلے پیدا شدہ بچوں کو زکی غلام نہیں بنائے گا۔اسی طرح یہ بھی کہ مورخہ ۶۔۷۔نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونیوالے کسی بھی احمدی بچے کو خواہ وہ حضورؑ کے گھر میں پیدا ہوا یا آپ کی جماعت میں کسی کے گھر میں پیدا ہوا اگر اللہ تعالیٰ اُسے زکی غلام بنانا چاہے تو ضرور بنا سکتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اِن مبشر الہاموں میں ملہم اور اُس کی جماعت پر اسی حقیقت کو ظاہر فرمایا ہے۔اور اس میں کیا غلط ہے۔؟ فتدبر

(۴) یہ کہ سیدنا محمود نے خلیفہ ثانی بننے کے بعد پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق بننے کیلئے سعی شروع کر دی یعنی اِس غرض کیلئے پلاننگ کرنی شروع کر دی۔

الجواب۔ یہ بات بالکل سچ ہے اور اس میں کوئی شک والی بات نہیں کہ خلیفہ ثانی صاحب نے ایسا ہی کیا تھا۔خاکسار آئندہ صفحات میں اُن تمام وجوہات پر روشنی ڈالے گا جو بانگ بلند اس امر کی چغلی کھارہی ہیں کہ خلیفہ ثانی کے اعصاب پر پیشگوئی مصلح موعود سوار تھی اور وہ ہر قیمت پر اس کا مصداق بننا چاہتے تھے۔اپنی اس خواہش کو عملی جامہ پہنانے کیلئے اُنہوں نے ہر وہ کام کیا جو وہ کر سکتے تھے۔

(۵) یہ کہ سیدنا محمود نے نعوذ باللہ جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔

الجواب۔ جیسا کہ میں پہلے اس حقیقت کو بیان کر چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ۶۔۷۔نومبر ۱۹۰۷ء سے پہلے پیدا ہونیوالے ہر احمدی بچہ کو پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت سے باہر کر دیا تھا۔خواہ وہ احمدی بچہ حضورؑ کا کوئی فرزند تھا یا کوئی اور احمدی بچہ۔یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے اور اس میں کسی انسان کا دخل نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے کے بعد حضورؑ کے سارے لڑکے بشمول مرزا بشیر الدین محمود احمد پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت سے باہر ہو گئے۔اگر کوئی احمدی جو پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت سے باہر ہے اپنے مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو پھر اُس کا دعویٰ جھوٹا نہیں ہوگا تو اور کیا ہوگا۔؟ ؎ مومن کی فراست ہو تو کافی ہے اِشارہ

(۶) یہ کہ پیشگوئی مصلح موعود ۱۵ ویں صدی کے مجدد کے بارے میں تھی اور سیدنا محمود ۱۴ ویں صدی میں پیدا ہوئے اور ۱۴ ویں صدی میں ہی وصال پا گئے اس لیے اُن پر منطبق نہیں ہوتی۔لہٰذا نعوذ باللہ اُن کا دعویٰ باطل ہے۔

الجواب۔ واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمدؑ کو ایک زکی غلام کی بشارت محض قادیان کے چند آریاؤں کی تسلی و تشفی کیلئے نہیں دی تھی بلکہ اُسکے نزول کا عظیم مقصد مقام مصطفیٰ اور عظمت مصطفیٰ کیساتھ ساتھ صداقت اسلام اور فتح اسلام کے عظیم کارنامہ کو بھی سرانجام دینا تھا۔جیسا کہ حضورؑ ارشاد فرماتے ہیں۔’’اس جگہ آنکھیں کھول کر دیکھ لینا چاہیے کہ یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلّشانہ نے ہمارے نبی کریم رؤف ورحیم محمد مصطفیٰ ﷺ کی صداقت وعظمت ظاہر کرنے کیلئے ظاہر فرمایا ہے۔اور درحقیقت یہ نشاں ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ واولیٰ واکمل وافضل واتم ہے۔‘‘ (مجموعہ اِشتہارات جلد ۱ صفحہ ۱۱۴)

ثانیاً۔اِلٰہی مامورین ومصلحین اپنے وقت اور موسم پر آتے ہیں۔اللہ تعالیٰ اُنہیں یونہی بلا ضرورت نہیں بھیجا کرتا۔مزید یہ کہ وہ بعض سنگین غلطیوں کی اصلاح کیلئے آتے ہیں۔آنحضرت ﷺ کے مبارک ارشاد کے مطابق اللہ تعالیٰ ہر صدی ہجری کے سر پر اپنے بندوں پر رحم فرما کر اُمت میں پیدا شدہ بدعتوں اور غلطیوں کی اصلاح کیلئے اپنے کسی نہ کسی

برگزیدہ بندے کو بھیجتا رہا ہے۔ آنحضورﷺ کی اسی پیشگوئی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت بانئے جماعتؑ کو چودھویں صدی کے سر پر بطور مجدد کھڑا کیا تھا۔ آپ کو بھی ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں ایک زکی غلام کی بشارت سے نوازا گیا تھا۔ اس زکی غلام (مصلح موعود) کو بھی اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ میں پیدا ہونے والی اغلاط اور اسلام کی سر بلندی کیلئے عقلی اور نقلی بلکہ ہر لحاظ سے پندرھویں صدی کے سر پر کھڑا کرنا تھا۔ یہ زکی غلام جماعت احمدیہ میں ۶۔۷۔نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونیوالا کوئی وجود ہے۔ جہاں تک مرزا بشیر الدین محمود احمد کا تعلق ہے تو ایک تو وہ اِلہامی پیشگوئی کے دائرہ بشارت ہی میں نہیں آتے اور دوسرے ایک اُمتی نبی یعنی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد اتنی جلدی جماعت احمدیہ میں کسی مصلح کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں تھی۔ لہٰذا خلیفہ ثانی کا دعویٰ مصلح موعود ہر لحاظ سے نہ صرف بے وقت تھا بلکہ غلط بھی تھا۔ اِسکی تفصیل میری کتب اور میرے مضامین میں جابجا موجود ہے۔

(۷) یہ کہ حضور مسیح موعود کی صلبی اولاد سے مصلح موعود کا ہونا ضروری نہیں۔ کوئی بھی آپکی جماعت میں سے مصلح موعود ہوسکتا ہے۔

الجواب۔ خاکسار نے ہمیشہ کہا ہے اور اب بھی کہتا ہوں کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو دو نشانوں یعنی ''ایک وجیہہ اور پاک لڑکا'' اور ''ایک زکی غلام'' کی بشارات سے نوازا تھا۔ لڑکے کے متعلق تو اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمادی کہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا''۔ لیکن زکی غلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کچھ نہیں فرمایا کہ وہ کیا ہوگا اور کون ہوگا۔؟ اللہ تعالیٰ کی اس وضاحت سے کیا ثابت ہوتا ہے؟۔ یہی کہ موعود لڑکا تو حضورؑ کا صلبی لڑکا ہوگا لیکن زکی غلام یا مصلح موعود زکی غلام سے متعلق آخری مبشر الہام (۶۔۷۔نومبر ۱۹۰۷ء) کے بعد پیدا ہونیوالا حضورؑ کی صلبی اولاد یا آپکی روحانی اولاد یعنی ذریت میں سے کوئی بھی ہوسکتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی وضاحت اور اُس کا وعدہ ہے اور اس میں تخلف ممکن نہیں۔ جناب ورک صاحب۔ مضمون نگار سے کہیں کہ وہ میری کتب اور مضامین کو دوبارہ پڑھے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور سستی شہرت کیلئے مجھ پر دیدہ ودانستہ یا لاعلمی میں جھوٹے الزامات نہ لگائے۔

(۸) سیدنا محمود کی پیرانہ سالی میں علالت کو بھی یہ لوگ دلیل قرار دیتے ہیں کہ نعوذ باللہ جھوٹا دعویٰ کرنے پر ایسے ہوا۔

الجواب۔ اگر کسی انسان کو طویل زندگی ملے تو اُس پر بلاشبہ بڑھاپا بھی آتا ہے اور اس پیرانہ سالی کا اُس کے دعویٰ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ قانون قدرت کے مطابق پیرانہ سالی میں اِنسان پر بیماریاں بھی حملہ آور ہوتی ہیں اور اِن بیماریوں کا علاج بھی ہوتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اِن بیماریوں کا کسی کے دعویٰ سے کیا تعلق؟۔ پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق اِنشاءاللہ تعالیٰ آئندہ صفحات میں مفصل بیان کیا جائے گا کہ حضورؑ کے جسمانی لڑکے اس پیشگوئی کے دائرہ بشارت میں نہیں آتے۔ اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مبشر کلام میں وعدہ فرمادیا کہ میں اپنے برگزیدہ بندے کے لڑکوں (مرزا بشیر الدین محمود احمد، مرزا بشیر احمد اور مرزا شریف احمد) میں سے کسی کو مصلح موعود (زکی غلام) نہیں بناؤں گا۔ یہ ایک ایسی اٹل حقیقت ہے کہ نہ اس کا انکار ممکن ہے اور نہ ہی اِسے جھٹلایا جاسکتا ہے۔ اب اگر حضورؑ کا کوئی لڑکا مصلح موعود ہونے کا اِلہامی دعویٰ کرتا ہے جیسا کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد نے کیا تھا تو یقیناً اُس کا دعویٰ مصلح موعود سچا نہیں ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ نے جھوٹے ملہم کے متعلق جو وعید فرمائی ہے پھر ایسا مدعی اس کی گرفت میں ضرور آئے گا۔ اور یہی مرزا بشیر الدین محمود احمد کیساتھ ہوا تھا۔ اس اِلٰہی گرفت کا مفصل ذکر آئندہ صفحات میں آئے گا۔ لہٰذا یہ اللہ تعالیٰ کی جھوٹے ملہم کیلئے مقرر کردہ سزا تھی نہ کہ پیرانہ سالی کی علالت۔۔۔ فتدبر

مضمون نگار آگے لکھتے ہیں۔ ''یہ ہے خلاصہ معاندین کی باتوں کا جس کا جواب انشاءاللہ العزیز دینا مقصود ہے تاکہ سعادت مندوں پر حقیقت منکشف ہوکر اُنکے ایمان اور معرفت میں ترقی ہو۔''

الجواب۔ مضمون نگار اِن متذکرہ بالا آٹھ باتوں میں سے کسی بات کا بھی اپنے مضمون میں نہ کوئی جواب دے سکا ہے اور نہ وہ جواب دے سکتا ہے۔ پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں اُسے بذاتِ خود کوئی علم و معرفت حاصل نہیں لہٰذا اُس نے سعادت مندوں کے ایمان اور معرفت میں کیا ترقی کرنی ہے؟ البتہ خاکسار نے مندرجہ بالا سطور میں اِسکی بیان کردہ غلط سلط باتوں پر ضرور روشنی ڈال دی ہے۔ امید ہے متقی ضرور اس سے فائدہ اُٹھائیں گے اور اُنکے ایمان اور معرفت میں بھی ترقی ہوگی۔

مضمون نگار آگے لکھتے ہیں۔ ''راقم کے نزدیک سب سے پہلے اُس بہتان کا ازالہ ضروری ہے جو کہ حاسدین، مکذبین نے آپ پر لگایا ہے کہ نعوذ باللہ جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔''

الجواب۔ بہتان کہتے ہیں کسی ایسی تہمت یا الزام کو جو سچا نہ ہو۔ واضح رہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کا دعویٰ مصلح موعود قطعی طور پر جھوٹا ہے۔ یہ اُس پر کوئی بہتان نہیں ہے بلکہ یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ اُس نے جھوٹا دعویٰ کرکے ایک جرم کیا تھا۔ یہ بھی یاد رہے کہ جماعت احمدیہ میں کوئی شخص مرزا بشیر الدین محمود احمد کا حاسد نہیں تھا بلکہ افرادِ جماعت نے اُنہیں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا لڑکا ہونے کی وجہ سے اتنی عزت دی جو اُسے راس نہ آئی۔ اسی اندھی عقیدت کی وجہ سے نہ صرف وہ خود گمراہ ہوا بلکہ جماعت احمدیہ میں بھی گمراہی اور ایک فسادِ عظیم برپا کرگیا۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد کے اس غلط دعویٰ مصلح موعود کیلئے سوائے چند خوشامدی اور چاپلوس مولویوں کے ہم پوری جماعت کو قصوروار نہیں ٹھہرا سکتے۔ افرادِ

جماعت سے اتنا گلہ ضرور ہے کہ تم ضرور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں سے محبت کرو اور اُنکی اولادوں سے بھی محبت کرو لیکن اندھی عقیدت سے بچو۔ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبیوں کے گھر میں بھی ناخلف اولاد پیدا ہو جایا کرتی ہے۔ یہ تمہاری اندھی عقیدت تھی جس کی وجہ سے محمود اوّل کو یہ کارہائے نمایاں سرانجام دینے کا موقعہ مل گیا۔ اب حضورؑ کے موعود زکی غلام (مصلح موعود) کے ظاہر ہونے کے بعد جماعت احمدیہ ایک بندگلی میں کھڑی ہے۔ ایک طرف حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا ایک صلبی لڑکا جھوٹا دعویٰ کر کے کھڑا ہے اور دوسری طرف حضورؑ کا موعود زکی غلام کھڑا ہے۔ اب افرادِ جماعت کس کو قبول کریں اور کس کا انکار کریں۔؟۔۔۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن

مضمون نگار آگے لکھتے ہیں۔ ''(ا) آسمانی شہادت کہ سیدنا محمود صدیق تھے۔ حضور مسیح موعود نے فرمایا: ''ایک گھنٹہ ہوا ہوگا ہم نے دیکھا کہ والدہ محمود قرآن شریف آگے رکھے ہوئے پڑھتی ہیں۔ جب یہ آیت پڑھی۔ وَمَن يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَأُولٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولٰئِكَ رَفِيقًا۔ جب اُولٰئِكَ پڑھا تو محمود سامنے آکھڑا ہوا۔ پھر دوبارہ اُولٰئِكَ پڑھا تو بشیر آکھڑا ہوا۔ پھر شریف آ گیا۔ پھر فرمایا جو پہلے ہے وہ پہلے ہے۔'' (تذکرہ صفحہ ۹۹/۹۸ طبع چہارم)

مندرجہ بالا آسمانی گواہی سے یہ بین طور پر ثابت ہے کہ سیدنا محمود کا درجہ یقیناً ایک صدیق کا ضرور ہے۔ کیا صدیق حضرات نعوذ باللہ جھوٹ بولا کرتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ لہٰذا بہتان تراش خود کاذب ہے۔''

الجواب۔ مضمون نگار نے درج بالا سطور میں خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کی سچائی کیلئے حضورؑ کی ایک خواب کو بطور دلیل پیش کیا ہے۔ واضح رہے کہ اولاً۔ کوئی خواب یا کوئی اِلہام کسی کے دعویٰ کی سچائی کیلئے حجت نہیں ہوا کرتا۔ ثانیاً۔ خاکسار گذشتہ صفحات میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے دعاوی کے سلسلہ میں اس حقیقت کی خوب وضاحت کر چکا ہے۔ ۱۸۸۱ء سے لے کر ۶۔۷۔ نومبر ۱۹۰۷ء تک زکی غلام سے متعلق مبشر الہامات کا سلسلہ (مع ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی مفصل اِلہامی پیشگوئی) قرآن کریم کی روشنی میں ہمیں بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ۶۔۷۔ نومبر ۱۹۰۷ء سے پہلے پیدا ہونیوالے ہر احمدی بچے کو بمعہ حضورؑ کے صلبی لڑکوں کے پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت سے باہر کر دیا تھا۔ درج بالا خواب بلاشبہ حضورؑ کی ہی ہے۔ لیکن خواب کے سلسلہ میں یاد رہے کہ بعض اوقات خواب کی تعبیر وہ نہیں ہوتی جو خواب بین دیکھتا ہے۔ زکی غلام سے متعلق حضورؑ کے لفظی اِلہامات تو بڑے واضح اور وحی متلو ہیں۔ حضورؑ اپنی وحی کے متعلق اِرشاد فرماتے ہیں۔ "وإنْ كان الامر خلاف ذالك على فرض المحالِ فنبذنا كله من ايدينا كالمتاع الردّى و مادةِالسعال۔" (آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۲۱) اگر میری وحی قرآن کے خلاف ہو تو میں اسے تھوک کی طرح پھینک دوں۔

اسی طرح ایک اور جگہ پر آپؑ فرماتے ہیں: ''یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہر ایک الہام کیلئے وہ سنت اللہ بطور امام اور مہیمن اور پیشرو کے ہے جو قرآن میں وارد ہو چکی ہے اور ممکن نہیں کہ کوئی الہام اس سنت کو توڑ کر ظہور میں آوے کیونکہ اس سے پاک نوشتوں کا باطل ہونا لازم آتا ہے۔'' (انوار الاسلام (۱۸۹۵ء)۔ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۹۱)

حضورؑ کے مبشر اِلہامات میں اللہ تعالیٰ نے جو فیصلہ دیا ہے وہ قطعی طور پر حق اور سچ ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر چھوڑا تھا کہ وہ حضورؑ کے تینوں صلبی لڑکوں میں سے کسی کو بھی مصلح موعود نہیں بنائے گا۔ اگر متذکرہ بالا خواب کے مطابق بقول مضمون نگار مرزا بشیر الدین محمود احمد صدیق تھے اور وہ جھوٹ نہیں بول سکتے تھے تو یہاں خاکسار مضمون نگار اور قارئین سے سوال کرتا ہے کہ حضورؑ کے مبشر اِلہامات اور آنحضرت ﷺ پر نازل ہونے والا کلام (قرآن کریم) کیا نعوذ باللہ دونوں جھوٹے ہیں۔؟ یقیناً مرزا بشیر الدین محمود احمد کا دعویٰ مصلح موعود تو جھوٹا ہو سکتا ہے لیکن حضورؑ کا اِلہام اور قرآن کریم کی وحی جھوٹے نہیں ہو سکتے۔ ثانیاً۔ پیشگوئی مصلح موعود کے ضمن میں خاکسار پہلے بھی تھوڑا بہت ذکر کر چکا ہے اور آئندہ صفحات میں بھی ذکر کرے گا کہ قرآن کریم کی وحی کے مطابق جھوٹے مُلہم کی سزا قطع وتین یعنی اُسکی شہ رگ کا قطع ہونا ہے۔ اب اگر بقول مضمون نگار۔۔۔ سیدنا محمود صدیق تھا تو پھر اُسکے اِلہامی دعویٰ مصلح موعود کے بعد قطع وتین کی قہری تجلّی اُسکے وجود میں کیوں ظاہر ہوئی۔۔۔؟؟؟ ؎ کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

عزیزم ورک صاحب۔ اب زکی غلام کے متعلق حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے مبشر اِلہامات اور قرآن کریم نعوذ باللہ جھوٹے ہیں یا کہ مضمون نگار کاذِب ہے۔؟ خاکسار اِس کا فیصلہ قارئین کرام پر چھوڑتا ہے۔

مضمون نگار آگے لکھتے ہیں۔ ''(۲) سب جانتے ہیں کہ سیدنا محمود عامۃ المؤمنین کے انتخاب سے حضور مسیح موعود کے بعد دوسرے خلیفہ ہوئے اور حضور خود ایک مرسل اور امتی نبی تھے اور سیدنا محمود اُنکے حواری تھے۔ مسلم کتاب الایمان میں نبی پاک ﷺ کا فرمان یوں درج ہے۔

''حضرت عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ سے قبل اللہ تعالیٰ نے جس قدر بھی نبی مبعوث فرمائے اُنہیں کچھ مخلص اصحاب/حواری ایسے ملے جو اُنکے طریقہ کار پر عمل پیرا ہوتے اور اُنکی کامل اتباع کرتے۔ پھر اُنکی وفات کے بعد کچھ ایسے ناخلف پیدا ہوئے جو ایسی باتیں کہتے جن پر وہ خود عمل نہ کرتے اور ایسی باتیں کرتے جن کا

اُنہیں حکم نہیں دیا گیا۔''

یہ حدیث بھی کسی نبی کے حواری خلیفہ کے متعلق یہ تصدیق کرتی ہے کہ وہ اپنے نبی کی کامل اتباع کرتے ہیں۔حضرت سیدنا محمود پر بھی یہ حدیث منطبق ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ کے پاک رسول ﷺ کی شہادت ہے کہ حواری خلفاء گمراہ نہیں ہوتے نہ ہی کذب بیانی کرتے ہیں۔لہٰذا سیدنا محمود پر جھوٹ کا بہتان لگانے والے خود اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ کی تعلیم سے منحرف اور کاذب ہوئے۔''

جواباً عرض ہے۔(اولاً) حضرت مہدی ومسیح موعودؑ نے اپنی وفات کے چند سال پہلے اپنے رسالہ ''الوصیت'' کے مطابق جنوری ۱۹۰۶ء میں ''صدر انجمن احمدیہ'' کے قیام کا اعلان فرمایا اور ساتھ ہی اِسکے دیگر ممبران کے علاوہ حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کو اِس انجمن کا صدر مقرر فرما دیا تھا۔مزید برآں حضورؑ نے رسالہ ''الوصیت'' کے ضمیمہ میں اِس انجمن کو اپنا جانشین بھی قرار دیا ہے۔حضورؑ اپنے قائم کردہ اِس ادارے کے متعلق فرماتے ہیں:۔

''میری رائے تو یہی ہے کہ جس اَمر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے کہ ایسا ہونا چاہیے اور کثرتِ رائے اِس میں ہو جائے تو وہی رائے صحیح سمجھنا چاہیے۔اور وہی قطعی ہونا چاہیے۔لیکن اس قدر میں زیادہ لکھنا پسند کرتا ہوں کہ بعض دینی امور میں جو ہماری خاص اغراض سے تعلق رکھتے ہیں مجھ کو محض اطلاع دی جائے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ انجمن خلاف منشاء میری ہرگز نہیں کرے گی۔لیکن صرف احتیاطاً لکھا جاتا ہے کہ شاید وہ ایسا اَمر ہو کہ خدا تعالیٰ کا اِس میں کوئی خاص اِرادہ ہو۔اور یہ صورت صرف میری زندگی تک ہے اور بعد میں ہر ایک اَمر میں صرف انجمن کا اِجتہاد ہی کافی ہوگا۔'' (مرزا غلام احمد عفی اللہ عنہ ۲۷۔اکتوبر ۱۹۰۷ء بحوالہ حقیقت اِختلاف مؤلف مولوی محمد علی صاحب صفحہ ۶۷)

حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ نے مورخہ ۱۵۔اکتوبر ۱۹۰۹ء کو اپنے خطبہ عیدالفطر میں حضورؑ کے تصنیف کردہ ''رسالہ الوصیت'' کی حقیقت پر یوں اظہار خیال فرمایا۔آپؓ فرماتے ہیں:۔

''حضرت صاحب کی تصنیف میں معرفت کا ایک نکتہ ہے وہ میں تمہیں کھول کر سناتا ہوں۔جس کو خلیفہ بنانا تھا اُس کا معاملہ تو خُدا کے سپرد کر دیا اور اُدھر چودہ اشخاص کو فرمایا کہ تم بحیثیت (بحیثیت۔ناقل) مجموعی خلیفۃ المسیح ہو۔تمہارا فیصلہ قطعی فیصلہ ہے اور گورنمنٹ کے نزدیک بھی وہی قطعی ہے۔پھر اِن چودہ کے چودہ کو باندھ کر ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کرا دی کہ اِسے اپنا خلیفہ مانو اور اِس طرح تمہیں اِکٹھا کر دیا۔پھر نہ صرف چودہ کا بلکہ قوم کا میری خلافت پر اجماع ہو گیا۔اب جو اجماع کا خلاف کرنیوالا ہے وہ خُدا کا مخالف ہے۔چنانچہ فرمایا وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا (النساء:۱۱۶)۔میں نے الوصیت کو خوب پڑھا ہے۔واقعی چودہ آدمیوں کو خلیفۃ المسیح قرار دیا ہے اور اِنکی کثرت رائے کے فیصلہ کو قطعی فرمایا۔اب دیکھو کہ انہی متقیوں نے جن کو حضرت صاحب نے اپنی خلافت کیلئے منتخب فرمایا اپنی تقویٰ کی رائے سے، اپنی اجماعی رائے سے ایک شخص کو اپنا خلیفہ و امیر مقرر کیا اور پھر نہ صرف خود بلکہ ہزار ہا ہزار لوگوں کو اسی کشتی پر چڑھایا جس پر خود سوار ہوئے۔تو کیا خدا تعالیٰ ساری قوم کا بیڑا غرق کر دے گا؟ ہرگز نہیں۔پس تم کان کھول کر سنو۔اگر اب اِس معاہدہ کے خلاف کرو گے تو فَأَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِي قُلُوبِهِمْ (التوبہ:۷۷) کے مصداق بنو گے۔میں نے تمہیں یہ کیوں سنایا؟ اس لئے کہ تم میں بعض نافہم ہیں جو بار بار کمزوریاں دکھاتے ہیں۔میں نہیں سمجھتا کہ وہ مجھ سے بڑھ کر جانتے ہیں۔(خطبات نور۔صفحہ ۴۱۹)

حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ نے اپنے اِن الفاظ میں ''صدر انجمن احمدیہ'' کو بڑے واضح الفاظ میں خلیفہ کے چناؤ کیلئے ''مجلس اِنتخاب'' قرار دیا ہے۔خاکسار کا یہاں قارئین کرام سے سوال ہے کہ اگر بقول مضمون نگار۔۔۔سیدنا محمود صدیق تھے اور وہ اپنے آقا کے سچے حواری تھے تو اِس حواری نے اپنے محترم والد جو کہ ایک اُمتی نبی بھی تھا کی مقرر کردہ ''انجمن'' کو ردّ کرتے ہوئے جماعت احمدیہ میں اوائل ۱۹۱۱ء میں اپنی ایک الگ ''انجمن اَنصاراللہ'' کیوں بنائی۔؟

(ثانیاً) حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام بنی اسرائیل کی طرف اللہ تعالیٰ کے صاحب کتاب نبی اور رسول تھے۔(ال عمران۔۵۰) جب آپؑ پر کٹھن وقت آیا تو انجیل کے مطابق آپکے سارے حواری تتر بتر ہوگئے۔ایک حواری نے چند روپوں کی خاطر آپکی مخبری کر دی اور ایک دوسرے نے آپؑ پر لعنت بھیج دی۔یہ تو سچے انبیا کے حواریوں کا حال رہا ہے۔

مزید برآں واضح رہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ خاتم النبیین ﷺ سے بڑھ کر کسی نبی کا مقام نہیں ہوسکتا اور نہ ہی آپ ﷺ سے بڑھ کر کوئی اپنے حواریوں کی تربیت کرسکتا تھا۔ حضرت علیؓ آنحضرت ﷺ کے چچازاد بھائی اور داماد اور خلیفہ راشد ہونے کے علاوہ آنحضرت ﷺ کے چار محبوب ترین وجودوں میں سے ایک تھے۔اسی طرح حضرت امیر معاویہؓ بھی کاتب وحی ہونے کے علاوہ آنحضرت ﷺ کے برادر نسبتی بھی تھے۔جنگ صفین میں حضرت علیؓ کی طرف سے پچیس (۲۵۰۰۰) ہزار مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا اور حضرت امیر معاویہؓ کی طرف سے پنتالیس (۴۵۰۰۰) ہزار مسلمان شہید ہوئے اور ان میں ایک کثیر تعداد آنحضرت ایسے عظیم الشان نبی کے حواریوں کی تھی۔قرآن کریم کے مطابق۔'' مَن قَتَلَ نَفْساً بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعاً (مائدہ۔۳۳)'' کہ جو کوئی کسی جان کو بغیر جان کے (بدلہ کے) یا زمین میں فساد کے مار ڈالے تو گویا اُس نے سب لوگوں کو مار ڈالا۔اب خاکسار کا سوال ہے کہ جنگ صفین میں کون قاتل تھے اور کون شہید۔؟ اگر آنحضرت ﷺ ایسے عظیم الشان نبی کے عظیم الشان حواری اپنے مسلمان بھائیوں کی گردنیں کاٹ سکتے ہیں تو پھر حضرت مرزا صاحبؑ ایسے غلام اور اُمتی نبی کے کسی حواری سے جھوٹا دعویٰ مصلح موعود کرنے کی غلطی کیوں نہیں ہوسکتی۔؟

حواری تو حواری رہے قرآن کریم کے مطابق اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبیوں کی اولاد بھی باغی اور منکر ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ خاکسار پہلے ہی سورۃ ہود کی ایک آیت کا حوالہ دے چکا ہے۔ قَالَ یٰنُوحُ اِنَّہ لَیسَ مِنْ اَھلِكَ اِنَّہ عَمَلٌ غَیرُ صَالِحٍ فَلاَ تَسْئَلْنِ مَالَیسَ لَكَ بِہ عِلْمٌ ط اِنِّیٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الجٰھِلِیْنَ☆ ''(ھود:۴۷) ترجمہ (اللہ نے) فرمایا اے نوح! وہ (نوح کا بیٹا) تیرے اہل میں سے ہرگز نہیں کیونکہ وہ یقیناً بُرے عمل کرنیوالا ہے پس تو مجھ سے ایسی دُعا نہ کر جس کے بارے میں تجھے علم نہ دیا گیا ہو، اور میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ جاہلوں کی طرح کبھی کام نہ کیجیو۔

قارئین کو یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحبؑ سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا۔''یَا نُوحُ اَسرِّرُرُؤْیَاكَ ''اے نوح! اپنے خواب کو پوشیدہ رکھ (تذکرہ ایڈیشن چہارم (۲۰۰۴ء) صفحہ ۲۲۰ بحوالہ انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۶۱)

حضورؑ کا یہ الہام بتا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو آخری زمانے کا نوح بھی قرار دیا ہے۔ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام (اوّل) کا بیٹا اُسکے اہل میں سے نہیں تھا اور نیز وہ بدعمل بھی تھا۔ خاکسار کا قارئین سے سوال ہے کہ اگر نوح اوّل کا بیٹا باغی، منکر اور بدعمل ہو سکتا ہے تو پھر نوح ثانی کا بیٹا باغی، منکر اور بدعمل کیوں نہیں ہو سکتا۔؟ بقول مضمون نگار کسی نبی کا حواری جھوٹ نہیں بول سکتا جبکہ قرآن کریم کے مطابق حواری تو رہے ایک طرف خود نبیوں کی اولاد گمراہ اور بدعمل ہو سکتی ہے۔ اب مضمون نگار کذب بیانی کر رہا ہے یا کہ نعوذ باللہ قرآن کریم کی تعلیم غلط ہے۔ قارئین یہ فیصلہ خود کر لیں کہ دونوں میں سے کون کاذب ہے۔؟

مضمون نگار آگے لکھتے ہیں۔''(۳) سیدنا محمود کے ذریعہ اظہار غیب:۔ اللہ تعالیٰ خصوصاً اپنے مرسلین، نبین پر اظہار غیب فرمایا کرتا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں فرمایا! لایظھر علیٰ غیبہ احداالا من ارتضیٰ من رسول (سورۃ الجن ۲۸/ ۲۷) اگرچہ سیدنا محمود کا مرسل ہونے کا دعویٰ نہ تھا مگر بوجہ اللہ تعالیٰ کے مقرب ہونے کے اُس کریم ذات نے اُن کو اس نعمت سے بھی وافر حصہ عطا فرمایا۔ چنانچہ آپکے رویا صادقہ اور کشوف والہامات پر مشتمل ایک ضخیم کتاب موسوم بہ ''رویا و کشوف سیدنا محمود'' عرصہ سے شائع شدہ ہے اور اس بات کا ثبوت کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سچے الہامات اور رویا و کشوف اور اخبار غیبیہ سے نوازتا تھا۔

(الف) چنانچہ دعویٰ مصلح موعود کے بعد یعنی ۶ جنوری ۱۹۴۴ء کے بعد آپ نے اپنی بقیہ عمر کے حوالے سے ایک رویا بیان کی جو کہ الفضل ۲۹ اپریل ۱۹۴۴ء صفحہ نمبر ۲ پر درج ہے۔ نیز ''رویا و کشوف سیدنا محمود'' کے صفحہ ۲۰۸ زیر نمبر ۲۷۶ درج ہے کہ اکیس اکیس۔ چنانچہ دعویٰ مصلح موعود کے بعد آپ نے اکیس برس عمر پائی اور آپ کا وصال نومبر ۱۹۶۵ء میں ہوا۔ ۱۹۵۴ء میں باوجود ایک شدید قاتلانہ حملہ کے اللہ تعالیٰ نے بطور نشان آپکی بقیہ عمر حسب رویا اکیس سال تک لمبی کی۔ نعوذ باللہ کاذب کی پیشگوئی اللہ تعالیٰ یوں پوری کیا کرتا ہے۔؟''

الجواب۔ قرآن کریم کی سورۃ الحاقہ میں اللہ تعالیٰ جھوٹے ملہم کی سزا اُسکی قطع وتین قرار دیتا ہے۔ اور حضرت بانیٔ جماعت نے اپنے مخالفوں کے آگے قرآن کریم کی یہ آیات رکھ کر فرمایا کہ ممکن نہیں کہ کوئی جھوٹا ملہم اور مفتری علی اللہ اپنے اِلہامی دعویٰ کے بعد آنحضرت ﷺ کی طرح تیئیس (۲۳) سال کی زندگی پا سکے۔ ضرور اللہ تعالیٰ اُسے اس مدت سے پہلے ہلاک بھی کرے گا اور اُسے سزا بھی دے گا۔ حضورؑ اربعین نمبر ۴ میں ارشاد فرماتے ہیں۔''اسی وجہ سے میں بار بار کہتا ہوں کہ صادق کیلئے آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ نہایت صحیح پیمانہ ہے اور ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر اور خدا پر افترا کر کے آنحضرت ﷺ کے زمانہ نبوت کے موافق یعنی تیئیس (۲۳) برس تک مہلت پا سکے ضرور ہلاک ہوگا۔'' (اربعین نمبر ۴۔ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۳۴)

نومبر ۱۹۶۳ء میں ہندوستان کے شہر ''یادگیر'' میں جماعت احمدیہ اور اہل سنت والجماعت کے درمیان ایک تحریری مناظرہ ہوا تھا۔ جماعت احمدیہ کے مبلغ مولانا محمد سلیم صاحب فاضل نے حضورؑ کی صداقت کے ثبوت میں انہی آیات کو نقل کرتے ہوئے فرمایا تھا:۔

''کہ اگر آنحضرت ﷺ جھوٹا الہام بنا لیتے تو اللہ تعالیٰ آپ کو پکڑ لیتا اور آپکی رگ جان کاٹ دیتا۔ علمائے اسلام ہمیشہ اس آیت سے یہ استدلال کرتے چلے آئے ہیں کہ جھوٹا الہام بنانا ایسی جعلسازی ہے جسے اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا اور اگر کوئی ایسا شخص دنیا میں پایا جائے جو الہام کا دعویٰ کرتا ہو اور وہ اپنے اس دعویٰ میں جھوٹا ہو تو دعویٰ کے بعد آنحضرت ﷺ کی طرح تیئیس (۲۳) سال کی مہلت نہیں پا سکتا۔'' (مناظرۂ یادگیر۔ صفحہ ۸۴۔ شائع کردہ نظارت دعوۃ تبلیغ قادیان)

عزیزم ورک صاحب۔ قرآن کریم جھوٹے ملہم کی سزا اُسکی قطع وتین قرار دیتا ہے۔ اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ جو حکم وعدل بھی بن کر آئے تھے وہ قرآن کریم کی اِنہیں آیات کا حوالہ دے کر اپنے مخالفین کو ملزم کرنے کیلئے دعویٰ کے بعد آنحضرت ﷺ کی زندگی کا تیئیس (۲۳) سالہ معیار پیش کرتے ہیں۔ اب سوال ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق آنحضرت ﷺ کی زندگی کا معیار سچ ہے یا کہ کسی کی خواب کے مطابق اُس کا اپنا خود ساختہ معیار سچ ہے۔؟ قارئین خود فیصلہ کر لیں کہ سچ کیا ہے اور کذب کیا۔؟

مضمون نگار آگے لکھتے ہیں۔’’جو معاندین سیدنا محمود کی پیرانہ سالی میں علالت کو اُنکے خلاف ایک حجت قرار دیتے ہیں کیا اُن لوگوں نے حضرت ایوب علیہ السلام پر بیماری کے ابتلا کے متعلق جو کہ اللہ تعالیٰ کے نبی تھے۔قرآن پاک میں نہیں پڑھا۔سیدنا محمود کی علالت گو جماعت کیلئے ایک سخت ابتلا تھا مگر اس آزمائش کے نیچے بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کا خزانہ عطا فرمایا۔اول تو جماعت میں احساس ذمہ داری بڑھا۔دوئم اللہ تعالیٰ نے آپکی اس علالت کے دوران آپکے صاحبزادے حضرت صاحبزادہ مرزا رفیع کو جنہوں نے بعد میں یعنی ۱۹۶۶ء میں اللہ تعالیٰ سے ایوب کا خطاب بھی پایا۔کو احمدی مومنین میں اُنکے نعم البدل کے طور پر کام کرنے کا موقع دیا اور اُنہوں نے احباب جماعت کے حوصلے بلند کر دیئے اور خود بھی اُن کا یہ وہ دور ثابت ہوا جو کہ حضرت ایوب علیہ السلام کا اُنکے ابتلا سے پہلے خوشحالی کا دور تھا۔راقم نے اُنکی سیرت حصہ اول میں اس نکتہ کو اجاگر کیا ہوا ہے۔یہ سب کچھ قضا وقدر سے ہوا اور سیدنا محمود کی بیماری کا اعتراض کرنیوالے اس روحانی معرفت سے نابلد محض ہیں۔اُن سے سوال ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے اُنکو بیماری سے محفوظ رہنے کی گارنٹی دے دی ہوئی ہے؟‘‘

الجواب۔جیسا کہ خاکسار پہلے بھی عرض کر چکا ہے کہ بڑھاپے میں تو ہر انسان کو بیماریوں کا شکار ہونا پڑتا ہے۔۱۰۔مارچ ۱۹۵۴ء کو مرزا بشیر الدین محمود احمد پر اُسکے اپنے حفاظتی حصار کے ہوتے ہوئے دن کو اُس کی شہ رگ پر حملہ ہوا اور پھر اس حملہ کے نتیجہ میں اُسکی قطع وتین بھی ہو گئی تھی۔اس وقت اگر چہ اُنکی عمر ۶۵ سال تھی لیکن اسکے باوجود وہ مکمل طور پر صحت مند تھے۔لوگوں کے مطابق یہ وہ زمانہ تھا جب وہ احمدیوں کو اپنے دعویٰ مصلح موعود پر یقین دلانے کیلئے آٹھ آٹھ گھنٹے کھڑے ہو کر طویل تقریریں کیا کرتے تھے۔جو شخص بغیر وقفہ کے آٹھ آٹھ گھنٹے طویل تقریر کرنے کے قابل ہو اُسے کوئی بھی بوڑھا قرار نہیں دے سکتا۔باقی رہا مرزا رفیع احمد کا معاملہ تو اس سلسلہ میں خاکسار کیا عرض کرے۔؟ کون نہیں جانتا کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کی اولاد میں حصول خلافت کیلئے اُنکی زندگی میں اُنکی علالت کے دوران ہی جنگ شروع ہو گئی تھی۔اور پھر جب مرزا ناصر احمد خلافت کے نام پر اس مذہبی اقتدار پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گئے تو اُنہوں نے اپنے اقتدار کے شروع میں ہی یعنی ۱۹۶۶ء میں مرزا رفیع احمد پر ہر قسم کی پابندیاں لگا دی تھیں۔بقول مضمون نگار مرزا رفیع احمد کو اگر ۱۹۶۶ء میں اللہ تعالیٰ نے ایوب احمدیت کا خطاب دیا تھا تو اُنہیں اپنی مظلومی کی حالت میں اِس ایوبی خطاب کو احمدیوں پر ظاہر کرنا چاہیے تھا۔باقی رہا احمدیوں کے حوصلے بڑھانے کا۔یہ بھی قطعی طور پر جھوٹ ہے۔مرزا رفیع احمد کو اُنکے والد کی زندگی میں جماعت احمدیہ میں جو تحریر و تقریر کی آزادی حاصل تھی اُنکے والد کی وفات کے بعد اُنہیں تو اس آزادی سے بھی محروم کر دیا گیا تھا۔اُنکی تو اپنی آزادی سلب تھی اُنہوں نے افراد جماعت کے کیا خاک حوصلے بڑھانے تھے۔باقی رہا سوال مرزا محمود احمد کی بیماری کا۔میرا یا کسی اور کا مرزا محمود احمد کی بیماری پر اعتراض نہیں ہے۔بیماریاں تو قانون قدرت کے مطابق انسانوں پر آتی رہتی ہیں۔بہر حال یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ ۱۹۵۴ء میں قطع وتین کے بعد مرزا محمود احمد کے اپنے بیانات کے مطابق وہ مفلوج ہو گئے بلکہ بے کار ہو گئے اور اپنی عمر کے آخری دس سال بڑی تکلیف میں گزار کر اور اپنے دعویٰ مصلح موعود کے غلط ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر کے ۸۔نومبر ۱۹۶۵ء کو اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔باقی اس دارِ فنا میں نہ پہلے کوئی زندہ بچا ہے اور نہ آئندہ کوئی زندہ بچے گا کیونکہ۔ ؎

موت سے کس کو رُستگاری ہے   آج وہ کل تمہاری باری ہے

مضمون نگار آگے لکھتے ہیں۔’’(ب) آپ نے سورۃ الانبیا کی تفسیر میں بیان فرمایا تھا کہ حضور مسیح موعود کی جماعت میں ایک مثیل ایوب علیہ السلام پیدا ہوگا۔چنانچہ حضرت صاحبزادہ مرزا رفیع احمد کو ۱۹۶۶ء کے اوائل میں اللہ تعالیٰ نے ایک رویا صادقہ کے ذریعے منکشف فرمایا کہ وہ مثیل ایوب ہیں اور مسیح موعود کی مدد کیلئے آسمان سے نازل کیے گئے ہیں۔یہ بات راقم نے اس سے قبل بیان سیرت حضرت ایوب احمدیت قسط اول میں تحریر کی ہے۔‘‘

الجواب۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ ایوب احمدیت کو چاہیے تھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اُنہیں ایوب احمدیت کا خطاب دیا تھا تو وہ اُس وقت اگر جماعت میں اعلانیہ نہیں تو کم از کم اس وقت اپنے بھائی جو کہ خلیفہ بھی تھا پر اپنا ایوب احمدیت ہونے کا اِلہام ظاہر فرما دیتے۔اب آپ مرزا رفیع احمد کی وفات کے بعد ایوب احمدیت کا شور مچا رہے ہیں۔اس شور کا کیا فائدہ۔؟ باقی جو مرزا رفیع احمد صاحب نے اپنی زندگی میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی مدد کی ہے وہ سب افرادِ جماعت پر عیاں ہے۔لہٰذا۔۔۔عیاں راچہ بیاں

مزید لکھتے ہیں۔’’(۲) مزید سیدنا محمود نے ۲۶ مارچ ۱۹۴۶ء میں ایک رویا کے ذریعہ بیان کیا کہ جو کہ کتاب ’’رویا وکشوف سیدنا محمود‘‘ کے صفحہ ۳۱۲ زیر نمبر ۳۸۴ میں درج ہے کہ ۱۴۲۷ء ہجری میں اُن کا ثنیٰ یعنی مثیل جماعت میں اصلاح احوال کیلئے منجانب اللہ ظہور پذیر ہوگا۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے راقم کو اس پیشگوئی کا مصداق بنا کر اس کام کیلئے کھڑا کیا ہوا ہے۔کیا اللہ تعالیٰ نعوذ باللہ کسی کاذب کی پیشگوئیاں اس طرح پوری کیا کرتا ہے؟ فتدبر۔‘‘

الجواب۔خاکسار نے قرآن کریم اور زکی غلام سے متعلقہ مبشر اِلہامات کی روشنی میں مرزا بشیر الدین محمود احمد کے دعویٰ مصلح موعود کا جھوٹا ہونا اسی طرح قطعی طور پر ثابت کر دیا ہے جس طرح کم و بیش ایک صدی پہلے ہمارے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے قرآن کریم کی روشنی میں مسلمانوں کے حیات مسیح کے خیالی عقیدے کا جھوٹا ہونا ثابت کر دیا تھا۔

جناب محمود ثانی صاحب۔اگر آپ کو اللہ تعالیٰ نے مرزا بشیر الدین محمود احمد کا مثیل بنایا ہے تو پھر جماعت احمدیہ کی باقی اصلاح تو بعد میں کرنا پہلے اپنے آقا محمود اوّل کے دعویٰ مصلح موعود کو ہی سچا ثابت کر کے دکھا دیں۔اپنے اس مضمون میں تو آپ کچھ ثابت نہیں کر سکے ہیں۔اگر آپ قرآن کریم اور مبشر الہامات کی روشنی میں اپنے آقا محمود اوّل کا دعویٰ مصلح موعود سچا ثابت کر گئے تو ہمیں آپکے دعویٰ محمود ثانی ماننے میں کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔؟ لیکن یاد رکھنا کہ جس طرح حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کا حیات ہونا ثابت نہیں ہو سکتا اسی طرح مرزا بشیر الدین محمود احمد کا زکی غلام (مصلح موعود) ہونا بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔۔۔فتدبر

مضمون نگار آگے لکھتے ہیں۔" آپ کی صداقت کیلئے اور بھی بہت سی شہادتیں ہیں۔پیشگوئی مصلح موعود ۱۸۸۶ء سے قبل حضور مسیح موعود کی اولاد کے بارے میں تین اہم رویا:۔

پیشتر اس کے کہ پیشگوئی مصلح موعود سے متعلق حضور مسیح موعود کے الہام کو زیر بحث لایا جائے۔اس بات کا بین طور پر ادراک ضروری ہے کہ اس علیم و خبیر اور عالم الغیب ذات خداوندی کے پاک علم میں یہ بات تھی کہ وہ آپ کو اپنی قدرت کے اظہار کیلئے منتخب فرما کر مامور کرے گا۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے پیشتر اس پیشگوئی مصلح موعود کے جو کہ ۱۸۸۶ء میں شائع کی گئی اسکے مضمون کی بنیاد کے طور پر مندرجہ ذیل تین مبشرات آپ کو دکھائی تھیں جن کا فہم اور ادراک اس عظیم پیشگوئی کے سمجھنے کیلئے بہت کلیدی ہے۔

(۱) سال ۱۸۸۱ء بحوالہ تذکرہ طبع چہارم صفحہ ۳۶۔حضور مسیح موعود جبکہ آپ ماموریت سے قبل کے مراحل میں تھے۔خدا نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا! انّا نبشرك بغلام حسين. یعنی ہم تجھے ایک حسین لڑکے کے عطا کرنے کی خوشخبری دیتے ہیں۔۔۔۔۔اس سے قریباً تین برس کے بعد۔۔۔۔دہلی میں میری شادی ہوئی اور خدا نے وہ لڑکا بھی دیا اور تین اور عطا کیے۔تریاق القلوب (تذکرہ طبع چہارم صفحہ ۳۶)

(۲) سال ۱۸۸۴ء تذکرہ طبع چہارم کے صفحہ ۶۲۷ پر حضرت ام المومنین کا قول یوں درج ہے۔

"جب میری شادی ہوئی اور میں ایک مہینہ ٹھہر کر قادیان واپس گئی تو اُن آیام میں حضرت مسیح موعود نے مجھے ایک خط لکھا کہ میں نے خواب میں تمہارے تین جوان لڑکے دیکھے ہیں"۔

(۳) "سال ۱۸۸۵ء تذکرہ طبع چہارم کے صفحہ ۱۲۹ پر حضور مسیح موعود کا ۲۷ جون ۱۸۹۹ء کا بیان درج ہے کہ قریباً چودہ برس کا عرصہ گزرا ہے۔میں نے خواب میں دیکھا کہ میری اس بیوی کو (یعنی حضرت ام المومنین) کو چوتھا لڑکا پیدا ہوا ہے۔اور تین پہلے موجود ہیں۔"

مندرجہ بالا تینوں مبشرات کا بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور مسیح موعود کو ایک "حسین" بیٹا عطا کرنا تھا۔مزید یہ کہ تین بیٹے لمبی عمر پانے والے ہونگے۔ان تین لمبی عمر پانے والے بیٹوں کے روحانی درجات سے متعلق اللہ تعالیٰ کا سٹیفکیٹ یعنی سیدنا محمود صدیق۔حضرت مرزا بشیر احمد شہید اور حضرت مرزا شریف احمد صالح ہیں اور اس سلسلہ میں حضور مسیح موعود کا رویا اس سے قبل اسی مضمون میں بحوالہ تذکرہ اوپر تحریر کر آیا ہوں۔اب رہا یہ سوال کہ "حسین" سے کیا مراد ہے کیونکہ ایسے بیٹے کی بشارت سب سے قبل ۱۸۸۱ء میں حضور مسیح موعود کو دی گئی تھی۔سو واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے پاک بندوں میں سے کسی کو "حسین" قرار دیتا ہے تو اُس سے اُسکی مراد خلیفہ اللہ/مرسل ہوتی ہے۔کیونکہ روحانی درجہ ششم پانے کے بعد یعنی مکمل صعود کے بعد اور روح القدس پانے کے بعد جب اصلاح خلق کیلئے "نزول" کرتا ہے تو جیسے حضور مسیح موعود فرماتے ہیں۔"یہ کیا حیرت انگیز نظارہ ہے کہ وہ حسن جو حسن معاملہ اور صدق و صفا اور محبت الٰہیہ کی تجلی کے بعد انسان میں پیدا ہوتا ہے۔اس میں ایک عالمگیر کشش پائی جاتی ہے۔وہ مستعد دلوں کو اس طرح اپنی طرف کھینچ لیتا ہے کہ جیسے شہد چیونٹیوں کو اور نہ صرف انسان بلکہ عالم کا ذرہ ذرہ اُس کی کشش سے متأثر ہوتا ہے" (براہین احمدیہ۔روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۲۲۳) ایسے پاک وجود کو حضور مسیح موعود نے جنت کا پھل بھی قرار دیا ہے۔انشاء اللہ اس کی مزید تفصیل اور وضاحت اسی مضمون میں حضور مسیح موعود کے فرمودہ کے حوالے سے بیان کی جائے گی۔"

الجواب۔ جناب من۔حضورؑ کو ایک حسین غلام کی بشارت ہوئی تھی اس میں کسی کو کلام نہیں ہے۔حضرت اماں جان کو جو خواب حضورؑ نے لکھ کر بھیجا تھا وہ بھی سچا تھا اور اسکے مطابق تین جوان لڑکے بھی حضرت اماں جان کو مل گئے تھے۔چوتھے لڑکے کے متعلق حضورؑ کے خواب میں بھی کسی کو کیا شک ہے۔؟ یہ سب باتیں ہمارے زیر بحث ہی نہیں ہیں اور نہ ان میں مجھے یا کسی کو کوئی اعتراض ہے۔باقی متنازعہ فیہ امر تو یہ ہے کہ قرآن کریم اور زکی غلام سے متعلق مبشر الہامات کی روشنی میں مرزا بشیر الدین محمود احمد کے دعویٰ مصلح موعود کو سچا ثابت کیا جائے۔آپ صرف دعاوی کرتے چلے جا رہے ہیں۔دعویٰ یا خوابیں ثبوت نہیں ہوا کرتے۔آپ کیلئے ضروری تھا کہ متذکرہ ذرائع سے محمود اوّل کا مصلح موعود ہونا ثابت کرتے۔

پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق مضمون نگار لکھتے ہیں۔" پیشگوئی مصلح موعود ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء:۔مندرجہ بالا بنیادی رویا کے بعد حضور مسیح موعود نے پیشگوئی مصلح موعود کے تفصیلی الہامات کی اشاعت فرمائی جو کہ سب کے علم میں ہیں۔اِن اِلہامات کے سرسری مطالعہ سے معلوم ہو جاتا ہے کہ جس پاک وجود کے "نزول" کی بشارت دی گئی ہے وہ مسیحی نفس اور

روح الحق کی برکت کا حامل ہوگا جو کہ بین طور پر ایک مرسل کا اظہار کرتی ہے۔تاہم اللہ تعالیٰ کی کسی حکمت مخفی سے خصوصاً ۱۸۸۶ء میں دیکھی گئی رویا جس کا اوپر ذکر کر دیا گیا ہے۔کو حضور بھول گئے۔اور اس پیشگوئی کے الہامات تحریر کرتے وقت جب یہ لکھا''وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا'' تو بریکٹ میں لکھا کہ اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے۔حالانکہ مندرجہ بالا رویا ۱۸۸۶ء میں تین کی موجودگی میں چوتھے بیٹے کی پیدائش کی بشارت تھی۔اس بھول کے نتیجہ میں آپ کو اجتہاد میں غلطی لگی اور آپ نے جو ۹ سال کی مدت کا ذکر کیا وہ بھی اجتہادی غلطی ثابت ہوئی۔حضور مسیح موعود کا رجحان کچھ عرصہ تک یہی رہا کہ بشیر اول کی وفات کے بعد ممکنہ طور پر بشیر ثانی مرزا محمود احمد پسر موعود ہوں۔تاہم آپ نے شائع کیا کہ جب قطعی طور پر اللہ تعالیٰ یہ بتائے گا کہ بشیر ثانی ہی اُسکی نظر میں پسر موعود ہے تو اسکی اطلاع دی جائے گی۔لیکن آپ نے اس امر کو کنفرم نہیں کیا کہ بشیر ثانی حضرت صاحبزادہ محمود احمد ہی ضرور مصلح موعود ہونگے۔''

الجواب۔مضمون نگار یہاں خود تسلیم کرتا ہے کہ حضورؑ نے مرزا بشیر الدین محمود احمد کیلئے اُس کا مصلح موعود ہونا کبھی کنفرم (confirm) نہیں کیا تھا۔یہ بھی واضح ہو کہ ایسا عظیم وجود جو مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت کا حامل ہوگا۔ایسا مرسل دنیا میں آئے اور اُسے اللہ تعالیٰ بتائے ہی نہیں کہ وہ مذکورہ الہامی پیشگوئی کا مصداق ہے اور لوگ اُسکی زندگی میں یا اُسکی وفات کے بعد اُسے مصلح موعود بناتے اور ثابت کرتے پھریں۔یہ کیسے ہوسکتا ہے۔؟ یقیناً جب ایسا عظیم وجود دنیا میں آتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر علی الاعلان دعویٰ کرتا ہے اور اپنی قوم کو دلائل کیساتھ لاجواب کر کے قرآن کریم کا یہ دعویٰ کہ لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَن بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَن بَيِّنَةٍ (انفال۔۴۳) سچا کر دیتا ہے۔

آگے لکھتے ہیں۔''چنانچہ ۱۸۹۱ء میں ازالہ اوہام کو تحریر کرتے ہوئے اس معاملہ کو عام یعنی Generalized کر دیا کہ میری ذریت سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی۔وہ آسمان سے اُترے گا اور زمین والوں کی راہ سیدھی کر دے گا۔وہ اسیروں کو رستگاری بخشے گا اور اُن کو جو شبہات کی زنجیروں میں مقید ہیں رہائی دے گا۔فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَأَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔(ازالہ اوہام حصہ اول/روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۸۰، نیز تذکرہ طبع چہارم صفحہ ۱۷۸)۔نیز حضور مسیح موعود نے توجہ دلائی کہ:۔''اِس مسیح کو یاد رکھو جو اِس عاجز کی ذُرّیت میں سے ہے جس کا نام ابن مریم بھی رکھا گیا ہے۔کیونکہ اِس عاجز کو براہین میں مریم کے نام سے بھی پکارا ہے۔'' (روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۱۸)

اولاد اور ذریّت کے معانی حضرت بانئے جماعتؑ کی نظر میں

الجواب۔حضورؑ نے یہ الفاظ یقیناً اپنے زکی غلام کے متعلق رقم فرمائے ہیں۔مزید برآں حضورؑ نے اپنی تحریروں میں ذریت کا لفظ اپنی صلبی اولاد کیلئے نہیں بلکہ اپنی روحانی اولاد یعنی اپنی جماعت کیلئے استعمال فرمایا ہے۔آپؑ فرماتے ہیں۔

(۱)''اسی طرح وہ انسان کی روحانی پیدائش پر بھی قادر تھا یعنے اُس کا قانون قدرت روحانی پیدائش میں بعینہٖ جسمانی پیدائش کی طرح ہے کہ اوّل وہ ضلالت کے وقت میں کہ جو عدم کا حکم رکھتا ہے کسی انسان کو روحانی طور پر اپنے ہاتھ سے پیدا کرتا ہے اور پھر اُسکے متبعین کو کہ جو اُسکی ذریت کا حکم رکھتے ہیں بہ برکت متابعت اُسکی کے روحانی زندگی عطا فرماتا ہے۔سو تمام مرسل روحانی آدم ہیں اور اُنکی اُمت کے نیک لوگ اُنکی روحانی نسلیں ہیں۔''(براہین احمدیہ۔روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۶۵۵)

(۲)''اور وہ تلخی اور مرارت جو سکھوں کے عہد میں ہم نے اُٹھائی تھی گورنمنٹ برطانیہ کے زیر سایہ آ کر ہم سب بھول گئے۔اور ہم پر اور ہماری ذریت پر یہ فرض ہوگیا کہ اس مبارک گورنمنٹ برطانیہ کے ہمیشہ شکرگزار رہیں۔''(ازالہ اوہام۔روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۶۶)

(۳)''مجھے یہ بڑی خواہش ہے کہ مسلمانوں کی اولاد اور اِسلام کے شرفاء کی ذریت جنکے سامنے نئے علوم کی لغزشیں دن بدن بڑھتی جاتی ہیں اِس کتاب کو دیکھیں۔اگر مجھے وسعت ہوتی تو میں تمام جلدوں کو مفت لِلّٰہ تقسیم کرتا۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد ۱ صفحہ ۳۶۹)

مندرجہ بالا اقتباسات میں حضورؑ نے ذریت ونسل کے الفاظ روحانی معانی میں اِستعمال فرمائے ہیں۔اِسی طرح درج ذیل الفاظ میں آپؑ نے جسمانی نسل کیلئے''اولاد'' کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں اور روحانی نسل کیلئے''ذریت'' کے الفاظ۔آپؑ فرماتے ہیں۔

''اور ایسا ہی اس جگہ بھی جب خدا تعالیٰ کا اِرادہ ہوا کہ اس عاجز کو دنیا کی اصلاح کیلئے پیدا کرے۔اور بہت سی اولاد اور ذریت مجھ سے دنیا میں پھیلاوے جیسا کہ اُسکے اِس الہام میں ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۰ میں درج ہے۔تو پھر دوبارہ اُس نے فارسی خاندان اور سادات کے خون کو باہم ملایا۔اور پھر میری اولاد کیلئے تیسری مرتبہ ان دونوں خونوں کو ملایا۔''(تریاق القلوب۔روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۷۴ حاشیہ)

آگے لکھتے ہیں۔''مندرجہ بالا دونوں بشارات، پیشگوئی مصلح موعود کے مضمون ہی کی حامل ہیں تاہم بین طور پر حضور مسیح موعود نے اپنے صاحبزادوں میں سے کسی کا بھی نام یہاں

متعین نہیں فرمایا! اس بات کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ حضور مسیح موعود سے یہاں اجتہاد میں غلطی الٰہی تقدیر سے وابستہ ہوئی تھی۔ اس بارے میں حضور فرماتے ہیں۔

''نبی کی غلطی جائے عار نہیں ہوا کرتی اصل صورت جو معاملہ کی ہوتی ہے وہ پوری ہو کر رہتی ہے اور انسان اور خدا میں یہی تو فرق ہے۔'' (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۳۲۹)

نیز فرمایا۔ ''بعض اوقات نبی کو اجتہاد اور تفہیم الہام میں غلطی ہو جاتی ہے۔ یہ غلطی اگر احکام دین کے متعلق ہو تو اُن کو فوراً متنبہ کیا جاتا ہے۔ لیکن دوسرے امور میں ضروری نہیں کہ وہ اطلاع دیئے جاویں'' (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۸۵)

چنانچہ یہ بات واضح ہوگئی کہ ''وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا'' کے معنی یہی تھے کہ تین بیٹے حضرت ام المومنین سے زندہ موجود ہونگے۔ تو اُسکے بعد جو چوتھا پیدا ہوگا وہی ان صفات کا حامل ہوگا جو کہ تفصیلاً پیشگوئی مصلح موعود میں درج ہیں۔ یعنی مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت پانے والا پسر چہارم کے متعلق مزید تحریر کرنے سے پہلے جس کی صفات اور شان کا ذکر پیشگوئی مصلح موعود میں ہے۔ راقم حضور مسیح موعود کی اس ایک رویا کا ذکر ضروری سمجھتا ہے جو کہ وہ اُس پیشگوئی کی پیچیدگی کو کھولنے میں مددگار ہے اور پیشگوئی مصلح موعود ۱۸۸۶ء کے بعد اُسی سال دیکھی تھی۔''

الجواب۔ یہی بات خاکسار کہتا ہے کہ اولاً۔ زکی غلام یعنی مصلح موعود کی اِلہامی پیشگوئی کا مصداق حضورؑ کا چوتھا فرزند صاحبزادہ مبارک احمد تھا۔ لیکن مبارک احمد کی وفات کے بعد پیشگوئی مصلح موعود اُسکے مثیل کی طرف چلی گئی ہے۔ ثانیاً۔ اس مثیل مبارک احمد نے مورخہ ۶۔۷۔نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونا ہے اور اللہ تعالیٰ آئندہ حضورؑ کی صلبی اولاد یا حضورؑ کی ذریت جہاں سے وہ چاہے گا اُسے پیدا کردے گا۔ یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کے لڑکوں (مرزا بشیرالدین محمود احمد، مرزا بشیر احمد اور شریف احمد) کو پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت سے باہر کردیا ہے اور مضمون نگار اس بات کو تسلیم کررہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے مضمون نگار نے خاکسار کے مضامین اور کتب کا گہرا مطالعہ کیا ہوا ہے۔

آگے وہ لکھتے ہیں۔ ''۱۸۸۶ء حضور فرماتے ہیں! شاید چار ماہ کا عرصہ ہوا۔ کہ اس عاجز پر ظاہر کیا گیا تھا کہ ایک فرزند قوی الطاقتین، کامل الظاہر والباطن تم کو عطا کیا جائے گا۔ سو اس کا نام بشیر ہوگا۔ اب تک میرا قیاسی طور پر خیال تھا کہ شاید وہ فرزند مبارک اسی اہلیہ سے ہوگا۔ اب زیادہ تر الہام اس بات میں ہورہے ہیں کہ عنقریب ایک اور نکاح تمہیں کرنا پڑے گا اور جنابِ اِلٰہی میں یہ بات قرار پاچکی ہے کہ ایک پارساطبع اور نیک سیرت اہلیہ تمہیں عطا ہوگی۔ وہ صاحبِ اولاد ہوگی۔ اس میں تعجب کی بات یہ ہے کہ جب الہام ہوا تو کشفی عالم میں چار پھل مجھ کو دیئے گئے۔ تین ان میں سے تو آم کے تھے مگر ایک پھل سبز رنگ بہت بڑا تھا۔ وہ اس جہان کے پھلوں سے مشابہ نہیں تھا۔ اگرچہ ابھی یہ الہامی بات نہیں مگر میرے دل میں یہ پڑا ہے کہ وہ پھل جو اس جہان کے پھلوں میں سے نہیں ہے۔ وہی مبارک لڑکا ہے۔ کیونکہ کچھ شک نہیں کہ پھلوں سے مراد اولاد ہے۔ اور جبکہ ایک پارساطبع اہلیہ کی بشارت دی گئی اور ساتھ ہی کشفی طور پر چار پھل دیئے گئے۔ جن میں سے ایک پھل الگ وضع کا ہے تو یہی سمجھا جاتا ہے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب۔ مگر میری دانست میں اس لڑکے کے تولد سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ تیسری شادی ہو جائے۔۔۔ اِن دنوں میں اِتفاقاً نئی شادی کیلئے دو (۲) شخصوں نے تحریک کی تھی مگر جب اِنکی نسبت استخارہ کیا گیا تو ایک عورت کی نسبت جواب ملا کہ اس کی قِسمت میں ذلّت و محتاجگی و بے عزتی ہے اور اس لائق نہیں کہ تمہاری اہلیہ ہو اور دوسری کی نسبت اِشارہ ہوا کہ اس کی شکل اچھی نہیں۔ گویا یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ صاحبِ صورت و صاحبِ سیرت لڑکا (موعود زکی غلام۔ ناقل) جس کی بشارت دی گئی ہے وہ برعایت مناسبت ظاہری اہلیہ جمیلہ و پارساطبع سے پیدا ہوسکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصّواب۔'' (تذکرہ طبع چہارم صفحہ ۱۴۲)

یہاں پر بھی حضور مسیح موعود کے قیاس اور اجتہادی خیال کا ذکر ہے کہ شاید حضرت ام المومنین کے علاوہ دوسری شادی سے مصلح موعود پیدا ہو۔ تاہم اس مزعومہ شادی کی ضرورت نہ پڑی دوسرے جو حضور کا خیال تھا کہ وہ پھل جو اس جہاں کے پھلوں سے مشابہ نہیں وہی مبارک لڑکا ہے یہ اجتہاد بالکل درست تھا بلکہ یہ وہی ''حسین'' لڑکا ہے جس کی بشارت اللہ تعالیٰ نے آپ کو ۱۸۸۱ء میں شادی سے بھی تین سال قبل دی تھی۔ حضور مسیح موعود اپنی تصنیف اعجاز المسیح مطبع ۱۹۰۱ء۔ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۱۷۴ پر انبیاء و مرسلین کے بارے میں فرماتے ہیں۔ (عربی) و انھم ثمرات الجنتہ۔ (فارسی) وایشاں میوہ ہائے بہشت اند۔ یعنی انبیاء اور مرسل جنت کے پھل ہوتے ہیں چنانچہ بلاشبہ تین کو چار کرنے والا صاحبزادہ مرزا مبارک احمد ہی ان صفات کا حامل ہوسکتا تھا۔ کیونکہ بالفعل حضور مسیح موعود کے تین لمبی عمر پانے والے بیٹوں یعنی سیدنا محمود۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد اور حضرت صاحبزادہ شریف احمد میں سے کسی نے بھی مرسل ہونے کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ وہ علی الترتیب صدیق۔ شہید اور صالح کا رتبہ رکھتے ہیں۔ جیسا کہ گزشتہ اوراق میں منجانب اللہ اسی دنیا میں اُنکے مراتب کا اظہار ہوچکا ہے۔ جنت کے پھل سے متعلق حضور مسیح موعود کی ایک اور رویا آئندہ سطور میں بیان کی جائے گی جو کہ اس پیشگوئی کا مزید انشراح کیساتھ حل پیش کرتی ہے۔ تاہم جہاں تک تین کو چار کرنے والے کی علامت تھی حضور مسیح موعود نے اسکے متعلق مطلق اظہار اپنی تصنیف نزول المسیح جو کہ پیشگوئی مصلح موعود کے سولہ سال یعنی ۱۹۰۲ میں شائع کی گئی کے صفحہ ۵۷۴ زیر پیشگوئی نمبر ۵۸ کردیا ہوا ہے جو فرمایا کہ ''تین کو چار کرنے والا مبارک'' (روحانی خزائن جلد ۱۸۔ صفحہ ۵۷۴)''

الجواب۔خواب میں دیکھے گئے تینوں آم تو حضورؑ کو تینوں لڑکوں (صاحبزادہ مرزا محمود احمد، صاحبزادہ مرزا بشیر احمد اور صاحبزادہ مرزا شریف احمد) کی صورت میں مل گئے تھے۔مگر ایک پھل سبز رنگ بہت بڑا تھا۔وہ اس جہان کے پھلوں سے مشابہ نہیں تھا۔یہی وہ وجود تھا جسے حضورؑ نے مصلح موعود قرار دیا تھا اور آپ اپنے گھر میں اسی زکی غلام کی پیدائش کا انتظار کرتے رہے ہیں۔

آگے وہ لکھتے ہیں۔’’پسر چہارم کی ولادت اور وصال:۔حضور مسیح موعود کا چوتھا بیٹا ۱۴ جون ۱۸۹۹ء کو پیدا ہوا جبکہ تین بیٹے جن کی لمبی عمر مقدر تھی یعنی صاحبزادہ مرزا محمود احمد، صاحبزادہ مرزا بشیر احمد اور صاحبزادہ مرزا شریف احمد۔زندہ موجود تھے۔اس طرح آپکی وہ رویا جو ۱۸۸۵ء میں دیکھی اور اوپر مذکور ہے پوری ہوگئی۔اس بیٹے کی پیدائش سے ایک روز قبل حضور کو اُسکے متعلق الہام ہوا۔اِنّی اسقط من اللّٰہ و اصیبہٗ یعنی میں خدا کے ہاتھ سے زمین پر گرتا ہوں اور خدا ہی کی طرف جاؤں گا۔میں نے (حضور مسیح موعود نے ناقل) اپنے اجتہاد سے اسکی یہ تاویل کی کہ یہ لڑکا نیک ہوگا اور رو بخدا ہوگا اور خدا کی طرف اُسکی حرکت ہوگی اور یا یہ کہ جلد فوت ہو جائے گا۔اس بات کا علم خدا تعالیٰ کو ہے کہ ان دونوں باتوں میں سے کون سی بات اسکے ارادہ کے موافق ہے۔(تذکرہ طبع چہارم صفحہ ۳۳۵/۳۳۴)

چنانچہ صاحبزادہ مرزا مبارک احمد بچپن میں ہی ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء کو وفات پا گیا۔صاحبزادہ مرزا مبارک احمد کی پیدائش کے بعد آپ کو مورخہ جون ۱۸۹۹ء کو الہام ہوا’’کفیٰ ھٰذا. ترجمہ یہ کافی ہے۔اس میں اس طرف اشارہ تھا کہ اس کے بعد یعنی صاحبزادہ مرزا مبارک احمد کے بعد آپکے ہاں نرینہ بچہ نہیں ہوگا۔چنانچہ بالفعل ایسے ہی ہوا۔صاحبزادہ مرزا مبارک احمد کی وفات کے روز ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو بشارت دی کہ انا نبشرک بغلام حلیم۔ترجمہ تجھے حلم والے لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں (تذکرہ طبع چہارم صفحہ ۷۳۰)‘‘

الجواب۔لیکن تین آموں کے علاوہ سبز رنگ کا بہت بڑ پھل جو اس جہان کے پھلوں سے مشابہ نہیں تھا۔اللہ تعالیٰ نے اس بڑے پھل کو اولاً صاحبزادہ مرزا مبارک احمد کی صورت میں حضورؑ کے گھر میں پیدا کیا تھا لیکن بعد ازاں اپنے کسی مخفی مقصد کی تکمیل کیلئے اُسے وفات دے کر اپنے پاس بلا لیا۔جس دن صاحبزادہ مبارک احمد فوت ہوا اُسی دن اللہ تعالیٰ نے حلیم غلام کی بشارت دیدی۔یہ واضح رہے کہ حلیم ہونا زکی غلام (مصلح موعود) کی ایک صفت ہے۔جیسے اللہ تعالیٰ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں اُسکے متعلق فرماتا ہے۔
’’وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم‘‘۔وغیرہ

آگے لکھتے ہیں۔’’پھر تقریباً ایک ماہ بعد مزید تفصیل سے الہام ہوا۔انا نبشرک بغلام حلیم ینزل منزل المبارک. ترجمہ: ہم تجھے حلم والے لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں وہ مبارک احمد کی شبیہہ ہوگا۔یعنی پیشگوئی مصلح موعود میں بیان کی گئی صفات کا حامل ہوگا۔اس کے بعد بھی حضور کو مسلسل متعدد بشارات دی گئیں جو کہ آئندہ آپکی ذریت میں پیدا ہونیوالے عظیم الشان فرزند کیلئے تھیں۔جس نے ’’بمنزلہ مبارک احمد‘‘ ہونا تھا۔چنانچہ اگر تذکرہ کو غور اور تدبر سے پڑھیں تو معلوم ہو جائے گا کہ صاحبزادہ مرزا مبارک احمد کے حوالے سے آپکے آئندہ نازل ہونے والے مثیل کیلئے مختلف حالات اور واقعات جو اس کو پیش آنیوالے تھے۔اُن کا اللہ تعالیٰ نے اشارہ کر دیا ہوا ہے۔‘‘

الجواب۔صاحبزادہ مبارک احمد کو وفات دے کر اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو اُسکے مثیل کی بشارت دیدی۔اور پھر یہ سبز رنگ کا بہت بڑا پھل حضورؑ کے گھر میں پیدا نہ ہوا۔مضمون نگار بھی اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ پیشگوئی مصلح موعود صاحبزادہ مبارک احمد سے آگے اُسکے مثیل کی طرف نکل گئی ہے۔اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف حضورؑ کے زندہ لڑکوں کو پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت سے باہر کر دیا بلکہ اس اِلہامی پیشگوئی کو حضورؑ کی ذریت یعنی جماعت کی طرف منتقل کر دیا ہے۔اس سے قطعی طور پر یہ ثابت ہو گیا کہ حضورؑ کا کوئی بھی لڑکا مصلح موعود نہیں ہے۔مضمون نگار اپنے مضمون میں جب یہ خود اقرار کر رہے ہیں کہ پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق مثیل مبارک احمد ہوگا اور یہ مثیل مبارک احمد حضورؑ کے گھر میں پیدا نہیں ہوا۔مضمون نگار تسلیم کر رہے ہیں کہ مثیل مبارک احمد آئندہ حضورؑ کی ذریت میں پیدا ہوگا۔خاکسار نے لفظ ذریت کے متعلق گذشتہ صفحات میں کافی تفصیل کیساتھ لکھا ہے اور بذریعہ دلائل بتایا ہے کہ کسی نیک آدمی کی ذریت دراصل اُسکے پیروکار ہوتے ہیں۔اب جب مضمون نگار نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ مصلح موعود مثیل مبارک احمد ہیں تو اس کیساتھ ہی اُنہوں نے بالواسطہ یہ بھی تسلیم کر لیا کہ حضورؑ کے لڑکوں میں سے کسی لڑکے کا دعویٰ مصلح موعود سچا نہیں ہو سکتا کیونکہ حضورؑ کے پیدا شدہ لڑکے مثیل مبارک احمد نہیں ہو سکتے۔اس سے کیا ثابت ہوا۔؟ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کا دعویٰ مصلح موعود قطعی طور پر غلط تھا یا جھوٹا تھا۔مضمون نگار نے اپنے مضمون کا عنوان رکھا ہوا ہے’’سیدنا محمود کے دعویٰ مصلح موعود کی صداقت‘‘۔اب مضمون نگار کے اپنے الفاظ کیساتھ مرزا بشیر الدین محمود احمد کا دعویٰ مصلح موعود جھوٹا ثابت ہو جاتا ہے کیونکہ حضورؑ کے تینوں پیدا شدہ لڑکوں (مرزا محمود احمد، مرزا بشیر احمد اور مرزا شریف احمد) میں سے کوئی بھی مثیل مبارک احمد نہیں ہو سکتا۔خاکسار پہلے بھی کئی مرتبہ لکھ چکا ہے کہ زکی غلام یعنی مثیل مبارک احمد کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا وعدہ نہیں کیا کہ وہ ضرور اُسے حضورؑ کی صلبی نسل میں سے پیدا کرے گا۔اللہ تعالیٰ اُسے جہاں (صلب یا ذریت) سے چاہے گا پیدا کر دے گا۔

مضمون نگار آگے لکھتے ہیں۔’’تاہم حضور مسیح موعود نے بھی نہایت مہربانی فرما کر الوصیت میں اُن سب کا نچوڑ آسان اور سلیس زبان میں دسمبر ۱۹۰۵ء میں فرما دیا ہوا ہے۔آپ نے

فرمایا!’’خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کیلئے تیری ہی ذُرّیت سے ایک شخص کو قائم کروں گا اور اُس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا اور اُس کے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کریں گے۔‘‘(الوصیت صفحہ ۶)

مزید آپ نے رہنمائی اور تاکید فرمائی کہ ’’سواُن دنوں کے منتظر رہو اور تمہیں یادرہے کہ ہر ایک کی شناخت اُس کے وقت میں ہوتی ہے اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھہرے جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا بھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے۔(الوصیت صفحہ ۶)‘‘

الجواب۔حضورؑ کے متذکرہ بالا الفاظ سے تین باتیں ظاہر ہیں۔(اولاً) یہ کہ وہ زکی غلام (سبز رنگ کا بہت بڑا پھل) منتخب نہیں ہوگا بلکہ نبیوں اور رسولوں کی طرح روح القدس پاکر کھڑا ہوگا۔(ثانیاً)۔جب وہ جماعت احمدیہ میں ظاہر ہوگا تو وہ ایک معمولی انسان دکھائی دے گا۔ممکن ہے بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے وہ قابل اعتراض بھی ٹھہرے۔(ثالثاً) اُس زکی غلام (مصلح موعود) یعنی روح القدس پاکر کھڑے ہونیوالے کی جماعت احمدیہ میں سخت مخالفت ہوگی اور انبیاء کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ جو فرمایا ہے۔۔(’’یٰحَسْرَۃً عَلَی الْعِبَادِ مَایَاْتِیْھِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْابِہٖ یَسْتَھْزِءُ وْنَ۔‘‘ (سورۃ یٰسین۔۳۱) ہائے افسوس بندوں پر کہ جب کبھی بھی اُنکے پاس کوئی رسول آتا ہے وہ اس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنے لگ جاتے ہیں (اور تمسخر کرنے لگتے ہیں)۔اُسکے متعلق بھی اللہ تعالیٰ کی یہ بات ضرور پوری ہوگی۔

مضمون نگار آگے لکھتے ہیں۔’’مصداق پیشگوئی مصلح موعود کا تعین:۔اللہ تعالیٰ علیم وخبیر نے اس عاجز راقم پر یوں فرمایا جو کہ حضور مسیح موعود کی مندرجہ ذیل رویا سے اخذ ہوتا ہے! ۲۳ جولائی ۱۹۰۳ء میں فرمایا۔’’رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ایک آم ہے۔جسے میں نے تھوڑا چُوسا ہے تو معلوم ہوا وہ تین پھل ہیں۔جب کسی نے پوچھا کہ کیا پھل ہیں تو کہا ایک آم ہے،ایک طوبیٰ اور ایک اور پھل ہے‘‘(تذکرہ طبع چہارم صفحہ ۴۷۷)

مندرجہ بالا رویا سے یقینی طور پر معلوم ہوا کہ سیدنا محمود صدیق کا مصلح موعود سے ضرور تعلق ہے۔وہ یوں کہ صفحات گزشتہ پر خود حضور مسیح موعود کی تفہیم ’’آموں‘‘ کے سلسلے میں بیان کردی گئی ہے کہ یہ فرزندوں کے بارے میں ہے۔کیونکہ آپکے تینوں لمبی عمر پانے والے بیٹوں کو تین آموں کی شکل میں دکھایا گیا تھا۔جس آم کو حضور نے چوسا وہ بالبداہت تینوں فرزندوں میں سے حضرت سیدنا محمود صدیق ہیں۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلیفہ بنا کر آپکے مشن میں آپ کا خدمت گار بنایا۔یہ ہے مفہوم آم چوسنے کا۔پھر بعد میں اُسی آم سے طوبیٰ کا اور ایک اور پھل کا پیدا ہونا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ سیدنا محمود صدیق کے وجود سے یعنی تخم سے طوبیٰ پیدا ہوگا جو کہ جنت کا پھل ہے۔یعنی مرسل مجدد ہوگا۔جیسا کہ حضور مسیح موعود کی تحریر سے گزشتہ اوراق میں ثابت کرآیا ہوں کہ مرسلین ونبین کو ثمر جنت کہا جاتا ہے۔چنانچہ سیدنا محمود صدیق کی اولاد میں سے صاحبزادہ مرزا رفیع احمد ایوب احمدیت مثل ایوب ہونے کے مدعی اور مسیح موعود کی مدد کیلئے من جانب اللہ نازل ہونیوالے فرد ہیں۔جیسا کہ یہ راقم اپنے مختلف شائع کردہ خطوط میں احباب جماعت کو مطلع کر چکا ہے۔طوبیٰ کے علاوہ جو ایک اور پھل دکھایا گیا اس کا تعلق بھی سیدنا محمود سے ہے تاہم اس کی تفہیم بھی انشاء اللہ آئندہ اپنے وقت پر کھل جائے گی۔سو یہ ہے شان حضرت سیدنا محمود صدیق کی۔ الحمد اللہ مولیٰ کریم نے اپنے فضل اور احسان سے اس مسئلہ کا فہم مجھے عطا فرمایا۔‘‘

الجواب۔واضح رہے کہ مضمون نگار گذشتہ صفحات کی جس خواب کا ذکر کررہے ہیں۔خاکسار اسکے متعلق آئندہ صفحات میں مفصل لکھے گا۔لیکن اس خواب میں بھی حضورؑ نے تین آموں میں سے کسی کے متعلق اسکے مصلح موعود ہونے کا کوئی اشارہ تک بھی نہیں کیا بلکہ حضورؑ نے جو کہا ہے اس میں تین آموں میں سے کسی کے بھی موعود مصلح یا موعود لڑکا ہونے کی نفی کی ہے۔مکرر عرض کرتا ہوں۔حضورؑ اس خواب کے متعلق فرماتے ہیں۔’’تین ان میں سے تو آم کے تھے مگر ایک پھل سبز رنگ بہت بڑا تھا۔وہ اس جہان کے پھلوں سے مشابہ نہیں تھا۔اگرچہ ابھی یہ الہامی بات نہیں مگر میرے دل میں یہ پڑا ہے کہ وہ پھل جو اس جہان کے پھلوں میں سے نہیں ہے۔وہی مبارک لڑکا ہے۔‘‘

☆ عزیزم ورک صاحب۔آپ نے نوٹ کرلیا ہوگا کہ حضورؑ نے آموں میں سے تو کسی کو مصلح موعود کہا ہی نہیں ہے بلکہ جو فرمایا ہے اسکے بالکل برعکس فرمایا ہے۔مضمون نگار اپنے گذشتہ صفحات میں تسلیم کرتے ہیں کہ پیشگوئی مصلح موعود صاحبزادہ مبارک احمد سے نکل کرآگے اُسکے مثیل کی طرف چلی گئی ہے۔اور جیسا کہ خاکسار عرض کر چکا ہے مثیل مبارک احمد نے تو چونکہ مورخہ ۶۔۷۔نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونا ہے اور وہ حضورؑ کے گھر میں پیدا ہی نہیں ہوا۔اس طرح پیشگوئی مصلح موعود کو اللہ تعالیٰ نے مثیل مبارک احمد کے رنگ میں آپکی ذریت یعنی جماعت کی طرف منتقل کردیا ہے۔

☆ مضمون نگار کا یہ کہنا کہ ’’جس آم کو حضور نے چوسا وہ بالبداہت تینوں فرزندوں میں سے حضرت سیدنا محمود صدیق ہیں۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلیفہ بنا کر آپکے مشن میں آپ کا خدمت گار بنایا۔یہ ہے مفہوم آم چوسنے کا۔پھر بعد میں اُسی آم سے طوبیٰ کا اور ایک اور پھل کا پیدا ہونا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ سیدنا محمود صدیق کے وجود سے یعنی تخم سے طوبیٰ

پیدا ہوگا جو کہ جنت کا پھل ہے۔یعنی مرسل مجدد ہوگا۔'' یہ اُنکے اپنے خیالات ہیں نہ کہ کوئی دلیل۔کوئی بھی احمدی کسی کے متعلق بھی اس قسم کا خیال ظاہر کرسکتا ہے۔اور یہ کوئی دلیل نہیں ہوگی بلکہ کسی کا اپنا ذاتی خیال ہوسکتا ہے۔

☆اب یہاں پہنچ کر مضمون نگار اچانک فرمارہے ہیں کہ ''مندرجہ بالا رویا سے یقینی طور پر معلوم ہوا کہ سیدنا محمود صدیق کا مصلح موعود سے ضرور تعلق ہے''۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ مضمون نگار مرزا بشیر الدین محمود احمد کے دعویٰ مصلح موعود کی صداقت ثابت کرنے چلے تھے۔اب یہاں وہ فرمارہے ہیں ''کہ سیدنا محمود صدیق کا مصلح موعود سے ضرور تعلق ہے''۔بالفاظ دیگر مضمون نگار کے اِن الفاظ کا یہ مطلب نکلتا ہے کہ ''سیدنا محمود مصلح موعود تو نہیں ہیں لیکن پیش گوئی مصلح موعود سے اُن کا تعلق ضرور ہے''۔مرزا بشیر الدین محمود احمد کا پیشگوئی مصلح موعود سے کیا تعلق ثابت ہوتا ہے خاکسار اِسکی تفصیل پیشگوئی مصلح موعود کے ضمن میں آئندہ صفحات میں بیان کرے گا۔لیکن یہ یاد رکھیں کہ جو تعلق مضمون نگار یہاں نکال کر بیٹھا ہوا ہے یہ تعلق ہرگز نہ ہے اور نہ ہی ثابت ہوتا ہے۔یہاں یہ بھی سوال پیدا ہوتا ہے کہ جو شخص جھوٹا دعویٰ مصلح موعود کرتا ہے وہ شخص صدیق کیسے ہوسکتا ہے۔؟اب یہاں مضمون نگار کے اپنے الفاظ کے مطابق سیدنا محمود کی صدیقیت بھی گئی۔آگے مضمون نگار کی اپنی من گھڑت کہانی ہے جس میں نہ کوئی حقیقت ہے اور نہ ہی ایسی کہانیوں کی کوئی حیثیت۔ایسی کہانیاں جماعت احمدیہ میں عرصہ سو سال سے مرزا بشیر الدین محمود احمد کو مصلح موعود بنانے کیلئے گھڑی جارہی ہیں۔کہانیوں سے کوئی مصلح موعود نہیں بن جایا کرتا۔عزیزم ورک صاحب۔مضمون نگار کے اس بیان سے محمود اوّل کی کیا شان ثابت ہوئی ہے اور آپ کو پیشگوئی مصلح موعود کا کیا فہم ملا ہے۔؟ مجھے تو اسکی کچھ سمجھ نہیں آئی۔شاید قارئین کرام کچھ سمجھ جائیں۔مجھے محسوس ہوتا ہے مضمون نگار پر مرزا رفیع احمد کو مصلح موعود یا مرسل مجدد بنانے کا بھوت سوار ہے اور غالب کی طرح اُس پر بھی بے خودی طاری ہے۔تبھی وہ ایسی ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں۔بقول غالب ؎ بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

آگے لکھتے ہیں۔''سیدنا محمود صدیق کا دعویٰ مصلح موعود ہونے کا:۔یہاں پر ایک سوال جو عام طور پر پیدا ہوگا وہ یہ ہے کہ اگر ''طوبیٰ''۔مثیل مبارک یعنی مرسل مجدد حضرت مرزا رفیع احمد ہیں تو پھر سیدنا محمود صدیق نے مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کیوں کر کیا؟ یہ اُن لوگوں کا خیال ہوسکتا ہے جو کہ ظاہر بین ہیں اور روحانی علوم کی معرفت اور باریکیوں سے نا واقف ہیں۔(سبحان اللہ۔ناقل) روحانی عالم میں یوں بھی ہوتا ہے کہ کوئی وعدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی نبی سے کیا جاتا ہے مگر وہ اُسکی اولاد یا متبعین کے ذریعے پورا ہونا ہوتا ہے۔جیسے نبی پاک ﷺ کو رویا میں قیصری و کسریٰ کے محلات کی کنجیاں عطا فرمائی گئیں مگر یہ فتوحات حضرت عمرؓ کے عہد میں ہوئیں۔اسی طرح نبی پاک ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے یہ نوید دی کہ وہ آپ ﷺ کے ذریعے دین حق اسلام کو تمام دنیا پر غالب فرمائے گا۔مگر اسکی تفہیم یہ لی جاتی ہے کہ حضور مسیح موعود کے ذریعے یہ وعدہ پورا ہوگا اور آپ نے بھی اس کیلئے تقریباً تین سو سال کی مدت بتائی ہے۔یہ عام فہم معاملہ ہے۔حضور مسیح موعود نے اس ضمن میں ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد سوم کے صفحہ ۳۱۷ اور ۳۱۸ پر تفصیل سے بحث فرمائی ہے۔''

الجواب۔عرض ہے کہ اگر مرزا رفیع احمد مثیل مبارک احمد تھے یا مرسل مجدد تھے تو پھر اُسکے والد مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے ایک جھوٹا دعویٰ مصلح موعود کر کے پیشگوئی مصلح موعود میں کیوں ٹانگ اڑائی تھی؟ اس کا مطلب یہ ہوا کہ بقول مضمون نگار کے بھی محمود اوّل یعنی مرزا بشیر الدین محمود احمد کا دعویٰ مصلح موعود جھوٹا تھا۔کیونکہ مضمون نگار اب اس اِلہامی پیشگوئی کو کھینچ کر مرزا رفیع احمد کی طرف لا رہے ہیں اور اُسے مصلح موعود اور مرسل مجدد بنا رہے ہیں۔خاکسار نے اپریل ۱۹۹۳ء میں اپنا دعویٰ مرزا طاہر احمد کے آگے رکھا تھا۔وہ سب حقیقت سمجھ گئے تھے۔بعد ازاں چاہیے تو یہ تھا کہ وہ میرے دعویٰ پر غور و فکر کرتے اور اگر خاکسار کسی غلط فہمی میں مبتلا تھا تو میری غلط فہمی کو دور کر دیتے۔لیکن ہوا یہ کہ اُنہوں نے افراد جماعت کو یہ سمجھانا شروع کر دیا کہ اس سلسلہ میں جماعت کو چاہیے کہ وہ میرے متعلق غور و فکر کریں۔میں مسیح موعود کا چوتھا خلیفہ ہوں اور آپکی صلبی نسل میں سے ہوں وغیرہ وغیرہ (مجلس علم و عرفان مورخہ ۱۲۔اگست ۱۹۹۹ء)

بعد ازاں پہلے تو جلسہ سالانہ یو کے ۳۰۔جولائی ۲۰۰۰ء میں آہستہ آہستہ افرادِ جماعت کو یہ پیغام دیا کہ وہ مسیحائی نفس جس کا حضرت مسیح موعود کو وعدہ دیا گیا تھا وہ حضورؑ کی نسل میں سے ہی ہوگا۔(حالانکہ یہ قطعی طور پر غلط ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ سے ایسا کوئی وعدہ نہیں فرمایا تھا اور اگر جماعت میں سے کوئی ایسا ثابت کر دے تو میں اُسے منہ مانگا انعام دوں گا۔؟) پھر ۶۔اکتوبر ۲۰۰۰ء کے خطبہ جمعہ میں خود کو اس پیشگوئی کیلئے پیش کر دیا۔(افرادِ جماعت کے آگے صاف بات نہیں کی کہ میرا والد بشیر الدین محمود احمد مصلح موعود نہیں تھا بلکہ اشاروں کنایوں میں بات کر کے اس پیشگوئی کیلئے ''کورنگ کینڈیڈیٹ covering candidate'' کے طور پر اپنے آپکو پیش کر دیا) اِس خطبہ جمعہ میں آپ فرماتے ہیں۔''میری عاجزانہ درخواست یہ ہے کہ میرے لیے دعا کریں خدا مجھے ہی وہ مبارک وجود بنا دے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسل سے ہے اور فرمایا یہ وعدہ ہے کہ تیری نسل سے ایک شخص کھڑا کیا جائے گا۔اس دعا نے مجھے بہت دردناک کر دیا ہے اور میں اسی درد کے ساتھ آپ سے التجا کرتا ہوں کہ میرے لیے دعائیں کریں۔'' (جمعتہ المبارک ۶۔اکتوبر ۲۰۰۰ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل (۱۰) ۶۔اکتوبر تا ۱۲۔اکتوبر ۲۰۰۰ء)

اب یہی کام مضمون نگار صاحب کر رہے ہیں۔ صاف تسلیم نہیں کر رہے کہ مرزا البشیر الدین محمود احمد کا دعویٰ مصلح موعود قطعی طور پر جھوٹا تھا۔ اُسے بھی صدیق کہتے چلے جا رہے ہیں اور ساتھ ساتھ جناب مرزا رفیع احمد صاحب کو بطور کورنگ کینڈیڈیٹ بھی پیش کر رہے ہیں۔ مزید برآں مضمون نگار بذات خود اپنے آقا محمود اوّل جس کا دعویٰ مصلح موعود ہی جھوٹ پر مبنی تھا کی رؤیا کو بنیاد بنا کر محمود ثانی ہونے کا دعویٰ کر کے بیٹھ گئے ہیں۔ مضمون نگار کو چاہیے کہ پہلے وہ صاف صاف تسلیم کریں کہ محمود اوّل اپنے دعویٰ مصلح موعود میں کاذِب تھا۔

ثانیاً۔ مرزا رفیع احمد جسے وہ مثیل مبارک احمد یا مصلح موعود یا مرسل مجدد بنا رہے ہیں۔ اُن کا قصہ تو ساری جماعت جانتی ہے۔ اُنہوں نے اپنے والد محمود اوّل کی وفات سے لے کر اپنی وفات تک کیا کیا گل کھلائے تھے۔؟ خلافت کے حصول کیلئے اُنہوں نے کیا کیا پاپڑ بیلے اور وہ کیا کیا کرتے رہے۔؟ خاکسار اسکی تفصیل کو یہاں چھوڑتا ہے کیونکہ اس کہانی کو جماعت احمدیہ میں سب لوگ جانتے ہیں۔ اب اگر اُنکی وفات کے بعد مضمون نگار بطور وکیل اُنہیں مثیل مبارک احمد یا مصلح موعود یا مرسل مجدد بنانا چاہتے ہیں تو شوق سے بنائیں۔ لیکن جو بھی مضمون نگار کا یہ مضمون پڑھے گا وہ یہی گمان کرے گا کہ مضمون نگار پر غالب کی سی کیفیت طاری ہے۔ تبھی وہ بے ربط اور متضاد باتیں کہتے چلے جا رہے ہیں۔

آگے لکھتے ہیں۔ ''حضرت صاحبزادہ مرزا رفیع احمد ایوب احمدیت، سیدنا محمود صدیق کی اولاد اور آپکے متبعین میں سے اعلیٰ پائے کے فرد تھے۔ جو لوگ سیدنا محمود کے دعویٰ پر معترض ہیں کہ پیشگوئی اُنکے خیال میں تو پندرھویں صدی کے مجدد کے بارے میں تھی اور وہ تو چودھویں صدی ہجری میں پیدا ہو کر اسی صدی میں ہی وفات بھی پا گئے۔ ایسے اعتراض کرنے والوں کے جواب میں عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ خدمت اُنکے فرزند حضرت صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب ایوب احمدیت سے لے لی اور پیشگوئی مصلح موعود ۱۸۸۶ء کی کوئی شق اگر معترضین کے خیال میں سیدنا محمود پر اطلاق نہیں پاتی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے متبع فرزند کے ذریعہ پوری فرما دی۔ سیدنا محمود صدیق نے جو دعویٰ کیا اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر کیا تھا۔ ہم اللہ تعالیٰ کی بات پر ایمان لاتے ہیں جس نے اُنکے متعلق اسی دنیا میں اظہار فرما دیا کہ وہ اُسکی پاک نظر میں صدیق ہیں۔ اور جو کوئی اُنکے صدق پر معترض ہے خود اللہ تعالیٰ اور اُسکے پاک رسل کا مکذب ہے۔''

مضمون نگار آگے اپنے سیدنا محمود کے تخم سے مثیل مبارک احمد پیدا کرنے کا پروگرام رکھتے ہیں اور آہستہ آہستہ اس اِلہامی پیشگوئی کو مرزا رفیع احمد کی طرف کھینچ کر لا رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اگر اُنکے آقا سیدنا محمود صدیق پر یہ اِلہامی پیشگوئی پوری نہیں اُترتی تو کوئی بات نہیں ہے۔ اس پیشگوئی کے سلسلہ میں مرزا رفیع احمد پر غور فرما لیا جائے۔ قارئین یاد رکھیں کہ اب تک مرزا محمود احمد کے تخم سے پیدا ہونے والے کسی فرد (مرزا ناصر احمد، مرزا طاہر احمد اور مرزا رفیع احمد) نے اپنے مصلح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا ہے۔ جماعت احمدیہ میں یہ طریقہ رائج ہے کہ خاندان کا خلیفہ یا مقتدر صاحب اپنے اردگرد خوشامدی ماحول میں بالواسطہ رنگ میں اپنی کسی خواہش کا اظہار فرما دیتے ہیں۔ بعد ازاں یہ خوشامدی ٹولہ کسی کو نافلہ موعود بنا دیتا ہے تو کسی کو قمر الانبیاء اور کوئی خود ہی مصلح موعود بن کر بیٹھ جاتا ہے۔ اب مضمون نگار کا یہ ارادہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر اِنکے سیدنا محمود مصلح موعود نہیں تھے یا ثابت نہیں ہو سکتے تو پھر کم از کم کسی طرح اُنکے بیٹے (مرزا رفیع احمد مرحوم) جو کہ مثیل مبارک احمد (زکی غلام) کے دائرہ بشارت میں آتے ہیں وہی مصلح موعود بنا لیے جائیں۔ مضمون نگار صاحب ؎

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

آگے لکھتے ہیں۔ ''یہاں پر خاکسار حضرت صاحبزادہ مرزا رفیع احمد ایوب احمدیت کی ایک رویا صادقہ درج کرتا ہے جو آپ نے ۱۹۸۲ء میں دیکھی۔ رویا: ''میں نے ایک دفعہ دیکھا کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کیلئے جا رہا ہوں اور حضور ایک کمرے میں استراحت فرما رہے ہیں۔ اُس وقت مجھے خیال آتا ہے کہ اللہ والے لاڈلے اور لاڈ کے پالے ہوتے ہیں۔ اگر کوئی بات اُنکے خلاف مزاج ہو جائے خواہ کتنی معمولی کیوں نہ ہو تو چونکہ وہ اللہ کے لاڈلے ہوتے ہیں اُنکی ناراضگی کا ڈر ہوتا ہے اور اُنکی ناراضگی بہت خطرناک ہوتی ہے۔ اس خیال سے میں اتنا سہم جاتا ہوں اور اس طرح ڈر ڈر کر قدم اُٹھاتا ہوں کہ گویا میری جان کا خطرہ ہے کہ ذرا آواز نکالنا جو ذرا بھی خلاف منشا ہو میں سمجھتا ہوں کہ میرے نزدیک ہلاکت کا موجب ہو سکتی ہے۔ اس طرح آہستہ آہستہ ڈرتے ڈرتے میں حضور کے سامنے جا کھڑا ہوتا ہوں۔ حضور اپنی آنکھیں کھول کر مجھ پر نظر ڈالتے ہیں اور فرماتے ہیں رفیع محمود! یعنی رفیع اور محمود ایک ہی ہیں اتنی شدید مشابہت ہے۔''

الجواب۔ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو خواب میں دیکھنا یا آپؑ سے ملنا بہت مبارک ہے۔ لیکن اس خواب سے مرزا رفیع احمد کا ایوب احمدیت یا مثیل مبارک احمد (مصلح موعود) ہونا کہاں سے ثابت ہوتا ہے۔؟ مرزا رفیع احمد یا مرزا محمود احمد یا مرزا ناصر احمد یا مرزا طاہر احمد یہ سب میرے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی اولاد تھے۔ اس ناطے یہ سب ہمارے لیے محترم تھے۔ لیکن اگر میرے ربّ نے اِن میں سے کسی کو بھی مثیل مبارک احمد یا زکی غلام (مصلح موعود) نہیں بنایا تھا تو پھر اِنہیں دعاوی کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہ کر خاموش رہنا چاہیے تھا۔ مضمون نگار اپنے مضمون کے آخر میں لکھتے ہیں۔

''آخر میں حضور مسیح موعود کا ایک رہنما فرمان درج کرتا ہوں فرمایا! ''پیشگوئیوں کا صحیح مفسر زمانہ ہوتا ہے'' (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۲۶۵)''

الجواب۔ پیشگوئیوں کے سلسلہ میں مضمون نگار نے حضرت مہدی ومسیح موعودؑ کے انتہائی حکیمانہ الفاظ نقل فرمائے ہیں۔ بہتر ہوتا اگر وہ اِن الفاظ کی کچھ تشریح بھی فرما دیتے تا کہ عام قارئین کو بھی اس سے فائدہ ہو جاتا۔ بہر حال حضورؑ کے اِن الفاظ کے سلسلہ میں خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضورؑ اپنے اِن الفاظ میں فرما رہے ہیں کہ پیشگوئیوں کی حقیقت اور اِنکی صداقت پر وقت مہر لگاتا ہے۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کیسے۔؟ خاکسار یہاں آنحضرتﷺ کی پیشگوئیوں کی مثال دے کر حضورؑ کے الفاظ کی وضاحت کرتا ہے۔

(۱) **مہدی معہود۔** آنحضرتﷺ نے اپنے بعد اپنے ایک مثیل یعنی امام مہدی کے ظہور کی اُمت کو بشارت دی تھی۔ اُمت کو جس مہدی کی بشارت دی گئی تھی اُسکے ظہور کی ایک نشانی بھی آپ نے بیان فرمائی تھی۔ آپﷺ فرماتے ہیں۔ ’’عَنْ مُحَمَّدِبْنِ عَلِیٍّ قَالَ: اِنَّ لِمَهْدِيِّنَا اٰيَتَيْنِ لَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ تَنْكَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ وَتَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِی النِّصْفِ مِنْهُ وَ لَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ وَ الْاَرْضَ۔‘‘ (سنن دار قطنی کتاب العیدین باب صفۃ صلوٰۃ الخسوف و الکسوف) ترجمہ۔ حضرت امام محمد باقر (حضرت امام علی زین العابدین کے صاحبزادے اور حضرت امام حسینؓ کے پوتے) روایت کرتے ہیں کہ ہمارے مہدی کی سچائی کے دو نشان ایسے ہیں کہ جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے وہ کسی کی سچائی کیلئے اس طرح ظاہر نہیں ہوئے۔ چاند کو اس کے گرہن کی تاریخوں میں سے پہلی تاریخ (یعنی ۱۳) کو گرہن ہوگا اور سورج کو اس کے گرہن کی تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ (یعنی ۲۸) کو گرہن ہوگا اور جب سے اللہ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا، اِن دونوں کو اس سے پہلے بطور نشان کبھی گرہن نہیں ہوا۔

آنحضرتﷺ کی اس پیشگوئی کے اصل مصداق کے ظاہر ہونے تک یعنی ۱۸۹۰ء تک کم و بیش چونسٹھ (۶۴) کے قریب مدعیان مہدی ہو گزرے ہیں۔ جنکے اَسماء درج ذیل ہیں۔

(۱) صاف ابن صیاد مدنی (۲) اسود عنسی (۳) طلیحہ اسدی (۴) مسیلمہ کذّاب (۵) سجاح بنت حارث تمیمیہ (۶) مختار ابن ابو عبید ثقفی (۷) حارث کذّاب دمشقی (۸) مغیرہ بن سعید عجلی (۹) بیان بن سمعان تمیمی (۱۰) ابو منصور عجلی (۱۱) صالح بن طریف برباطی (۱۲) بہافرید نیشاپوری (۱۳) اسحاق اخرس مغربی (۱۴) استاد سلیس خراسانی (۱۵) ابو عیسیٰ اسحاق اصفہانی (۱۶) حکیم مقنع خراسانی (۱۷) عبداللہ میمون اہوازی (۱۸) بابک بن عبداللہ خرمی (۱۹) احمد بن کیال بلخی (۲۰) یحییٰ بن فارس ساباطی (۲۱) علی بن محمد خارجی (۲۲) حمدان بن اشعث قرمط (۲۳) یحییٰ بن زکرویہ قرمطی (۲۴) حسین بن زکرویہ معروف بہ صاحب الشامہ (۲۵) عبیداللہ مہدی (۲۶) علی بن فضل یمنی ابو طاہر قرمطی (۲۷) حامیم بن من اللہ محکسی (۲۸) محمد بن علی شلغانی (۲۹) عبدالعزیز باسندی (۳۰) ابو لطیب احمد بن حسین متنبی (۳۱) ابو علی منصور ملقب بہ الحاکم بامر اللہ اصغر بن ابو الحسین تغلبی (۳۲) ابو عبداللہ ابن شباس صیمری (۳۳) حسن بن صباح حمیری (۳۴) رشید الدین ابو الحشر سنان محمد بن عبداللہ بن تومرت حسنی (۳۵) ابو القاسم احمد بن قسی (۳۶) علی بن حسن (۳۷) شمیم (۳۸) محمود واحد گیلانی (۳۹) عبدالحق بن سبعین مرسی (۴۰) احمد بن عبداللہ منتم (۴۱) عبداللہ داعی شامی (۴۲) عبدالعزیز طرابلسی (۴۳) اویس رومی (۴۴) احمد بن ہلال حسانی (۴۵) سید محمد جونپوری (۴۶) حاجی محمد فرہی (۴۷) جلال الدین اکبر بادشاہ (۴۸) سید محمد نور بخش جونپوری (۴۹) بایزید روشن جالندھری (۵۰) احمد بن عبداللہ سلجماسی (۵۱) احمد بن علی محیرثی (۵۲) محمد مہدی ازملی (۵۳) سبانائی (۵۴) محمد بن عبداللہ کرد (۵۵) میر محمد حسین مشہدی (۵۶) مرزا علی محمد باب شیرازی (۵۷) ملا محمد علی بارفروشی (۵۸) زرین تاج المعروف قرۃ العین (۵۹) شیخ بھیک (۶۰) شیخ محمد خراسانی (۶۱) مومن خاں اُچی (۶۲) مرزا یحییٰ نوری المعروف صبح ازل (۶۳) بہاء اللہ نوری (۶۴) محمد احمد مہدی سوڈانی (۶۵) حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ (اُردو اِنسائیکلوپیڈیا جلد دوم صفحہ ۱۶۵۴ ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز)

حضرت مرزا غلام احمدؑ سے ماقبل جو چونسٹھ (۶۴) مدعیان مہدویت ہو گزرے ہیں۔ اِن میں سے بعض نے تو خود امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور بعض کو اُنکی وفات کے بعد اُنکے مریدوں نے امام مہدی قرار دیدیا۔ حضرت مرزا صاحب نے اِمام مہدی ہونے کا دعویٰ ۱۸۹۱ء میں کیا تھا۔ آپکے دعویٰ کے تین سال بعد یعنی مارچ اور اپریل ۱۸۹۴ء میں امام مہدی کی سچائی سے متعلقہ آنحضرتﷺ کا بیان فرمودہ متذکرہ بالا خسوف و کسوف کا نشان آسمان پر ظاہر ہو گیا۔ یہ ایک ایسا زبردست نشان تھا جسے کوئی بھی امام مہدی ہونے کا جھوٹا دعویٰ دار اپنے آپکو سچا ثابت کرنے کیلئے آسمان پر ظاہر نہیں کر سکتا تھا۔؟ جیسا کہ آپؑ اپنی کتاب ’’تحفہ گولڑویہ‘‘ میں فرماتے ہیں:۔

’’اِن تیرہ سو برسوں میں بہتیرے لوگوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا مگر کسی کیلئے یہ آسمانی نشان ظاہر نہ ہوا۔۔۔۔۔ مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے میری تصدیق کیلئے آسمان پر یہ نشان ظاہر کیا ہے۔‘‘ (روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحات ۱۴۲،۱۴۳)

عزیزم ورک صاحب۔ حضرت مرزا غلام احمدؑ نے جب اللہ تعالیٰ سے علم پا کر اپنے مہدی معہود ہونے کا دعویٰ کیا تو آپکے دعویٰ کے تین سال بعد ماہِ رمضان میں مقررہ تواریخ میں خسوف و کسوف کا نشان ظاہر ہو گیا۔ اور اس طرح وقت نے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے مہدی معہود ہونے پر اپنی مہر تصدیق ثبت کر دی۔ یہ ہے پیشگوئیوں کے سلسلہ میں زمانے کی تفسیر۔

(۲) **مسیح موعود۔** اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کو نزول مسیح ابن مریم سے متعلق ایک دوسری پیشگوئی کی بھی خبر دی تھی۔ قارئین کو یاد رہے کہ ۱۸۹۰ء تک مہدی معہود ہونے کے تو چونسٹھ (۶۴) کے قریب دعوے دار گزر چکے تھے لیکن حضرت مرزا غلام احمدؑ سے پہلے اُمت میں سے کسی نے بھی مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اُمت کا خیال تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق نزول مسیح ابن مریم سے مراد موسوی مسیح ابن مریم جس پر انجیل نازل ہوئی تھی اُسی نے آسمان سے نازل ہونا ہے۔ اگر اُمت کو معلوم ہو جاتا کہ نزول مسیح ابن مریم سے مراد کسی اُمتی فرد کا ہی نزول ہے اور یہ کہ کوئی زندہ مادّی جسم کیساتھ آسمان پر نہ گیا ہے اور نہ ہی کسی نے آسمان سے نازل ہونا ہے۔ تو پھر یقیناً مہدی معہود کی طرح دو تین درجن کے قریب مسیح موعود ہونے کے دعویدار بھی ہو گزرتے۔ ۱۸۹۱ء میں اللہ تعالیٰ نے نزول مسیح ابن مریم کی حقیقت حضرت مرزا غلام احمدؑ پر کھول دی اور اُنہیں بتادیا کہ آسمان پر کوئی نہیں گیا اور نہ ہی آسمان سے کسی نے نازل ہونا ہے۔ اُمت محمدیہ میں سے ہی موسوی مسیح ابن مریم سے حالات وواقعات کی مشابہت رکھنے والا اُمتی فرد ظاہر ہوگا اور یہ کہ وہ اُمتی فرد تو ہی ہے۔ اس طرح وقت نے پیشگوئی مسیح موعود کی بھی وضاحت فرمادی۔

(۳) **زکی غلام (مصلح موعود)۔** اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمدؑ کو ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء میں بذریعہ اِلہام دو نشان عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا۔ (۱) ایک وجیہہ اور پاک لڑکا اور (۲) ایک زکی غلام۔ زکی غلام کو حضورؑ نے مسیح ابن مریم اور مصلح موعود کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ جماعت احمدیہ میں بشمول مرزا بشیر الدین محمود احمد کافی احمدیوں نے مصلح موعود ہونے کے غلط دعاوی کیے ہیں۔ اِن سب پر اللہ تعالیٰ نے پیشگوئی مصلح موعود کی حقیقت ظاہر نہیں فرمائی۔ اس اِلہامی پیشگوئی میں بھی اللہ تعالیٰ نے بعض ایسے نکات رکھ دیئے تھے جن کا انکشاف مہدی معہود اور مسیح موعود کی پیشگوئیوں کی طرح صرف اور صرف زکی غلام مسیح الزماں پر ہی ہونا تھا۔ الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ نے ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کی حقیقت اور اِسکی تمام باریکیوں کا اس عاجز پر انکشاف فرمایا ہے۔ **ثانیاً**۔ اللہ تعالیٰ نے اس اِلہامی پیشگوئی کا علمی اِلہامی اور قطعی ثبوت ایک علمی نظریہ (Virtue is God) کے رنگ میں اس عاجز کو بخشا ہے اور مجھ سے پہلے کسی مدعی کو ایسا ثبوت میسر نہیں آیا۔ **ثالثاً**۔ اللہ تعالیٰ نے پندرھویں صدی کے سر پر جس خلیفہ کے دور میں اس عاجز پر زکی غلام مسیح الزماں ہونے کا انکشاف فرمایا۔ اُسی خلیفہ کے منہ سے اللہ تعالیٰ نے اِس عاجز کے دعویٰ (غلام مسیح لزماں) کی تصدیق بھی کروائی ہے۔

عصرِ بیمار کا ہے مرض لا دوا، کوئی چارہ نہیں اب دُعا کے سوا ۔ اے **غلامِ مسیح الزماں** ہاتھ اُٹھا، موت آ بھی گئی ہو تو ٹل جائے گی

منہ سے دعویٰ کرنے کو کوئی بھی کرسکتا ہے لیکن یہ تھی سچے مصلح موعود کی شان اور اُسکی صداقت۔ اُدھر خلیفہ ثانی صاحب صرف کارنامے سرانجام دے کر پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق بننے کی بھرپور کوششیں کرتے رہے اور اُنہیں یہ بھی پتہ نہ چلا کہ وہ تو اس اِلہامی پیشگوئی کے دائرہ بشارت میں ہی نہیں آتے۔

زکی غلام مسیح الزماں یعنی پیشگوئی مصلح موعود کا تجزیہ اور اِسکی حقیقت

عزیزم حبیب اللہ ورک صاحب۔ آئندہ صفحات میں پیشگوئی مصلح موعود کی حقیقت پر روشنی ڈالنے سے پہلے خاکسار اِنتہائی اختصار کیساتھ خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کے متعلق کچھ عرض کرے گا جبکہ ہر زاویہ سے اُنکے دعویٰ کی مفصل تشریحات سے میرے دیگر مضامین اور کتب بھری پڑی ہیں۔ واضح رہے کہ میں کسی کا مخالف نہیں ہوں اور نہ ہی میرے دل میں کسی کے خلاف کینہ ہے۔ میرے نزدیک ہر اِنسان معزز ہے اور اُسکی عزت نفس کا خیال کرنا دوسروں کیلئے ضروری ہے۔ اپنے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی اولاد کا احترام کرنا بھی میں ضروری خیال کرتا ہوں کیونکہ بہرحال یہ ایک عظیم اِنسان کی اولاد ہے۔ لیکن اِس سب کے باوجود اِس ضمن میں اتنی گذارش ہے کہ عقیدت اپنی جگہ پر پیشگوئی مصلح موعود چونکہ ہم احمدیوں کے عقیدہ میں شامل ہے لہٰذا میرے لیے ضروری ہے کہ میں افرادِ جماعت کی آگاہی اور فکری راہنمائی کیلئے یہاں خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کے متعلق چند تلخ حقائق کی نشاندہی کردوں۔ اللہ تعالیٰ نے صاحبزادہ مبارک احمد کی وفات کے بعد بڑے واضح طور پر زکی غلام (مصلح موعود) کو مثیل مبارک احمد قرار دے کر اپنے مبشر الہام میں یہ بخوبی ظاہر فرمادیا تھا کہ اُسکی پیدائش ۶۔ ۷ نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد ہوگی۔ حضرت بانئے جماعتؑ اس زکی غلام اور مثیل مبارک احمد کا اپنے گھر میں پیدا ہونے کا انتظار کرتے کرتے بالآخر اِلٰہی تقدیر کے مطابق ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو اس دارِفانی سے رخصت ہوگئے۔ اِنا للہ و انا اِلیہ راجعون۔

مثیل مبارک احمد یعنی مصلح موعود کے متعلق ۱۹۰۸ء میں مرزا بشیر الدین محمود احمد کا مؤقف

یہ بات یاد رکھیں کہ زکی غلام یعنی مثیل مبارک احمد نہ حضورؑ کی زندگی میں آپکے گھر میں پیدا ہوا اور نہ ہی آپکی وفات کے بعد آپکے گھر میں پیدا ہوا۔ اس پر مخالفین نے کافی شور و غوغا کیا کہ زکی غلام اور مثیل مبارک احمد جس سے قوموں نے برکت پانی تھی وہ مرزا صاحب کے گھر میں پیدا ہی نہیں ہوا لہٰذا مرزا صاحب نعوذ باللہ اپنے دعاوی میں جھوٹے ہیں۔ حضرت بانئے سلسلہ کی وفات کے وقت مرزا بشیر الدین محمود احمد کی عمر اُنیس (۱۹) سال تھی اور آپ اس وقت رسالہ تشحیذ لاذہان کے ایڈیٹر تھے۔ آپ زکی غلام مسیح الزماں یعنی مثیلِ مبارک احمد جس کو حضورؑ نے مصلح موعود قرار دیا تھا سے متعلق مبشر الہامات بطورِ خاص وہ مبشر اِلہامات جو مرزا مبارک احمد کی وفات کے بعد نازل ہوئے کے ضمن میں مخالفین کے اعتراضات

کا جوابات دیتے ہوئے مورخہ جون۔ جولائی ۱۹۰۸ء میں اپنے رسالہ تشحیذ لاذہان میں لکھتے ہیں:۔

(۱)''اور پھر یہ بھی غور کرنا چاہیے کہ زبان کے لحاظ سے بھی بیٹا آئندہ نسل کے کسی فرد پر بھی بولا جاتا ہے چنانچہ عربی میں اس طرح کثرت سے اِستعمال ہوتا ہے چنانچہ اکثر قبیلوں کے نام اُنکے کسی بزرگ کے نام پر ہوتے ہیں اور وہ اُسکی اولاد کہلاتی ہیں۔۔۔ جب دنیا اپنے طور پر ایک شخص کو صدیوں گذرنے کے بعد بھی ایک دوسرے شخص کا بیٹا قرار دیتی ہے اور عمر بن عبدالعزیز اور ہارون الرشید اُمیہ اور عباس کے لڑکے کہلاتے ہیں تو کیا وجہ کہ خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعودؑ کی نسل میں سے کسی آئندہ ہونیوالے لڑکے کو اُن کے لڑکے کے نام سے پکار نہ سکے۔ کیا وہ کام جس کا اِنسان کو اختیار ہے خدا اُسکے کرنے سے معذور ہے۔؟ یا جب دنیا کے طالب ایک شخص کو کسی پہلے گزرے ہوئے شخص سے نسبت دیتے ہیں حالانکہ وہ اُس کا مستحق نہیں ہوتا تو کیا خدا جو خوب جانتا ہے کہ کون کس سے نسبت دیئے جانے کے لائق ہے ایسا نہیں کر سکتا۔؟ آج وہ سیّد جو ہزاروں قسم کی بدیوں میں مبتلا ہیں اور لاکھوں گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں اور سینکڑوں قسم کی بدکاریاں صبح اور شام اُن سے سرزد ہوتی ہیں اور وہ جنکے اقوال ایک شریف آدمی کی زبان پر نہیں لائے جا سکتے۔ اور جنکے افعال ایسے نہیں ہیں کہ نیکوں کی مجلس میں اُنکا ذکر بھی کیا جائے تو آلِ محمدؐ کہلانے کے مستحق ہیں مگر حضرت مسیح موعودؑ کی نسل میں سے کسی لڑکے کو اگر خدا تعالیٰ نے کسی مصلحت کی وجہ سے اُنکا لڑکا قرار دیا اور اُسکے وجود کی اُنکو بشارت دی تو وہ ناجائز ٹھہرا۔ کیا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ خدا اِن سے بھی زیادہ محدود طاقتوں والا ہے۔؟ یا اُس کو نسبت دینے کا علم نہیں اور وہ اس بارہ میں غلطی کر بیٹھا ہے۔؟ (نعوذ باللہ) آج سینکڑوں نہیں ہزاروں لیکچرار اپنی تقریریں میں زور زور سے چلا چلا کر کہتے ہیں کہ اے بنی آدم ایسا مت کر یا ایسا کر و مگر اُن سے کوئی نہیں پوچھتا کہ ہمارے باپ کا نام تو آدم نہ تھا پھر تم کیوں ہم کو اس نام سے پکارتے ہو۔ مگر حضرت صاحب کی نسل میں سے ایک بچہ کو اگر اُنکا لڑکا قرار دیا گیا تو کونسا اندھیر آ گیا۔ كفىٰ هٰذا کا اِلہام صاف ثابت کرتا ہے کہ بیٹے کے اِلہام آئندہ نسل کے کسی لڑکے کی نسبت ہیں اور پھر وہ اِلہام جس میں ہے کہ تیری اولاد تیرے نام سے مشہور ہوگی۔ اِسکی اور بھی تائید کرتا ہے کہ آئندہ نسل کو بھی حضرت مسیح موعودؑ کا بیٹا کہا جا سکتا ہے اور خدا تعالیٰ تو خوب جانتا ہے کہ کون اُنکا بیٹا ہونے کے لائق ہے اس لیے اگر کسی عظیم الشان لڑکے کی نسبت جو دنیا میں ایک تبدیلی پیدا کر دے خبر دی جائے اور اُسکو حضرت صاحب کا بیٹا قرار دیا جائے تو کیا حرج ہے۔ نبی کریمؐ نے بھی تو فرمایا ہے کہ اہلِ فارس میں سے جو ایمان لائے وہ بنی فاطمہ میں سے ہے پس کیا اہلِ فارس خود حضرت فاطمہ کے لڑکے بن جاتے ہیں۔ اور پھر اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ جیسے قرآن و احادیث میں کثرت سے یہ محاورہ استعمال ہوتا ہے تو حضرت مسیح موعودؑ سے اگر خدا تعالیٰ نے اِس رنگ میں کلام کیا تو کیا حرج واقع ہوا مثلاً۔ قرآن شریف میں یہودیوں کو بار بار بنی اسرائیل کے نام سے پکارا جاتا ہے حالانکہ اِسرائیل کو فوت ہوئے قریباً اڑھائی ہزار برس گذر گئے تھے اور یہودیوں کو پھر بھی خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے نام سے پکارا ہے اگر یہ محاورہ عرب کا نہ ہوتا اور کتب اِلٰہیہ میں ایسا طریق نہ ہوتا تو اُس وقت کے یہودی جو بات بات پر اعتراض کرتے تھے فوراً بول اُٹھتے اور شور مچا دیتے کہ دیکھو ایسا مت کہو ہم بنی اسرائیل نہیں۔ اور اپنے والدین کا نام بتاتے کہ اُنکی اولاد سے ہیں اور پھر قرآن شریف میں حضرت اِبراہیمؑ کی نسبت آتا ہے کہ ووهبنا له اسحٰق و يعقوب یعنی ہم نے حضرت ابراہیمؑ کو اسحٰقؑ اور یعقوبؑ عطا کیے حالانکہ حضرت یعقوبؑ حضرت اِبراہیمؑ کے بیٹے نہ تھے بلکہ حضرت اِسحٰقؑ کے لڑکے تھے پس معلوم ہوا کہ خدا کے کلام میں ایسا آجاتا ہے اور اِس میں اِعتراض کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔''

(رسالہ تشحیذ لاذہان ولیم۔۳ نمبر ۶،۷ صفحات ۲۹۷ تا ۳۰۰۔ مورخہ جون جولائی ۱۹۰۸ء)

(۱۱)''غور کرو کہ قرآن شریف میں صاف آتا ہے وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ط هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ط مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ط هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ۔ (پارہ ۱۷۔ سورۃ حج رکوع ۱۰) اور کوشش کرو اللہ کی راہ میں خوب کوشش جس نے پسند کیا تم کو اور نہیں کی تمہارے لیے دین میں کوئی تنگی وہ دین جو تمہارے باپ اِبراہیم کا ہے جس نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔ اب کیا اِن آیات سے یہ نکلتا ہے کہ ہر ایک مسلمان کے باپ کا نام اِبراہیم ہوتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ جو حضرت اِبراہیمؑ کی طرز پر کام کرتا اور اُنکے بتائے ہوئے رستہ پر چلتا ہے اور اِسلام قبول کرتا ہے وہ خدا کے نزدیک ایسا ہے جیسے اِبراہیم کا بیٹا۔ ورنہ یہ بات تو ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ دنیا کی سینکڑوں قومیں ایسی ہیں جو اِسلام میں داخل ہیں مگر حضرت اِبراہیم کی نسل سے نہیں اور نہ اُنکی قوم کا حضرت اِبراہیم کے خاندان سے کوئی تعلق ہے پس جب خدا تعالیٰ نے ہر ایک اُس شخص کو جو مسلمان ہوتا ہے اور خدا کی راہ میں کوشش کرتا ہے حضرت اِبراہیمؑ کا بیٹا قرار دیا اور بیٹے کے لفظ کو اِس قدر وسیع کر دیا کہ بنی اسمٰعیل اور بنی اسرائیل کی بھی کوئی شرط نہ رکھی تو پھر اگر آج اُس خدا نے حضرت مسیح موعودؑ کی نسل میں سے کسی کو اُنہیں کا بیٹا قرار دیا تو کیا حرج ہے جبکہ آج بیس کروڑ اِنسان جو مسلمان کہلاتے ہیں خواہ عرب کے رہنے والے ہوں یا شام کے۔ غرضیکہ ایران افغانستان ہندوستان چین جاپان کے علاوہ یورپ و امریکہ کے باشندے بھی حضرت اِبراہیمؑ کے بیٹے کہلا سکتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ قرآن شریف میں اُنکو اِبراہیم کے بیٹے قرار دیتا ہے تو ایک شخص کو اگر حضرت مسیح موعودؑ کا بیٹا قرار دیا گیا تو کیا غضب ہوا۔ پھر حدیث دیکھتے ہیں تو اِس میں بھی بہت سے ایسے محاورات پاتے ہیں مثلاً معراج کی رات جب آنحضرت ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے حضرت اِبراہیمؑ کی نسبت پوچھا کہ یہ کون ہیں تو اُن کو اُنہوں نے جواب میں کہا هذا ابوك صالحاً یعنی یہ تیرا نیک باپ ہے، اور ایسا ہی حضرت آدمؑ کی نسبت فرمایا پس جب قرآن وحدیث سے یہ بات ثابت ہے تو پھر حضرت اقدسؑ پر کیوں اعتراض کیا جاتا ہے کہ

اُنکوایک لڑکے کا وعدہ تھا جو پورا نہ ہوا۔ خدا کے وعدے ٹلانہیں کرتے اور وہ پورے ہوکر رہتے ہیں اِسی طرح یہاں بھی ہوگا۔ اِن اِلہامات سے یہ مراد نہ تھی کہ خود حضرت اقدسؑ سے لڑکا ہوگا بلکہ یہ مطلب تھا کہ آئندہ زمانہ میں ایک ایسا شخص تیری نسل سے پیدا ہوگا جو خدا کے نزدیک گویا تیرا ہی بیٹا ہوگا اور وہ علاوہ تیرے چار بیٹوں کے تیرا پانچواں بیٹا قرار دیا جائے گا۔ جیسے کہ حضرت عیسیٰؑ ابن داؤد کہلاتے ہیں ایسا ہی وہ آپ کا بیٹا کہلائے گا۔ اور اس میری بات کی تائید خود حضرت اقدسؑ کے اِس اِلہام سے بھی ہوتی ہے جو میں اوپر درج کرآیا ہوں یعنی کَفیٰ هٰذا۔ جسکے معنے یہ تھے کہ حضرت اقدسؑ کے ہاں اب نرینہ اولاد نہ ہوگی چنانچہ اُسکے بعد دو لڑکیاں ہوئیں اور لڑکا کوئی نہیں ہوا۔ اور خود حضرت اقدسؑ کا بھی یہی خیال تھا کیونکہ اُنہوں نے بھی ایک اِلہام جس میں بیٹے کی بشارت تھی اپنے پوتے پر لگایا تھا ورنہ اگر اُنکو یہ خیال ہوتا کہ میرے ہی بیٹا ہوگا تو پوتے پر کیوں لگاتے۔ سمجھتے کہ آئندہ بیٹا ہوگا اور وہ اِلہام پورا ہوجائے گا۔ پس صاف ظاہر ہے کہ وہ اِلہامات کسی آئندہ نسل کے لڑکے کی نسبت تھے خواہ پوتا ہو یا پڑپوتا ہو یا کچھ مدت بعد ہو۔'' (رسالہ تشحیذ الاذہان والیم۔۳ نمبر ۶۔ ۷ صفحات ۳۰۱ تا ۳۰۳۔ مورخہ جون جولائی ۱۹۰۸ء)

(۱۱۱) ''نبی کریم ﷺ نے ریل کی سواری کی خبر دی تھی جو آجکل آکر پوری ہوئی تو کیا بیچ کی بارہ صدیوں کے لوگ دین اسلام کو ترک کردیتے اور کفر اختیار کرلیتے کہ وہ نئی سواری کا وعدہ پورا نہیں ہوا۔ پس جب سب نبیوں سے ایسا ہوتا چلا آیا ہے اور اُنہوں نے آئندہ زمانہ کی خبریں بھی دی ہیں تو اگر حضرت مسیح موعودؑ نے کچھ آئندہ کی خبریں دی اور بتایا کہ میری نسل میں سے ایک ایسا لڑکا ہوگا ہیبت اِس قدر ہوگی کہ گویا خدا آسمان سے اُس کی مدد کیلئے اُتر آیا تو کیا ہوا اِس سے تو اُنکی اور بھی سچائی ثابت ہوگی اور اُس وقت کے لوگ اِس پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھیں گے اور مزہ اُٹھائیں گے۔ آجکل کے لوگوں سے جو وعدے ہیں وہ اُن پر غور کریں اور اُن پر جو شکوک ہیں وہ بیان کریں اور توبہ استغفار ساتھ کرتے رہیں تا اُنہیں اصل حقیقت معلوم ہو اور خدا اپنے خاص فضل سے اُن پر سچائی کھول دے اور وہ صراطِ مستقیم دیکھ لیں تا کہ ہلاکت سے بچ جائیں۔ ورنہ جیسا کہ میں لکھ آیا ہوں یہ بیٹے کی پیشگوئی تو کسی ایسے لڑکے کی نسبت ہے، جو آپکی نسل سے ہوگا اور بڑی شان کا آدمی ہوگا اور خدا کی نصرت اُسکے ساتھ ہوگی۔ اور یہ بھی میں ثابت کرآیا ہوں کہ حضرت اقدسؑ کے اِلہامات میں ہی اِس قسم کے اِستعارہ نہیں ہیں بلکہ پہلے نبیوں کے کلام میں قرآن وحدیث میں بھی ہیں کہ بیٹا کہا جاتا ہے اور مراد نسل میں سے کوئی آدمی ہوتا ہے۔'' (رسالہ تشحیذ الاذہان والیم۔۳ نمبر ۶۔ ۷ صفحہ ۳۰۵۔ مورخہ جون جولائی ۱۹۰۸ء)

مرزا بشیرالدین محمود احمد کی تحریر کے منطقی نتائج۔ عزیزم ورک صاحب۔ حضرت صاحبزادہ مبارک احمد کی وفات کے بعد زکی غلام مسیح الزماں یعنی مثیل مبارک احمد (مصلح موعود) کے متعلق نازل ہونے والے اِلہامات کے متعلق یہ مرزا بشیرالدین محمود احمد کے اُس وقت کے خیالات اور عقائد ہیں جب آپکی عمر صرف اُنیس (۱۹) سال تھی۔ قارئین کرام مشاہدہ کررہے ہوں گے کہ اُنہوں نے اپنے اِس مضمون میں حضورؑ کے اِلہامات کی تشریح تقویٰ کیساتھ کی ہے۔ مورخہ جون۔ جولائی ۱۹۰۸ء رسالہ تشحیذ الاذہان کے والیم۔۳ نمبر ۶۔ ۷ صفحات ۲۹۷ تا ۳۰۵ پر مرزا بشیرالدین محمود احمد کی شائع شدہ اِس تحریر سے کیا ثابت ہوتا ہے؟ خاکسار ذیل میں اِسکے متعلق کچھ عرض کرتا ہے:۔

(۱) جون۔ جولائی ۱۹۰۸ء میں مرزا بشیرالدین محمود احمد نے رسالہ تشحیذ الاذہان میں اپنے مضمون میں بڑی صاف گوئی اور تقویٰ کیساتھ یہ فرما کر کہ ''اِن اِلہامات سے یہ مراد نہ تھی کہ خود حضرت اقدسؑ سے لڑکا ہوگا بلکہ یہ مطلب تھا کہ آئندہ زمانہ میں ایک ایسا شخص تیری نسل سے پیدا ہوگا جو خدا کے نزدیک گویا تیرا ہی بیٹا ہوگا اور وہ علاوہ تیرے چار بیٹوں کے تیرا پانچواں بیٹا قرار دیا جائے گا۔ جیسے کہ حضرت عیسیٰؑ ابن داؤد کہلاتے ہیں ایسا ہی وہ آپ کا بیٹا کہلائے گا'' واضح کیا تھا کہ زکی غلام (حلیم غلام یعنی مثیلِ مبارک احمد) سے متعلق مبشر کلام اِلٰہی جو حضورؑ پر آپکی وفات تک نازل ہوتا رہا، اِس کا مصداق کسی آئندہ زمانے میں پیدا ہونا ہے۔ بالفاظ دیگر اِس کا مطلب یہ تھا کہ حضورؑ کے ۱۹۰۸ء میں موجود لڑکے (مرزا بشیرالدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد) زکی غلام (مثیل مبارک احمد) سے متعلق مبشر اِلہامات کے مصداق نہیں تھے۔

(۲) حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اِسی زکی غلام کو جس کی بشارت ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء سے لے کر مورخہ ۶، ۷۔ نومبر ۱۹۰۷ء تک جاری رہی مصلح موعود قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اِس غلام مسیح الزماں کا مفصل ذکر ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں فرمایا ہے۔

(۳) مرزا بشیرالدین محمود احمد نے اپنے مضمون میں آئندہ پیدا ہونے والے اِس عظیم الشان وجود کے متعلق یہ فرما کر کہ (۱) ''اس لیے اگر کسی عظیم الشان لڑکے کی نسبت جو دنیا میں ایک تبدیلی پیدا کردے خبر دی جائے'' (۱۱) ''ہیبت اِس قدر ہوگی کہ گویا خدا آسمان سے اُس کی مدد کیلئے اُتر آیا'' (۱۱۱) ''اور بڑی شان کا آدمی ہوگا اور خدا کی نصرت اُسکے ساتھ ہوگی'' دراصل اُسی زکی غلام کا ہی ذکر فرمایا ہے جس کی یہ صفات ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود میں موجود ہیں۔

(۴) مرزا بشیرالدین محمود احمد نے اپنے مضمون میں سورۃ الحج کی آیت نمبر ۷۹ (وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهِ ط هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ط مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ط هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ۔ (پارہ ۱۷۔ سورۃ حج رکوع ۱۰) اور کوشش کرو اللہ کی راہ میں خوب کوشش جس نے پسند کیا تم کو اور نہیں کی تمہارے لیے دین میں کوئی تنگی وہ دین جو تمہارے باپ ابراہیم کا ہے جس نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔) کا حوالہ دے کر یہ بتایا ہے کہ روحانی یا مذہبی دنیا میں کسی عظیم الشان برگزیدہ بندے کا بیٹا

ہونے کیلئے یہ ضروری نہیں ہے کہ کوئی پیروکار اُس عظیم الشان برگزیدہ بندے کی صُلب میں سے ہی ہو۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ابوالانبیا حضرت اِبراہیمؑ کو ہم سب مسلمانوں کا باپ قرار دیا ہے۔ اِسی طرح آنحضرت ﷺ ہم سب مسلمانوں کے باپ ہیں اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ بھی اِسی طرح ہم سب احمدیوں کے باپ قرار پاتے ہیں۔ اور مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اپنے متذکرہ بالا مضمون میں جس عظیم الشان وجود اور جس زکی غلام اور مصلح موعود کا آئندہ زمانے میں پیدا ہونے کا ذکر فرمایا ہے اُسکے تولّد کو ہم متذکرہ بالا سورۃ الحج کی آیت نمبر ۷۹ کی روشنی میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی جسمانی نسل تک محدود نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ اُسے حضورؑ کی ذریت یعنی جماعت میں سے مورخہ ۶۔ ۷۔ نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد جب چاہے گا اور جہاں چاہے گا پیدا فرما دے گا اور وہ بقول مرزا بشیر الدین محمود احمد حضورؑ کا پانچواں بیٹا کہلائیگا۔ وہ اِسی طرح حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا بیٹا کہلائے گا جس طرح آپؑ بذات خود آنحضرت ﷺ کے عظیم الشان بیٹے کہلاتے ہیں۔

(۵) مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اپنے اِس مضمون میں بار بار یہ بات کہی ہے کہ وہ آئندہ پیدا ہونیوالا عظیم الشان وجود یعنی زکی غلام حضرت بانئے سلسلہ کی نسل میں سے ہوگا۔ مرزا محمود احمد کے یہ کہنے کی غالباً وجہ یہ تھی کہ حضورؑ نے ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں زکی غلام کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ کر اپنا یہ خیال ظاہر فرمایا تھا کہ یہ میرا جسمانی لڑکا ہوگا۔ اَمرِ واقع یہ ہے کہ حضورؑ کا ''زکی غلام'' کے متعلق اپنا جسمانی لڑکا خیال کرنا آپؑ کا محض اپنا اِجتہادی خیال تھا۔ اور پھر اِسی اِجتہادی خیال کی بنا پر آپؑ نے درمیان میں پیدا ہونیوالے تینوں لڑکوں (بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد۔ اِنکے نام صرف بطور تفاؤل رکھے گئے تھے) کو چھوڑ کر اپنے دو لڑکوں یعنی پہلے لڑکے (بشیر احمد اوّل) اور بعد ازاں چوتھے لڑکے (مبارک احمد) پر ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی (زکی غلام مسیح الزماں) کو واضح طور پر چسپاں کیا تو نتیجتاً یہ دونوں لڑکے کم عمری میں ہی فوت ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے زکی غلام سے متعلق بعض مبشر اِلہامات میں اُسے ''نافلہ'' بمعنی زائد انعام بھی قرار دیا ہے۔ لیکن جب حضورؑ نے اِس زکی غلام کو ''پوتا'' سمجھ کر اپنے پہلے پوتے (مرزا بشیر الدین محمود احمد کے فرزندِ اکبر مرزا نصیر احمد بحوالہ حقیقۃ الوحی۔ تصنیف ۱۹۰۶ء روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۸) پر چسپاں کیا تو وہ پوتا بھی فوت ہو گیا۔

(۶) یہ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں حضورؑ کو دو مبشر وجودوں کا وعدہ عنایت فرمایا تھا۔ (۱) ایک وجیہہ اور پاک لڑکا (۲) ایک زکی غلام۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ''وجیہہ اور پاک لڑکے'' کے متعلق تو یہ وعدہ فرمایا ہے کہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔'' لیکن زکی غلام (مصلح موعود) کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حضورؑ سے کوئی ایسا وعدہ نہیں فرمایا۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کے دونوں لڑکوں (بشیر احمد اوّل اور مبارک احمد) اور پوتے (نصیر احمد) کو وفات دے کر حضورؑ پر اور آپکی جماعت پر یہ ظاہر فرما دیا کہ زکی غلام نہ حضورؑ کا کوئی جسمانی لڑکا ہے اور نہ ہی وہ آپؑ کا کوئی پوتا ہے اور نہ ہی اُس کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ آپؑ کی صلب میں سے پیدا ہو۔

(۷) مرزا محمود احمد نے اپنے متذکرہ بالا مضمون میں بار بار حضورؑ کے اِس اِجتہادی خیال کی بنا پر کہا ہے کہ وہ (زکی غلام) آپؑ کی نسل میں سے ہوگا۔ مرزا محمود احمد ایک طرف تو اپنے مضمون میں یہ کہے جا رہے ہیں کہ ''نبی کریمؐ نے بھی تو فرمایا ہے کہ اہلِ فارس میں سے جو ایمان لائے وہ بنی فاطمہ میں سے ہے پس کیا اہلِ فارس خود حضرت فاطمہ کے لڑکے بن جاتے ہیں'' لیکن ساتھ ہی بار بار حضورؑ کی نسل کی بھی رَٹ لگائے جا رہے ہیں۔ جب وہ جانتے تھے کہ آنحضور ﷺ کے کہنے کے باوجود اہل فارس حضرت فاطمہؓ کی نسل میں سے نہیں بن جاتے۔ یہ صرف بطور محاورہ ہے۔ تو پھر حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا اپنے موعود زکی غلام کے متعلق لڑکا کہہ دینا کیا بطور محاورہ نہیں ہوسکتا۔؟ میں یہاں نہایت ادب سے عرض کرتا ہوں کہ نہ صرف یہ ''ہوسکتا ہے'' بلکہ ''ہو چکا'' ہے۔ عزیزم ورک صاحب۔ مضمون نگار کے آقا محمود اوّل جون جولائی ۱۹۰۸ء میں اپنے مندرجہ بالا بیانات میں کیا فرما رہے ہیں۔؟ یہ جو اُنہوں نے فرمایا تھا یہی سچ تھا۔ ؎ نکل جاتی ہو جس کے منہ سے سچی بات مستی میں فقیہہ مصلحت بیں سے وہ رند بادہ خوار اچھا

مرزا بشیر الدین محمود احمد کی حیثیت (status)۔ آپ حضرت بانئے سلسلہ کے بڑے بیٹے تھے۔ ہوش سنبھالتے ہی آپ کو بھی پیشگوئی مصلح موعود کا علم ہو گیا تھا۔ اصحاب احمدؑ کی نظریں بھی آپ کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ آپ کی دینی تعلیم و تربیت بھی اپنے وقت کے چوٹی کے علمائے دین کی نگرانی میں ہوئی۔ اور اس طرح یہ بات یقینی ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود بچپن سے ہی آپکے اعصاب پر سوار تھی۔ خلافت اولیٰ کے دوران بھی آپ حضرت خلیفہ اوّل ؓ کے مشیر خاص رہے۔ پھر حضرت خلیفہ اوّل کی وفات کے بعد لوگوں نے آپ کو مصلح موعود سمجھتے ہوئے خلافت کی مسند پر بٹھایا۔ اور ان دنوں میں آپکی جو تقاریر شائع ہوئیں ان میں بھی آپ کو لوگوں نے مصلح موعود کا نام دیا اور اس کا ثبوت آج تک موجود ہے۔ ﴿دیکھیں نیوز نمبر ۵۔ الغلام ڈاٹ کم﴾ اب سوال یہ ہے کہ لوگوں کو کس طرح پتہ چلا کہ خلیفہ ثانی ہی مصلح موعود ہیں؟ کیا ان کو الہام ہوا تھا؟ اگر ان کو الہام نہیں ہوا تھا تو پھر اپنے خیال اور اندازے کے مطابق ایک الہامی پیشگوئی کو کسی پر چسپاں کر دینا کیا ایک انتہائی خطرناک فعل نہیں تھا؟ ۱۴۔ مارچ ۱۹۱۴ء کو مسند خلافت پر بیٹھتے ہی کیا خلیفہ ثانی کو اپنے مصلح موعود ہونے کا الہام ہو گیا تھا؟ اور اگر نہیں تو پھر ان لوگوں کو جو آپ کو قبل از وقت پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق بنا رہے تھے آپ نے کیوں نہیں روکا؟ سب لوگ جانتے ہیں کہ مرزا طاہر احمد کے خلیفہ رابع بننے کے بعد اسی سال یا اگلے سال جلسہ سالانہ پر آپکے متعلق بھی مثیل مصلح موعود کا نعرہ لگایا گیا تھا لیکن آپ نے ان لوگوں کو سختی کیساتھ منع کر دیا کہ یہ نعرہ مت لگاؤ۔ تو پھر خلیفہ ثانی نے ۱۹۴۴ء کی خواب سے پہلے ان لوگوں کو جو آپ کو ۱۹۱۴ء میں مصلح موعود بنا رہے تھے کیوں نہ روکا؟ خلیفہ ثانی صاحب نے ان لوگوں کو روکنے کی بجائے

اپنا منظورِ نظر بنایا اور انہیں اپنی خوشنودی سے نوازا۔ لیکن جب اس ضمن میں جماعت میں مخالفت زیادہ ہونے لگی تو آپ نے ان کتابچوں اور رسالوں کو جلوا دیا جن میں آپ کو لوگوں نے مصلح موعود قرار دیا تھا۔ یہ سب کیا ڈرامہ (darama) تھا۔؟ اگر اللہ تعالیٰ کے علم میں خلیفہ ثانی مصلح موعود تھے تو پھر اس بات کا پہلے علم آپ کو ہونا چاہیے تھا نہ کہ آپکے متعلق لوگ دعویٰ کرتے۔ یہاں دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔(اوّل) آپ کا خاموش رہنا بتاتا ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود میں آپ کو بہت دلچسپی تھی اور آپ اِسکے امیدوار تھے۔ (دوئم) حضرت مہدی معہودؑ کا ایک الہام پورا ہونا شروع ہوگیا۔''لوگ آئے اور دعویٰ کر بیٹھے۔ شیر خدا نے اُن کو پکڑا۔ اور شیر خدا نے فتح پائی'' (روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۲۹)

خلیفہ ثانی بننے کے بعد پیشگوئی مصلح موعود (زکی غلام یعنی مثیل مبارک احمد) کے متعلق مرزا محمود احمد کے مؤقف میں تبدیلی

مثیل مبارک احمد یعنی مصلح موعود کے متعلق خاکسار جون جولائی ۱۹۰۸ء میں رسالہ تشحیذ لاذہان میں شائع شدہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کے مضمون کے تین (۳) اقتباسات پہلے درج کر چکا ہے۔ اُنہوں نے اپنے مضمون میں اُس وقت بڑی صاف گوئی اور تقویٰ کیساتھ یہ فرما کر کہ ''اِن الہامات سے یہ مراد نہ تھی کہ خود حضرت اقدسؑ سے لڑکا ہوگا بلکہ یہ مطلب تھا کہ آئندہ زمانہ میں ایک ایسا شخص تیری نسل سے پیدا ہوگا جو خدا کے نزدیک گویا تیرا ہی بیٹا ہوگا اور وہ علاوہ تیرے چار بیٹوں کے تیرا پانچواں بیٹا قرار دیا جائے گا۔ جیسے کہ حضرت عیسیٰؑ ابن داؤد کہلاتے ہیں ایسا ہی وہ آپ کا بیٹا کہلائے گا'' واضح کیا تھا کہ زکی غلام (مثیلِ مبارک احمد) سے متعلق مبشر کلام الٰہی جو حضورؑ پر ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء سے شروع ہو کر آپکی نرینہ اولاد کے انقطاع کے بعد بھی آپ پر آپکی وفات تک نازل ہوتا رہا، اس کا مصداق کسی آئندہ زمانے میں پیدا ہونا ہے۔ بالفاظ دیگر اِس کا مطلب یہ تھا کہ حضورؑ کے ۱۹۰۸ء میں موجود لڑکے (مرزا بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد) زکی غلام (مثیل مبارک احمد) سے متعلق مبشر الہامات (یا پیشگوئی مصلح موعود) کے مصداق نہیں ہو سکتے ہیں۔ خلیفہ ثانی بننے کے بعد مرزا محمود احمد نے دیکھا کہ حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی محبت اور عقیدت کی وجہ سے افراد جماعت دعویٰ مصلح موعود سے پہلے ہی اُسے مصلح موعود بنا کر بیٹھے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ جب مرزا محمود احمد نہ صرف یہ جانتے تھے بلکہ اس کی باقاعدہ اپنے رسالہ تشحیذ لاذہان میں علی الاعلان اشاعت بھی کر چکے تھے کہ مثیل مبارک احمد (مصلح موعود) نے تو آئندہ کسی زمانے میں پیدا ہونا ہے تو پھر اس وقت تقویٰ کا یہ تقاضا تھا کہ محمدی خلفائے راشدین کی طرح وہ اُن احمدیوں کو جو اُنہیں بغیر سوچے سمجھے اور بغیر کسی دلیل کے محض عقیدت میں مصلح موعود بنا رہے تھے روکتے اور اُنہیں سمجھاتے کہ مصلح موعود حضورؑ کے جسمانی لڑکوں میں سے نہیں ہے۔ اُس مصلح موعود نے تو آئندہ کسی زمانے میں پیدا ہونا ہے۔ آپ مجھے ہلہ شیری دے کر مجھ سے ایسا گناہ (غلط دعویٰ) نہ کروائیں۔؟ واضح رہے کہ ایک خلیفہ راشد کے تقویٰ کا کیا معیار ہونا چاہیے۔؟ اس سلسلہ میں خلیفۃ الرسول اور اُمت محمدیہ میں ہونیوالے آئندہ خلفائے راشدین کے سردار حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے جانشین کو جو نصیحت فرمائی اس میں ہمیں ایک خلیفہ راشد کے تقویٰ کی جھلک نظر آتی ہے۔ بستر مرگ پر آپؓ اپنے جانشین سے فرماتے ہیں۔

''اے عمر! میں نے تم کو رسول اللہ ﷺ کی امت پر اپنا نائب بنایا ہے۔ پس تمہاری ذات میں ظاہری و باطنی طور پر تقویٰ ہونا چاہیے۔ عمر! اللہ سے لو لگاؤ کہ اس طرح وہ متوجہ ہو جاتا ہے اور جب وہ توجہ فرمالے تو پھر اسباب اور وسیلے خود رو گھاس کی طرح اُگ آتے ہیں۔ کسی طاقت پر بھروسہ نہ کرو کیونکہ جو طاقتیں کام بناتی ہیں، اگر ان کو اللہ کے ہاں سے اجازت نہ ملے تو پھر وہ پلٹ پڑتی ہیں اور بننے والے کام بھی بگڑ جاتے ہیں۔ اے عمر! جب اہل نار کا ذکر آئے تو کہنا کہ اے خدا! تو مجھے ان میں شامل نہ کیجیو۔ اور جب اہل جنت کا حال پڑھو تو التجا کرنا کہ اللہ تو مجھے ان سے ملا دے۔ اے عمر! ان باتوں کے علاوہ اللہ کی مرضی پر چلنے کے لیے نفس کو قابو میں رکھنے کی بہت ضرورت ہے۔ اور اے ابن خطابؓ! نفس کی خصوصیت یہ ہے کہ اگر اسکی ایک خواہش پوری کر دی جائے تو اِسکی ہمت جوان ہو جاتی ہے اور وہ اس سے زیادہ بری خواہشوں کیلئے اور زیادہ زور کیساتھ ہاتھ پاؤں مارنے لگتا ہے۔ اے عمرؓ! جب تم میری ان نصیحتوں پر عمل کرو گے تو مجھے گویا اپنے پاس بیٹھا ہوا پاؤ گے۔ اللہ نیک اعمال میں تمہاری مدد کرے۔'' (اصحاب رسول ﷺ اور اُنکے کارنامے صفحہ ۶۷ مطبوعہ فیروز سنز لاہور، مصنف نبی احمد سہا)

خلیفہ ثانی پر نفسانی خواہش کا غلبہ۔ خلیفہ ثانی بننے کے بعد چونکہ جماعت احمدیہ کے سربراہ ہونے کی حیثیت سے مرزا محمود احمد جماعت کے سیاہ و سفید کے مالک بن چکے تھے۔ لہٰذا افسوس کیساتھ لکھتا ہوں کہ اس طاقت کے نشے میں وہ تقویٰ پر چلنے کی بجائے اپنی نفسانی خواہش کا شکار ہو گئے۔ اُنہوں نے مصلح موعود بننے کے خواب دیکھنے شروع کر دیئے۔ اس غرض کیلئے اُنہوں نے اپنے سابقہ ۱۹۰۸ء کے مؤقف (حضرت بانئے جماعت کے موجودہ لڑکے مرزا بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد مثیل مبارک احمد یعنی مصلح موعود نہیں ہو سکتے) کو نظر انداز کرتے ہوئے اِسکے برخلاف سوچنا شروع کر دیا۔ یعنی (اولاً) میں کس طرح پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں آ سکتا ہوں؟ (ثانیاً) میں جماعتی خدمات اِس طرح سرانجام دوں کہ جن کی بنیاد پر بعد از اں مصلح موعود ہونے کا جواز پیدا کیا جا سکے۔ ذیل میں خاکسار اِن دونوں باتوں کی حقیقت پر روشنی ڈالتا ہے۔

(ا) **پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں آنے کیلئے نو (۹) سالہ معیاد کا جھانسہ**۔ مبشر الہامات کی رو سے اگرچہ خلیفہ ثانی صاحب جانتے تھے کہ وہ نہ مصلح موعود ہیں اور نہ

ہی ہو سکتے ہیں۔ ۱۹۰۸ء میں تقویٰ پر مبنی اُن کا یہی مؤقف تھا اور یہی حقیقت مبشر اِلہامات سے ثابت ہوتی ہے۔ لیکن بعد ازاں ۱۹۱۴ء میں خلیفہ ثانی بننے کے بعد جب بعض خوشامدی مریدوں نے اپنی تحریر و تقریر میں اُنکے متعلق مصلح موعود کے الفاظ لکھنے اور بولنے شروع کر دیئے تو اُنہوں نے بھی اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق اپنا مؤقف بدلنا شروع کر دیا۔ وہ اِس طرح کہ جس عظیم الشان زکی غلام (مثیل مبارک احمد) نے ۱۹۰۸ء میں بقول مرزا بشیر الدین محمود احمد آئندہ کسی زمانے میں پیدا ہونا تھا اِسکی پیدائش کے متعلق اُنہوں نے حضورؑ کے ایک اجتہادی خیال (لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ اِلٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہر حال اِس عرصہ کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ مجموعہ اِشتہارات جلد ۱ صفحہ ۱۱۷) کو بنیاد بنا کر آہستہ آہستہ افرادِ جماعت کے آگے یہ جواز پیش کرنا شروع کر دیا کہ اُس "موعود" نے اِلہامی پیشگوئی کے نو (۹) سال کے اندر پیدا ہونا ہے۔ اُدھر مُریدوں پر مخلصی کا بھوت سوار تھا اور اُنہوں نے یہ ضرورت ہی نہ محسوس کی کہ کم از کم حضورؑ کے بیان فرمودہ نو (۹) سالہ عرصہ کی زکی غلام کے متعلق مبشر اِلہامات کی روشنی میں تھوڑی بہت جانچ پڑتال تو کر لیں۔ افرادِ جماعت کی اس بیجا عقیدت اور لاعلمی سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے خلیفہ صاحب جھوٹے طور پر اپنے آپ کو اِلہامی پیشگوئی کے دائرہ بشارت میں لے آئے۔ اسی سلسلہ میں جلسہ سالانہ ۱۹۴۴ء کی اختتامی تقریر میں وہ اس کا یوں اظہار فرماتے ہیں۔

"پھر اِشتہارات میں آپ نے یہ بھی تحریر فرما دیا تھا کہ ایسا لڑکا بموجب اِلہام اِلٰہی ۹ سال کے عرصہ میں ضرور پیدا ہو جائے گا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اِلہام اِلٰہی اسکی پیدائش کو ۹ سال میں ضروری قرار دیتا ہے۔ یہاں اِجتہاد کا کوئی سوال نہیں بلکہ آپ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کا یہ الہام ہے کہ وہ لڑکا ۹ سال کے اندر ضرور پیدا ہو جائے گا۔ پس تین یا چار سو سال کے بعد اگر کوئی شخص اس پیشگوئی کے مصداق ہونے کا دعویٰ کرے تو بہر حال ایسا شخص ہی اسکے مصداق ہونے کا اعلان کر سکتا ہے جو پیدا ۹ سال میں ہوا ہو لیکن ظاہر تین سو یا چار سو سال کے بعد ہوا ہو کیونکہ الہام اس بات کی تعین کرتا ہے کہ آنیوالے موعود کو بہر حال ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء سے ۲۰ فروری ۱۸۹۵ء تک کے عرصہ کے اندر اندر پیدا ہو جانا چاہیے اس عرصہ کے بعد پیدا ہونیوالا کوئی شخص اس پیشگوئی کا مصداق نہیں ہو سکتا۔" (الموعود (دسمبر ۱۹۴۴)۔ انوار العلوم جلد ۱۷ صفحہ ۵۴۴۔۵۴۵)

نو (۹) سالہ معیاد کے دَجل کی حقیقت ۔اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء میں حضور علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:۔ "لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ اِلٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہر حال اس عرصہ کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔" ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء سے ۲۰ فروری ۱۸۹۵ء تک کا عرصہ نو سال بنتا ہے۔ خلیفہ ثانی صاحب دسمبر ۱۹۴۴ء میں بوقت دعویٰ مصلح موعود حضورؑ کے مندرجہ بالا بیان کی طرف دو باتیں منسوب کرتے ہیں (اولاً) خلیفہ ثانی صاحب حضورؑ کے اس بیان کو اِلہام اِلٰہی قرار دیتے ہیں۔ (ثانیاً) اس نو (۹) سالہ معیاد یعنی ۲۰ فروری ۱۸۹۵ء تک پیدا ہونیوالا وجود ہی پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق ہو سکتا ہے نہ کہ اس معیاد کے بعد پیدا ہونیوالا۔ واضح رہے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں حضورؑ سے دو مبشر وجودوں کا وعدہ فرمایا تھا۔ (۱) ایک وجیہہ اور پاک لڑکا اور دوسرا ایک زکی غلام۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں "وجیہہ اور پاک لڑکے" کے متعلق تو یہ وضاحت فرما دی تھی کہ "وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔" لیکن زکی غلام (مصلح موعود) کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حضورؑ سے کوئی ایسا وعدہ نہیں فرمایا تھا۔ جسمانی لڑکے کے متعلق تو یہ بات اٹل تھی کہ اُس نے حضورؑ کے گھر میں پیدا ہونا تھا خواہ وہ نو (۹) سال کے عرصہ میں پیدا ہوتا یا نو (۹) سال کے بعد پیدا ہوتا۔ واقعات سے ثابت ہے کہ یہ وجیہہ اور پاک لڑکا بشیر احمد اوّل تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی کسی مخفی حکمت کے تحت اس لڑکے کو وفات دے کر آگے اُس کے مثیل کی بشارت دے دی۔ (قارئین اس تفصیل کو آئندہ صفحات میں پڑھیں گے) بعد ازاں بطور مثیل بشیر احمد اوّل مرزا بشیر الدین محمود احمد پیدا ہوئے۔ اگر خلیفہ ثانی صاحب اپنا دعویٰ جسمانی پسر موعود یعنی مثیل بشیر احمد اوّل تک محدود رکھتے تو پھر اُنکا دعویٰ بھی درست ہوتا اور نو (۹) سالہ معیاد کی بات بھی درست ہوتی کیونکہ دونوں بشیروں (بشیر اوّل ۷ا۔ اگست ۱۸۸۷ء اور بشیر ثانی ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء) کی پیدائش نو (۹) سالہ مدت کے درمیان ہو گئی تھی اور دونوں حضورؑ کے جسمانی لڑکے تھے۔ لیکن پریشانی اور افسوس ناک بات یہ ہے کہ خلیفہ صاحب نے جسمانی پسر موعود ہونے کی بجائے روحانی پسر موعود یعنی مصلح موعود (زکی غلام۔ مثیل مبارک احمد) ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ اور پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں خلیفہ ثانی صاحب کی مندرجہ بالا دونوں باتیں قطعی طور پر غلط ہیں اور اِسکی درج ذیل وجوہات ہیں۔

(۱) مرزا محمود احمد جون۔ جولائی ۱۹۰۸ء میں مکذبین مہدی و مسیح موعود کو مثیل مبارک احمد (زکی غلام/ مصلح موعود) کی بشارت کے سلسلہ میں جواباً فرما رہے تھے کہ "اِن اِلہامات سے یہ مراد نہ تھی کہ خود حضرت اقدسؑ سے لڑکا ہوگا بلکہ یہ مطلب تھا کہ آئندہ زمانہ میں ایک ایسا شخص تیری نسل سے پیدا ہوگا جو خدا کے نزدیک گویا تیرا ہی بیٹا ہوگا اور وہ علاوہ تیرے چار بیٹوں کے تیرا پانچواں بیٹا قرار دیا جائے گا۔ جیسے کہ حضرت عیسیٰؑ اِبن داؤدؑ کہلاتے ہیں ایسا ہی وہ آپ کا بیٹا کہلائے گا"۔ اب سوال یہ ہے کہ دعویٰ مصلح موعود کے وقت اگر خلیفہ ثانی کے مؤقف کے مطابق اس آنیوالے موعود (مثیل مبارک احمد) نے نو (۹) سالہ عرصہ کے اندر پیدا ہونا تھا تو جون۔ جولائی ۱۹۰۸ء میں مرزا محمود صاحب نے مکذبین مسیح موعود کو یہ کیوں نہ بتایا کہ اس موعود (مثیل مبارک احمد یعنی مصلح موعود) نے نو (۹) سالہ مدت یعنی ۲۰ فروری ۱۸۹۵ء تک پیدا ہونا تھا اور ۱۲۔ جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا شدہ وہ میں ہوں۔؟ اس پر مکذبین یقیناً اعتراض کرتے کہ جناب صاحبزادہ مبارک احمد تو ۱۴۔ جون ۱۸۹۹ء میں پیدا ہوئے تھے۔ اُس کا مثیل ۱۸۹۵ء سے پہلے یعنی ۱۲۔ جنوری ۱۸۸۹ء میں کیسے پیدا ہو سکتا

تھا؟مثیل مبارک احمد نے تو مبارک احمد کی پیدائش کے بعد پیدا ہونا تھا اور وہ مرزا صاحب کے گھر میں پیدا ہی نہیں ہوا۔اور اگر وہ پیدا ہوا ہے تو ہمیں دکھاؤ وہ کون ہے۔؟ خاکسار یہاں گذارش کرتا ہے کہ جون۔جولائی ۱۹۰۸ء میں پیشگوئی مصلح موعود کا بھوت ابھی مرزا محمود احمد پر سوار نہیں ہوا تھا۔یہ بھوت ان پر خلیفہ ثانی بننے کے بعد سوار ہوا تھا۔یہی وجہ ہے کہ جون۔جولائی ۱۹۰۸ء میں اُنہوں نے بڑے تقویٰ کیساتھ سچی بات کہہ دی تھی کہ اس موعود نے آئندہ کسی زمانے میں جماعت احمدیہ میں پیدا ہونا ہے۔

(۲) زکی غلام یعنی مصلح موعود کی پیدائش کے سلسلہ میں حضورؑ کے الفاظ ''لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ اِلٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔بہرحال اس عرصہ کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔'' الہامی نہیں بلکہ اجتہادی تھے۔بالکل اسی طرح جس طرح حضورؑ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں زکی غلام کے ساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ کر اجتہاد فرمایا تھا۔مصلح موعود کی پیدائش کے سلسلہ میں خلیفہ ثانی صاحب کا حضورؑ کے ان اِجتہادی بیان کو اِلہامی قرار دینا قطعی طور پر جھوٹ تھا۔

(۳) اگر حضورؑ کے متذکرہ بالا الفاظ الہامی ہوتے اور وہ موعود زکی غلام (مصلح موعود) بشیر الدین محمود احمد کے رنگ میں ۱۲۔جنوری ۱۸۸۹ء میں پیدا ہو چکا ہوتا تو پھر آپ کی پیدائش کے بعد زکی غلام کے متعلق مبشر الہامات کبھی نازل نہ ہوتے۔؟

(۴) اگر یہ نو (۹) سالہ مدت الہامی ہوتی تو پھر نو (۹) سال کے عرصہ (یعنی ۲۰ فروری ۱۸۹۵ء) کے بعد بھی اس زکی غلام کی بشارت کبھی نہ ہوتی۔؟

(۵) اگر یہ نو (۹) سالہ مدت الہامی ہوتی تو پھر حضورؑ اس نو سالہ مدت (یعنی ۲۰ فروری ۱۸۹۵ء) کے بعد ۱۴۔جون ۱۸۹۹ء کو پیدا ہونے والے اپنے چوتھے لڑکے صاحبزادہ مبارک احمد کو پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق کبھی قرار نہ دیتے۔؟

(۶) اگر یہ نو (۹) سالہ مدت اِلہامی ہوتی تو حضورؑ کی نرینہ اولاد کے اِنقطاع یعنی ۱۴ جون ۱۸۹۹ء کے بعد بھی اس زکی غلام (مصلح موعود) کی بشارات (انہی علامات اور صفات کیساتھ جو کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں درج ہیں) حضورؑ کی وفات تک آپ پر کیوں نازل ہوتی رہیں۔؟

(۷) زکی غلام (مثیل مبارک احمد/مصلح موعود) کے متعلق اِلہامی بشارات کا نزول مورخہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء سے شروع ہو کر مورخہ ۶۔نومبر ۱۹۰۷ء تک جاری رہتا ہے۔سنت اللہ کے مطابق بشارت پہلے ہوتی ہے اور مبشر وجود بعد میں پیدا ہوتا ہے۔زکی غلام کے متعلق مبشر الہامات کا نزول (اِنکی تفصیل بعد میں آئے گی) ہمیں تین نتائج پر پہنچاتا ہے۔

(الف) زکی غلام کی پیدائش کے متعلق حضورؑ کا نو (۹) سالہ خیال آپکا اجتہادی خیال تھا نہ کہ اِلہامی (ب) زکی غلام یا مصلح موعود یا مثیل مبارک احمد (خواہ کوئی بھی نام دے لیں) کی پیشگوئی کے دائرہ بشارت سے حضورؑ کے جسمانی لڑکے باہر ہو جاتے ہیں اور یہ الہامی پیشگوئی حضورؑ کی روحانی اولاد یعنی ذریت (جماعت) کی طرف منتقل ہو جاتی ہے ۔(ج) زکی غلام مسیح الزماں سے متعلقہ مبشر الہامات کی روشنی میں مصلح موعود کی پیدائش ۶۔نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد قرار پاتی ہے۔یہاں قارئین سے میرا سوال ہے کہ خلیفہ ثانی کا مصلح موعود کی پیدائش کے سلسلہ میں حضورؑ کے بیان فرمودہ نو (۹) سال کے عرصہ کو الہامی قرار دینا اور ۲۰ فروری ۱۸۹۵ء کے بعد پیدا ہونے والے کسی بھی احمدی کے متعلق یہ کہنا کہ وہ پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق نہیں ہوسکتا کیا قطعی طور پر ایک جھوٹ اور دجل نہیں تھا۔؟مضمون نگار سے میرا سوال ہے کہ کیا صدیق کذب بیانی بھی کیا کرتے ہیں۔؟ کیا وہ جھوٹے دعاوی بھی کیا کرتے ہیں۔؟ ؎ جب کھل گئی سچائی پھر اس کو مان لینا نیکوں کی ہے یہ خصلت راہِ حیا یہی ہے

(۱۱) جماعتی خدمات اور کارناموں کی حقیقت۔۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود میں بطور فرع ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' کے متعلق ایک دوسری پیشگوئی بھی موجود ہے۔اِس میں شک نہیں ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد بطور مثیل بشیر احمد (اوّل) اس ضمنی پیشگوئی کے مصداق ہوتے ہوئے ایک باصلاحیت اِنسان تھے ۱۹۱۴ء میں خلیفہ ثانی بننے کے بعد لاکھوں افراد کی منظّم جماعت اُسکے پیچھے تھی۔اُنہیں ہر قسم کے جماعتی وسائل میسّر تھے۔اُنہوں نے اِن میسّر جماعتی وسائل کیساتھ تحریر و تقریر کے میدان میں اِس انداز سے کام کرنا شروع کر دیا اور جماعتی ترقیاتی کام اس رنگ میں کروائے تا کہ بعد ازاں اِن کامیابیوں کی بنیاد پر وہ پیشگوئی مصلح موعود کے دعوے دار بن سکیں۔جبکہ امر واقع یہ ہے کہ یہ سب جماعتی ترقیاتی کام اور کارنامے افرادِ جماعت کی اجتماعی کوششوں کا نتیجہ تھے۔لیکن کیا یہ عجیب بات نہیں کہ افرادِ جماعت کی اجتماعی کوششوں کے اس پھل کو ایک شخص (خلیفہ صاحب) نے اپنے غلط دعویٰ کو سچا بنانے کیلئے اپنی جھولی میں ڈال لیا۔؟اب ہم خلیفہ بننے کے بعد دعویٰ مصلح موعود سے پہلے کے خلیفہ ثانی کے بیانات کا مشاہدہ اور تجزیہ کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ یہ بیانات کس حقیقت کی عکاسی کر رہے ہیں۔؟

خواب دیکھنے اور دعویٰ سے پہلے کے بیانات۔خلیفہ صاحب جون۔۱۹۳۷ء میں چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کو ایک خط میں لکھتے ہیں۔

(۱) ''میں خیال کرتا ہوں کہ مصلح موعود حضرت مسیح موعودؑ کا کوئی جسمانی بیٹا ہی ہے نہ کہ کوئی ایسا شخص جو بعد کے زمانہ میں آئے گا۔جہاں تک میں نے ان پیشگوئیوں پر غور کیا ہے تو نوے (۹۰) فیصدی باتیں میرے زمانہ خلافت کی کامیابیوں سے تعلق رکھتی ہیں۔جیسا میں خیال کرتا ہوں کہ جو شخص بھی اِن پیشگوئیوں کا مصداق ہے اُس کیلئے دعویٰ کرنا ضروری

نہیں۔لہٰذا میں ایسا دعویٰ کرنا ضروری نہیں سمجھتا۔ میں سمجھتا ہوں خدا تعالیٰ نے اِن پیشگوئیوں کی غرض وغایت کافی حدتک میرے ذریعہ پوری کردی ہے۔تاہم مجھے حیرانی نہیں ہوگی اگر خدا تعالیٰ میرے کسی بھائی کو میرے جیسی یا مجھ سے بھی بڑھ کر کامیابیاں حاصل کرنے کی توفیق دیدے۔'' (احمدیت۔اِسلام کی نشاۃ ثانیہ (انگریزی) مصنف محمد ظفر اللہ خاں صفحہ ۲۸۹)۔

خلیفہ ثانی صاحب نے عملاً دعویٰ مصلح موعود ۱۹۴۴ء میں کیا تھا لیکن خلیفہ صاحب کے مندرجہ بالا الفاظ نشاندہی کررہے ہیں کہ (اولاً) وہ ہمیشہ اس اِلہامی پیشگوئی پر غور وفکر کرتے رہتے تھے۔(ثانیاً) اُن کا یہ گمان بھی تھا کہ اِس اِلہامی پیشگوئی کا مصداق حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا کوئی جسمانی بیٹا ہی ہے (جب کہ زکی غلام سے متعلق مبشر الہامات خلیفہ ثانی کے اِس گمان کی قطعی طور پر نفی کرتے ہیں۔ناقل) (ثالثاً) اگر خلیفہ ثانی صاحب کو پیشگوئی مصلح موعود میں کوئی دلچسپی نہیں تھی یا وہ خواب سے پہلے اپنے آپ کو اس پیشگوئی کا مصداق نہیں سمجھتے تھے تو وہ اِس اِلہامی پیشگوئی کے متعلق یہ اندازے کیوں لگاتے رہے کہ پیشگوئی کے مصداق کو دعویٰ کرنے کی ضرورت ہے یا کہ نہیں۔؟ (رابعاً) اُن کے الفاظ سے یہ ظاہر ہے کہ وہ دعویٰ کرنے سے گھبراتے تھے اور وہ سمجھتے تھے کہ کہیں غلط دعویٰ کر کے میں الٰہی گرفت میں نہ آجاؤں (خامساً) اُن کے الفاظ سے یہ بھی ظاہر ہے کہ بطور خلیفہ ثانی وہ جو کارنامے سرانجام دیتے رہے یا جنہیں وہ سرانجام دینے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔اِن کارناموں کے پیچھے اُن کا مقصد یہی تھا کہ کسی طرح وہ الہامی پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق بن سکیں۔(سادساً) اُن کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ وہ ۱۹۳۷ء میں ہی اپنے آپ کو پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق سمجھتے تھے لیکن پھر بھی اُنہوں نے اپنے بھائیوں کو خوش کرنے اور مطمئن کرنے کیلئے اگرچہ سیاسی رنگ میں ہی سہی اتنی بات ضرور کہہ دی کہ ہوسکتا ہے میرا کوئی بھائی مجھ سے زیادہ کارنامے سرانجام دے کر اس پیشگوئی کا مصداق بن جائے۔وغیرہ۔

عزیزم ورک صاحب۔یہ سب حقائق بتارہے ہیں کہ خلیفہ ثانی نے اس اِلہامی پیشگوئی کو اپنی مذہبی جاگیر سمجھا اور وہ اپنے ان الفاظ میں دراصل افراد جماعت کو یہ پیغام دے رہے تھے کہ اگر میں دعویٰ نہ بھی کروں تب بھی مجھے ہی پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق سمجھنا۔حالانکہ امر واقع یہ ہے کہ نہ خلیفہ ثانی اور نہ ہی آپکا کوئی بھائی اس الہامی پیشگوئی کے دائرہ بشارت ہی میں نہیں آتے۔اب سوال یہ ہے کہ خلیفہ ثانی صاحب کو یہ سب قیاس اور اندازے لگانے کی کیا ضرورت تھی۔؟ جناب محمود ثانی صاحب! یہ سب کچھ کیا اس بات کی تصدیق نہیں کررہا کہ پیشگوئی مصلح موعود نے خلیفہ ثانی کو کافی تذبذب میں ڈال رکھا تھا اور جو بھی آپکے مقاصد تھے اور جو بھی آپکے پروگرام تھے اُن کی راہ میں یہ اِلہامی پیشگوئی حائل تھی۔خلیفہ ثانی ۷ جولائی ۱۹۳۹ء کو خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں۔

(۲) ''میرے نزدیک مصلح موعود کی پیشگوئی چونکہ مامور کے متعلق نہیں بلکہ غیر مامور کے متعلق ہے اس لیے وہ ان پیشگوئیوں میں داخل ہی نہیں جن میں کسی دعویٰ کی ضرورت ہو۔میرا یہ مطلب نہیں کہ یہ پیشگوئی مجھ پر چسپاں نہیں ہوتی بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب کوئی پیشگوئی کسی مامور کے متعلق نہ ہو تو اس میں دعویٰ کی ضرورت نہیں ہوتی۔'' (الفضل مورخہ ۲۔اگست ۱۹۳۹ء)

عزیزم ورک صاحب! (اولاً) خلیفہ ثانی کو اس بات کا کہاں سے پتہ چل گیا کہ الہامی پیشگوئی مصلح موعود غیر مامور کے متعلق ہے۔؟ کیا آپ کو الہام ہوا تھا۔؟ اور اگر الہام نہیں ہوا تھا تو پھر دعویٰ سے پہلے پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق یہ قیاس اور اندازے آپ کیوں لگاتے رہے؟ (ثانیاً) خلیفہ ثانی کو یہ کہاں سے پتہ چل گیا کہ پیشگوئی مصلح موعود میں اِسکے مصداق کو دعویٰ کرنے کی ضرورت نہیں۔؟ (ثالثاً) وہ یہ بھی فرمارہے ہیں کہ یہ پیشگوئی تو مجھ پر چسپاں ہوتی ہے لیکن مجھے دعویٰ کرنے کی ضرورت نہیں۔آپ کا یہ ایک ڈھکوسلا تھا اور اِس کی بنیاد پر آپ دعویٰ نہ کرنے کا جواز پیش کر کے دراصل افراد جماعت کو قائل کررہے تھے کہ اگر میں دعویٰ مصلح موعود نہ بھی کروں تب بھی پیشگوئی مصلح موعود کا میں ہی مصداق ہوں۔مزید برآں آپ کا یہ ڈھکوسلا اس حقیقت کی بھی غمازی کررہا ہے کہ الہامی پیشگوئی مصلح موعود میں خیانت کرنے پر آپکا ضمیر آپ کو ملامت کررہا تھا۔عزیزم ورک صاحب! کیا یہ سب کچھ اس حقیقت کا کھلا ثبوت نہیں ہے کہ خلیفہ ثانی پر مصلح موعود بننے کا بھوت سوار تھا۔؟ خلیفہ ثانی صاحب ۱۹۴۰ء میں ایک خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں۔

(۳) ''لوگوں نے کوشش کی ہے کہ میں دعویٰ مصلح موعود کروں لیکن میں اِسکی ضرورت نہیں سمجھتا۔کہا جاتا ہے کہ میرے پیروکار یقین رکھتے ہیں کہ میں مصلح موعود ہوں حالانکہ میں نے کوئی ایسا دعویٰ نہیں کیا۔میں ایسا دعویٰ کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔اگر میں واقعی مصلح موعود ہوں تو میرے دعویٰ مصلح موعود نہ کرنے سے میرے مقام پر فرق نہیں پڑتا۔میں یقین رکھتا ہوں کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور نہ ہو اس سے متعلق پیشگوئی کے سلسلہ میں کسی شخص کا دعویٰ کرنا ضروری نہیں۔حضرت مسیح موعودؑ کی منظوری سے جو سابقہ مجددین کی فہرست شائع ہوئی ہے ان میں سے کتنوں نے دعویٰ کیا؟ میں نے حضرت مسیح موعودؑ کو فرماتے سنا ہے کہ اورنگ زیب بھی اپنے وقت کا مجدد تھا۔کیا اس نے کوئی دعویٰ کیا؟ عمر بن عبدالعزیز کو بھی مجدد تسلیم کیا جاتا ہے۔کیا اس نے کوئی دعویٰ کیا؟ لہٰذا ایک غیر مامور کیلئے دعویٰ کرنا ضروری نہیں۔ایک مامور سے متعلق پیشگوئی کے سلسلہ میں دعویٰ کرنا ضروری ہے۔ایک غیر مامور کی صورت میں کسی شخص کی کامیابیوں کو دیکھا جائے گا کہ وہ پیشگوئی کا مصداق ہے یا نہیں۔اسلئے ضروری نہیں کہ وہ دعویٰ کرے۔ایسی صورت میں اگر

کوئی شخص کسی پیشگوئی کے مصداق ہونے کا انکار بھی کردے تب بھی یہی سمجھا جائے گا کہ پیشگوئی اسکے وجود میں پوری ہوگئی۔۔۔۔لہٰذا میں یہ ضروری نہیں سمجھتا کہ کوئی دعویٰ کروں کہ میں مصلح موعود ہوں۔" (احمدیت۔اسلام کی نشاۃ ثانیہ (انگریزی) مصنف محمد ظفر اللہ خاں، صفحہ ۲۸۹)

عزیزم ورک صاحب! خلیفہ ثانی صاحب ان الفاظ میں فرماتے ہیں کہ (اولاً) اگر کسی پیشگوئی کا مصداق مامور ہوتو اس کیلئے دعویٰ کرنا ضروری ہے اور غیر مامور کیلئے دعویٰ کرنا ضروری نہیں۔اب سوال یہ ہے کہ ۵، ۶ جنوری ۱۹۴۴ء کی درمیانی شب خواب دیکھنے کے بعد اُنہیں دعویٰ کرنے کی کیوں اور کہاں سے ضرورت پیش آ گئی؟ کیا خواب دیکھنے کے بعد پیشگوئی مصلح موعود کی نوعیت بدل گئی اور یہ ماموروالی پیشگوئی بن گئی تھی؟ محمود ثانی صاحب۔اگر یہ پیشگوئی خلیفہ ثانی کے اعصاب پر سوار نہیں تھی تو پھر وہ خواب دیکھنے اور دعویٰ کرنے سے پہلے یہ قیاس اور اندازے کیوں لگاتے رہے۔؟ (ثانیاً) خلیفہ ثانی ان الفاظ میں افراد جماعت کو ایک بار پھر یہ پیغام دے رہے ہیں اور اِن کو قائل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ اگر میں دعویٰ نہ بھی کروں تب بھی میں ہی مصلح موعود ہوں اور اس پیشگوئی کا مصداق مجھے ہی سمجھنا۔لیکن آپکی یہ گول مول باتیں اس امر کی تصدیق کررہی ہیں کہ آپ جانتے تھے کہ اگر کوئی اور شخص مصلح موعود ہوا اور وہ آپکے بعد آیا تو آپکا دعویٰ کرنا بڑی بھاری غلطی اور حماقت ہوگی۔اس لیے آپ کی یہ کوشش تھی کہ مجھے دعویٰ بھی نہ کرنا پڑے اور میں مصلح موعود بھی تسلیم کیا جاؤں۔(ثالثاً) وہ یہ بات بھی کہتے ہیں کہ امت محمدیہ میں کسی مجدد نے دعویٰ نہیں کیا لہٰذا پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق کو بھی کسی دعویٰ کی ضرورت نہیں بلکہ اسکے کارناموں سے ہی اس کو پہچانا جائے گا۔خلیفہ صاحب پیشگوئی کے مصداق ہونے کے پیمانے کا تعین بھی خود ہی کررہے ہیں کہ اُسکے کاموں کی وجہ سے اُسے پہچانا جائے گا۔تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ خواب دیکھنے کے بعد اُنہوں نے حلفاً دعویٰ مصلح موعود کیوں کیا؟ یہ بات یادرکھیں کہ اگر کسی موعود وجود کی بشارت دی گئی ہوتو وقت مقررہ پر جب اللہ تعالیٰ اُس موعود کو کسی پیشگوئی کے مصداق ہونے کا علم دیتا ہے تو پھر لازماً اُس موعود کو دعویٰ کرکے اُس پیشگوئی کے مصداق ہونے کا اعلان کرنا پڑتا ہے۔

عزیزم ورک صاحب! اب سوال یہ ہے کہ اگر پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق کی پہچان لوگوں نے اُسکے کارناموں کی بدولت ہی کرنی تھی تو پھر خواب دیکھنے کے بعد خلیفہ صاحب نے ۱۹۴۴ء میں دعویٰ مصلح موعود کیوں کیا تھا؟ یہ سب متضاد باتیں بتارہی ہیں کہ خلیفہ ثانی کو اس پیشگوئی کا بہت خوف تھا اور وہ "نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری" کے محاورے کے مطابق پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق اپنا یہ خوف دور کرنا چاہتے تھے۔۔۔فَتَدَبَّرُوا اَیُّھَا الْعَاقِلُوْن۔

یادرہے کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے مصداق کے متعلق حضورؑ فرماتے ہیں مجھے ایک خواب میں اس مصلح موعود کی نسبت زبان پر یہ شعر جاری ہوا تھا۔

"اے فخر رسل قرب تو معلومم شد ۔ دیر آمدہ ز راہ دور آمدہ"

اے رسولوں کے فخر تیرا خدا کے نزدیک مقام قرب مجھے معلوم ہوگیا ہے تو دیر سے آیا ہے (اور) دور کے راستہ سے آیا ہے۔(مجموعہ اشتہارات جلد ا صفحہ ۱۹۱)

عجیب بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تو اس مصلح موعود کو رسولوں کے فخر کا خطاب دے رہا ہے اور خلیفہ ثانی صاحب فرمارہے ہیں کہ اس موعود کو دعویٰ کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔لوگ اُسکے کارناموں کی وجہ سے اُسے پہچانیں گے۔عجیب تضاد ہے خلیفہ ثانی کی اپنی باتوں میں۔لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ اس مصلح موعود نے اپنے وقت پر کھڑا ہونا ہے۔جب اللہ تعالیٰ اس موعود کو اپنی جناب سے اُسے پیشگوئی کے مصداق ہونے کا قطعی علم اور قطعی ثبوت دیدے گا تو پھر وہ مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کرکے لوگوں کو اپنے مقابلہ پر بلائے گا۔لیکن لوگ لاجواب ہوکر اسکے مقابلہ پر نہیں آئیں گے۔اوراس طرح حضور علیہ السلام کی ایک اور پیشگوئی اُسکے وجود میں روز روشن کی طرح پوری ہوجائے گی۔"اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رُو سے سب کا منہ بند کردینگے۔" (روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۰۹)

خلیفہ ثانی صاحب ۷۔جولائی ۱۹۳۹ء کے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں۔

(۴) "اگر مجھ پر تمام علامات چسپاں ہورہی ہوں اور جس قدر نشانات مصلح موعود کے بتائے گئے ہوں وہ سب مجھ پر پورے ہورہے ہوں۔۔۔۔تو کوئی لاکھ شور مچاتا رہے کہ یہ مصلح موعود نہیں دنیا اسکی بات پر کان نہیں دھرے گی۔" (الفضل مورخہ ۲۔اگست ۱۹۳۹ء)

عزیزم ورک صاحب! خلیفہ ثانی کو اگر پیشگوئی مصلح موعود میں دلچسپی نہیں تھی تو پھر دعویٰ سے پہلے آپ ایسی بہکی بہکی باتیں کیوں کرتے رہے۔؟ آپکی یہ باتیں غمازی کررہی ہیں کہ آپ کو اس پیشگوئی میں بہت دلچسپی تھی اور آپ ۱۹۴۴ء سے پہلے یعنی جولائی ۱۹۳۹ء میں ہی مصلح موعود بنے ہوئے تھے۔بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں اور اس میں قطعاً کوئی جھوٹ نہیں ہے کہ خلیفہ ثانی خلافت کی گدی پر براجمان ہوتے ہی مصلح موعود بن بیٹھے تھے۔جنوری ۱۹۴۴ء میں خواب وغیرہ کا دیکھنا تو افراد جماعت کو دھوکہ دینے کیلئے محض ایک فریب تھا۔ایک اور جگہ پر آپ فرماتے ہیں۔

(۵) "اگر میں (مصلح موعود) ہوں تو الحمدللہ۔دعویٰ سے فائدہ نہیں۔اگر میں نہیں تو اس احتیاط سے میں ایک غلطی سے محفوظ ہوگیا۔" (مضمون پیشگوئی مصلح موعود اور خلافت رابعہ صفحہ ا مصنف فضل الٰہی انوری بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۱۰)

عزیزم ورک صاحب! خلیفہ ثانی کے ان الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود نے خلیفہ ثانی کو اپنے طرف ہمہ وقت متوجہ کر رکھا تھا اور وہ اِسکے متعلق ہمیشہ غور وفکر کرتے رہتے تھے۔ وہ بخوبی جانتے تھے کہ اگر اِس اِلہامی پیشگوئی کا کوئی اور مصداق ہوا تو میرا دعویٰ مصلح موعود کرنا بہت بڑی غلطی ہوگی لیکن بالآخر اُنہوں نے یہ غلطی ۲۸ جنوری ۱۹۴۴ء میں ایک طویل اور مبہم خواب کی بنیاد پر دعویٰ کر کے کر ڈالی۔

جناب ورک صاحب! خاکسار خلیفہ ثانی کے خواب کے متعلق کچھ عرض کرنے سے پہلے بتانا چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بہت ساری غیب کی باتیں سچی خوابوں کے ذریعے اپنے بندوں پر ظاہر فرماتا ہے لیکن اِسکے باوجود یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ ہر خواب رحمانی نہیں ہوا کرتی۔ خوابوں کے متعلق حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام نے یوں فرمایا ہے۔

’’تین قسم کی خوابیں ہوتی ہیں۔ ایک نفسانی، ایک شیطانی اور ایک رحمانی۔ نفسانی جیسے بلی کو چھیچھڑوں کے خواب۔ شیطانی وہ جس میں ڈر و حشت ہو۔ رحمانی خواب خدا تعالیٰ کی طرف سے پیغام ہوتی ہے اور اِس کا ثبوت صرف تجربہ ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۳۲۸)

خلیفہ ثانی کا خواب۔ ’’میں نے دیکھا کہ میں ایک مقام پر ہوں جہاں جنگ ہو رہی ہے وہاں کچھ عمارتیں ہیں۔ نہ معلوم وہ گڑھیاں ہیں یا ٹرنچز (Trenches) ہیں۔ بہر حال وہ جنگ کے ساتھ تعلق رکھنے والی عمارتیں ہیں۔ وہاں کچھ لوگ ہیں جنکے متعلق میں نہیں جانتا کہ آیا وہ ہماری جماعت کے لوگ ہیں۔ یا یونہی مجھے ان سے تعلق ہے۔ میں ان کے پاس ہوں۔ اتنے میں مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے جرمن فوج نے جو اس فوج سے کہ جس کے پاس میں ہوں۔ برسرپیکار ہے یہ معلوم کر لیا ہے کہ میں وہاں ہوں اور اس نے اس مقام پر حملہ کر دیا ہے۔ اور وہ حملہ اتنا شدید ہے کہ اس جگہ کی فوج نے پسپا ہونا شروع کر دیا۔ یہ کہ وہ انگریزی فوج تھی یا امریکن فوج یا کوئی اور فوج تھی۔ اسکا مجھے اس وقت کوئی خیال نہیں آیا۔ بہر حال وہاں جو فوج تھی اس کو جرمنوں سے دبنا پڑا۔ اور اس مقام کو چھوڑ کر وہ پیچھے ہٹ گئی۔ جب وہ فوج پیچھے ہٹی تو جرمن اس عمارت میں داخل ہو گئے۔ جس میں میں تھا۔ تب میں خواب میں کہتا ہوں۔ دشمن کی جگہ پر رہنا درست نہیں۔ اور یہ مناسب نہیں کہ اب اس جگہ ٹھہرا جائے۔ یہاں سے ہمیں بھاگ چلنا چاہیے۔ اس وقت میں رؤیا میں صرف یہی نہیں۔ کہ تیزی سے چلتا ہوں بلکہ دوڑتا ہوں۔ میرے ساتھ کچھ اور لوگ بھی ہیں اور وہ بھی میرے ساتھ ہی دوڑتے ہیں۔ اور جب میں نے دوڑنا شروع کیا تو رؤیا میں مجھے یوں معلوم ہوا جیسے میں انسانی مقدرت سے زیادہ تیزی کیساتھ دوڑ رہا ہوں۔ اور کوئی ایسی زبردست طاقت مجھے تیزی سے لے جا رہی ہے کہ میلوں میل ایک آن میں میں طے کرتا جا رہا ہوں۔ اس وقت میرے ساتھیوں کو بھی دوڑنے کی ایسی ہی طاقت دی گئی مگر پھر بھی وہ مجھ سے بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔ اور میرے پیچھے ہی جرمن فوج کے سپاہی میری گرفتاری کیلئے دوڑتے آ رہے ہیں مگر شائد ایک منٹ بھی نہیں گزرا ہوگا کہ مجھے رؤیا میں یوں معلوم ہوتا ہے کہ جرمن سپاہی بہت پیچھے رہ گئے ہیں مگر میں چلتا چلا جاتا ہوں۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ زمین میرے پاؤں کے نیچے سمٹتی چلی جا رہی ہے یہانتک کہ میں ایک ایسے علاقہ میں پہنچا جو دامن کوہ کہلانے کا مستحق ہے۔ ہاں جس وقت جرمن فوج نے حملہ کیا ہے۔ رؤیا میں مجھے یاد آتا ہے کہ کسی سابق نبی کی کوئی پیشگوئی ہے یا خود میری کوئی پیشگوئی ہے اس میں اس واقعہ کی خبر پہلے سے دی گئی تھی اور تمام نقشہ بھی بتایا گیا تھا کہ جب وہ موعود اس مقام سے دوڑے گا تو اس اس طرح دوڑے گا۔ اور پھر فلاں فلاں جگہ جائیگا۔ چنانچہ رؤیا میں جہاں میں پہنچا ہوں وہ مقام اس پہلی پیشگوئی کے عین مطابق ہے۔ اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ پیشگوئی میں اس امر کا بھی ذکر ہے کہ ایک خاص رستہ ہے جسے میں اختیار کرونگا۔ اور اس راستہ کے اختیار کرنے کی وجہ سے دنیا میں بہت اہم تغیرات ہونگے۔ اور دشمن مجھے گرفتار کرنے میں ناکام رہے گا۔ چنانچہ جب میں یہ خیال کرتا ہوں تو اس مقام پر مجھے کئی ایک پک ڈنڈیاں نظر آتی ہیں جن میں سے کوئی کسی طرف جاتی ہے اور کوئی کسی طرف۔ میں ان پک ڈنڈیوں کے بالمقابل دوڑتا چلا گیا ہوں تا معلوم کروں۔ کہ پیشگوئی کے مطابق مجھے کس راستہ پر جانا چاہیے۔ اور میں اپنے دل میں یہ خیال کرتا ہوں کہ مجھے تو یہ معلوم نہیں کہ میں نے کس راستہ سے جانا ہے۔ اور میرا کس راستہ سے جانا خدائی پیشگوئی کے مطابق ہے۔ ایسا نہ ہو میں غلطی سے کوئی ایسا راستہ اختیار کر لوں۔ جس کا پیشگوئی میں ذکر نہیں۔ اس وقت میں اس سڑک کی طرف جا رہا ہوں جو سب کے آخر میں بائیں طرف ہے۔ اس وقت میں دیکھتا ہوں۔ کہ مجھ سے کچھ فاصلہ پر میرا ایک اور ساتھی ہے اور مجھے آواز دیکر کہتا ہے کہ اس سڑک پر نہیں۔ دوسری سڑک پر جائیں۔ اور میں اسکے کہنے پر اس سڑک کی طرف جو بہت دور ہٹ کر ہے واپس لوٹتا ہوں۔ وہ جس سڑک کی طرف مجھے آوازیں دے رہا ہے۔ انتہائی دائیں طرف ہے۔ اور جس سڑک کو میں نے اختیار کیا تھا وہ انتہائی بائیں طرف تھی۔ پس چونکہ میں انتہائی بائیں طرف تھا اور جس طرف وہ مجھے بلا رہا تھا۔ وہ انتہائی دائیں طرف تھی۔ اسلئے میں لوٹ کر اس سڑک کی طرف چلا۔ مگر جس وقت میں پیچھے کی طرف واپس ہٹا۔ ایسا معلوم ہوا کہ میں کسی زبردست طاقت کے قبضہ میں ہوں۔ اور اس زبردست طاقت نے مجھے پکڑ کر درمیان میں سے گزرنے والی ایک پک ڈنڈی پر چلا دیا۔ میرا ساتھی مجھے آوازیں دیتا چلا جاتا ہے کہ اس طرف نہیں، اس طرف۔ مگر میں اپنے آپکو بالکل بے بس پاتا ہوں۔ اور درمیانی پک ڈنڈی پر بھاگتا چلا جاتا ہوں۔ جب میں تھوڑی دور چلا تو مجھے وہ نشانات نظر آنے لگے۔ جو پیشگوئی میں بیان کئے گئے تھے۔ اور میں کہتا ہوں۔ میں اسی راستہ پر آ گیا جو خدا تعالیٰ نے پیشگوئی میں بیان فرمایا تھا۔ اس وقت رؤیا میں میں اسکی کچھ توجیہہ بھی کرتا ہوں کہ میں درمیانی پک ڈنڈی پر جو چلا ہوں تو اسکا کیا مطلب ہے۔ چنانچہ جس وقت میری آنکھ کھلی معاً مجھے خیال آیا کہ دایاں اور بایاں راستہ جو رؤیا میں دکھایا گیا ہے۔ اس میں بائیں رستہ سے مراد خالص دنیوی کوششیں

اور تدبیریں ہیں اور دائیں رستہ سے مراد خالص دینی طریق دعا اور عبادتیں وغیرہ ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ ہماری جماعت کی ترقی درمیانی راستے پر چلنے سے ہوگی۔ یعنی کچھ تدبیریں اور کوششیں ہونگی اور کچھ دعائیں اور تقدیریں ہونگی۔ اور پھر یہ بھی میرے ذہن میں آیا کہ دیکھو قرآن شریف نے امت محمدیہ کو امۃً وسطاً قرار دیا ہے۔ اس وسطی راستہ پر چلنے کے یہی معنے ہیں کہ یہ امت اسلام کا کامل نمونہ ہوگی۔ اور چھوٹی پگ ڈنڈی کی یہ تعبیر ہے کہ درمیانی راستہ گو درست راستہ ہے مگر اس میں مشکلات بھی ہوتی ہیں۔

غرض میں اس راستہ پر چلنا شروع ہوا۔ اور مجھے یوں معلوم ہوا کہ دشمن بہت پیچھے رہ گیا ہے۔ اتنی دور کہ نہ اس کے قدموں کی آہٹ سنائی دیتی ہے اور نہ اسکے آنیکا کوئی امکان پایا جاتا ہے۔ مگر ساتھ ہی میرے ساتھیوں کے پیروں کی آہٹیں بھی کمزور ہوتی چلی جاتی ہیں۔ اور وہ بھی بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔ مگر میں دوڑتا چلا جاتا ہوں۔ اور زمین میرے پیروں کے نیچے سمٹتی چلی جارہی ہے۔ اس وقت میں کہتا ہوں کہ اس واقعہ کے متعلق جو پیشگوئی تھی۔ اس میں یہ بھی بتایا گیا تھا کہ اس رستہ کے بعد پانی آئیگا اور اس پانی کو عبور کرنا بہت مشکل ہوگا۔ اس وقت میں رستے پر چلتا تو چلا جاتا ہوں۔ مگر ساتھ ہی کہتا ہوں۔ وہ پانی کہاں ہے؟ جب میں نے کہا وہ پانی کہاں ہے تو یکدم میں نے دیکھا کہ میں ایک بہت بڑی جھیل کے کنارے پر کھڑا ہوں۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس جھیل کے پار ہو جانا پیشگوئی کے مطابق ضروری ہے۔ میں نے اس وقت دیکھا کہ جھیل پر کچھ چیزیں تیر رہی ہیں۔ وہ ایسی لمبی ہیں جیسے سانپ ہوتے ہیں اور ایسی باریک اور ہلکی چیزوں سے بنی ہوئی ہیں جیسے بیے وغیرہ کے گھونسلے نہایت باریک تنکوں کے ہوتے ہیں۔ وہ اوپر سے گول ہیں جیسے اژدھا کی پیٹھ ہوتی ہے اور رنگ ایسا ہے جیسے بیے کے گھونسلے سے سفیدی، زردی اور خاکی رنگ ملا ہوا۔ وہ پانی پر تیر رہی ہیں۔ اور انکے اوپر کچھ لوگ سوار ہیں جو انکو چلا رہے ہیں۔

خواب میں میں سمجھتا ہوں۔ یہ بت پرست قوم ہے اور یہ چیزیں جن پر یہ لوگ سوار ہیں، انکے بت ہیں اور یہ سال میں ایک دفعہ اپنے بتوں کو نہلاتے ہیں اور اب بھی یہ لوگ اپنے بتوں کو نہلانے کی غرض سے مقررہ گھاٹ کی طرف لے جارہے ہیں۔ جب مجھے اور کوئی چیز پار لے جانے کیلئے نظر نہ آئی تو میں نے زور سے چھلانگ لگائی اور ایک بت پر سوار ہوگیا۔ تب میں نے سنا کہ بتوں کے پجاری زور زور سے مشرکانہ عقائد کا اظہار منتروں اور گیتوں کے ذریعہ سے کرنے لگے۔ اس پر میں نے دل میں کہا کہ اس وقت خاموش رہنا غیرت کے خلاف ہے اور بڑے زور زور سے میں نے توحید کی دعوت ان لوگوں کو دینی شروع کی اور شرک کی برائیاں بیان کرنے لگا۔ تقریر کرتے ہوئے مجھے یوں معلوم ہوا کہ میری زبان اردو نہیں بلکہ عربی ہے۔ چنانچہ میں عربی میں بول رہا ہوں۔ اور بڑے زور سے تقریر کررہا ہوں۔ رؤیا میں ہی مجھے خیال آتا ہے کہ ان لوگوں کی زبان تو عربی نہیں۔ یہ میری باتیں کس طرح سمجھیں گے۔ مگر میں محسوس کرتا ہوں کہ گوانکی زبان کوئی اور ہے مگر یہ میری باتیں خوب سمجھتے ہیں۔ چنانچہ میں اسی طرح انکے سامنے عربی میں تقریر کررہا ہوں۔ اور تقریر کرتے کرتے بڑے زور سے ان کو کہتا ہوں کہ تمہارے یہ بت اس پانی میں غرق کیے جائیں گے۔ اور خدائے واحد کی حکومت دنیا میں قائم کی جائے گی۔ ابھی میں یہ تقریر کر ہی رہا تھا کہ مجھے معلوم ہوا کہ اسی کشتی نما بت والا جس پر میں سوار ہوں یا اسکے ساتھ کے بت والا بت پرستی کو چھوڑ کر میری باتوں پر ایمان لے آیا ہے۔ اور موحد ہوگیا ہے۔ اسکے بعد اثر بڑھنا شروع ہوا اور ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا۔ اور تیسرے کے بعد چوتھا اور چوتھے کے بعد پانچواں شخص میری باتوں پر ایمان لاتا مشرکانہ باتوں کو ترک کرتا اور مسلمان ہوتا چلا جاتا ہے۔ اتنے میں ہم جھیل پار کرکے دوسری طرف پہنچ گئے۔ جب ہم جھیل کے دوسری طرف پہنچ گئے۔ تو میں انکو حکم دیتا ہوں کہ ان بتوں کو جیسا کہ پیشگوئی میں بیان کیا گیا تھا۔ پانی میں غرق کردیا جائے۔ اس پر جو لوگ موحد ہوچکے ہیں وہ بھی اور جو ابھی موحد تو نہیں ہوئے مگر ڈھیلے پڑ گئے ہیں۔ میرے سامنے جاتے ہیں اور میرے حکم کی تعمیل میں اپنے بتوں کو جھیل میں غرق کردیتے ہیں۔ اور میں خواب میں حیران ہوں کہ یہ تو کسی تیرنے والے مادے کے بنے ہوئے تھے۔ یہ اس آسانی سے جھیل کی تہہ میں کس طرح چلے گئے۔ صرف پجاری پکڑ کر ان کو پانی میں غوطہ دیتے ہیں اور وہ پانی کی گہرائی میں جاکر بیٹھ جاتے ہیں۔ اسکے بعد میں کھڑا ہوگیا اور پھر انہیں تبلیغ کرنے لگ گیا۔ کچھ لوگ تو ایمان لاچکے تھے۔

مگر باقی قوم جو ساحل پر تھی۔ ابھی ایمان نہیں لائی تھی۔ اسلئے میں نے انکو تبلیغ کرنی شروع کردی۔ یہ تبلیغ میں انکو عربی زبان میں ہی کرتا ہوں۔ جب میں انہیں تبلیغ کررہا ہوں تاکہ وہ لوگ بھی اسلام لے آئیں تو یکدم میری حالت میں تغیر پیدا ہوتا ہے اور مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اب میں نہیں بول رہا بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اِلہامی طور پر میری زبان پر باتیں جاری کی جارہی ہیں جیسے خطبہ اِلہامیہ تھا۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کی زبان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جاری ہوا۔ غرض میرا کلام اس وقت بند ہوجاتا ہے اور خدا تعالیٰ میری زبان سے بولنا شروع ہوجاتا ہے۔ بولتے بولتے میں بڑے زور سے ایک شخص کو جو غالباً سب سے پہلے ایمان لایا تھا۔ غالباً کا لفظ میں نے اسلئے کہا کہ مجھے یقین نہیں کہ وہی شخص پہلے ایمان لایا ہو۔ ہاں غالب گمان یہی ہے کہ وہی شخص پہلا ایمان لانے والا یا پہلے ایمان لانے والوں میں سے با اثر اور مفید وجود تھا۔ بہرحال میں یہی سمجھتا ہوں کہ وہ سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں سے ہے اور میں نے اس کا اسلامی نام عبدالشکور رکھا ہے۔ میں اسکو مخاطب کرتے ہوئے بڑے زور سے کہتا ہوں کہ جیسا کہ پیشگوئیوں میں بیان کیا گیا ہے۔ میں اب آگے جاؤں گا۔ اسلئے اے عبدالشکور تجھ کو میں اس قوم میں اپنا نائب مقرر کرتا ہوں۔ تیرا فرض ہوگا کہ میری واپسی تک اپنی قوم میں توحید کو قائم کرے اور شرک کو مٹا دے اور تیرا فرض ہوگا کہ اپنی قوم کو اسلام کی تعلیم پر عامل بنائے۔ میں واپس آکر تجھ سے حساب لوں گا۔ اور دیکھوں گا کہ تجھے میں نے جن فرائض کی سرانجام دہی کیلئے مقرر کیا ہے۔

ان کوتو نے کہاں تک ادا کیا ہے۔ اسکے بعد وہی اِلہامی حالت جاری رہتی ہے اور میں اسلام کی تعلیم کے اہم امور کی طرف اسے توجہ دلاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ تیرا فرض ہوگا کہ ان لوگوں کو سکھائے کہ اللہ ایک ہے اور محمد ﷺ اسکے بندہ اور رسول ہیں۔ اور کلمہ پڑھتا ہوں۔ اور اسکے سکھانے کا اسے حکم دیتا ہوں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے کی اور آپکی تعلیم پر عمل کرنے کی اور سب لوگوں کو اس ایمان کی طرف بلانے کی تلقین کرتا ہوں۔ جس وقت میں یہ تقریر کر رہا ہوں (جو خود اِلہامی ہے) یوں معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو میری زبان سے بولنے کی توفیق دی ہے اور آپ فرماتے ہیں۔" اَنَا مُحَمَّدٌ عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ" اسکے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر پر بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ اور آپؑ فرماتے ہیں۔'' اَنَا الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ ''اسکے بعد میں انکو اپنی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ چنانچہ اس وقت میری زبان پر جو فقرہ جاری ہوا۔ وہ یہ ہے۔" وَ اَنَا الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ مَثِیْلُہٗ وَ خَلِیْفَتُہٗ" اور میں بھی مسیح موعود ہوں۔ یعنی اس کا مثیل اور اس کا خلیفہ ہوں۔

تب خواب میں ہی مجھ پر ایک رعشہ کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے اور میں کہتا ہوں کہ میری زبان پر کیا جاری ہوا۔ اور اس کا کیا مطلب ہے کہ میں مسیح موعود ہوں۔ اس وقت معاً میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ اسکے آگے جو الفاظ ہیں کہ مَثِیْلُہٗ میں اس کا نظیر ہوں۔ وَ خَلِیْفَتُہٗ اور اُس کا خلیفہ ہوں۔ یہ الفاظ اس سوال کو حل کر دیتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے اِلہام کہ وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ اس کے مطابق اور اسے پورا کرنے کیلئے یہ فقرہ میری زبان پر جاری ہوا ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ اس کا مثیل ہونے اور اس کا خلیفہ ہونے کے لحاظ سے ایک رنگ میں میں بھی مسیح موعودؑ ہی ہوں۔ کیونکہ جو کسی کا نظیر ہوگا اور اسکے اخلاق کو اپنے اندر لے لیگا۔ وہ ایک رنگ میں اس کا نام پانے کا مستحق بھی ہوگا۔ پھر میں تقریر کرتے ہوئے کہتا ہوں میں وہ ہوں جسکے ظہور کیلئے اُنیس سو سال سے کنواریاں منتظر بیٹھی تھیں۔ اور جب میں کہتا ہوں'' میں وہ ہوں جس کیلئے اُنیس سو سال سے کنواریاں اِس سمندر کے کنارے پر انتظار کر رہی تھیں'' تو میں نے دیکھا کہ کچھ نوجوان عورتیں اور جو سات یا نو ہیں۔ جنکے لباس صاف ستھرے ہیں دوڑتی ہوئی میری طرف آتی ہیں۔ مجھے السلام علیکم کہتی ہیں اور ان میں سے بعض برکت حاصل کرنے کیلئے میرے کپڑوں پر ہاتھ پھیرتی ہیں اور کہتی ہیں'' ہاں ہاں ہم تصدیق کرتی ہیں کہ ہم اُنیس سو سال سے آپکا انتظار کر رہی تھیں'' اِسکے بعد میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ میں وہ ہوں جسے علوم اسلام اور علوم عربی اور اس زبان کا فلسفہ ماں کی گود میں اُسکی دونوں چھاتیوں سے دودھ کیساتھ پلائے گئے تھے۔ رؤیا میں جو ایک سابق پیشگوئی کی طرف مجھے توجہ دلائی گئی تھی۔ اس میں یہ بھی خبر تھی کہ جب وہ موعود بھاگے گا۔ تو ایک ایسے علاقہ میں پہنچے گا جہاں ایک جھیل ہوگی اور جب وہ اس جھیل کو پار کر کے دوسری طرف جائے گا تو وہاں ایک قوم ہوگی جسکو وہ تبلیغ کریگا اور وہ اسکی تبلیغ سے متأثر ہو کر مسلمان ہو جائیگی۔ تب وہ دشمن جس سے وہ موعود بھاگے گا۔ اس قوم سے مطالبہ کریگی کہ اس شخص کو ہمارے حوالے کیا جائے مگر وہ قوم انکار کر دیگی اور کہے گی ہم لڑ کر مر جائیں گے مگر اسے تمہارے حوالے نہیں کریں گے۔ چانچہ خواب میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ جرمن قوم کی طرف سے مطالبہ ہوتا ہے کہ تم انکو ہمارے حوالے کر دو۔ اس وقت میں خواب میں کہتا ہوں یہ تو بہت تھوڑے ہیں اور دشمن بہت زیادہ ہے مگر وہ قوم باوجود اسکے کہ ابھی ایک حصہ اس کا ایمان نہیں لایا۔ بڑے زور سے اعلان کرتی ہے کہ ہم ہرگز انکو تمہارے حوالے کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ ہم لڑ کر فنا ہو جائیں گے مگر تمہارے اس مطالبہ کو تسلیم نہیں کریں گے تب میں کہتا ہوں۔ دیکھو وہ پیشگوئی بھی پوری ہوگئی۔ اسکے بعد میں پھر انکو ہدایتیں دیکر اور بار بار توحید قبول کرنے پر زور دیکر اور اسلامی تعلیم کے مطابق زندگی بسر کرنے کی تلقین کر کے آگے کسی اور مقام کی طرف روانہ ہو گیا ہوں۔ اس وقت میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس قوم میں سے اور لوگ بھی جلدی جلدی ایمان لانے والے ہیں۔ چنانچہ اسی لئے میں اس شخص سے جسے میں نے اس قوم میں اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے۔ کہتا ہوں جب میں واپس آؤں گا تو اے عبدالشکور میں دیکھوں گا۔ کہ تیری قوم شرک کو چھوڑ چکی ہے۔ موحد ہو چکی ہے۔ اور اسلام کے تمام احکام پر کاربند ہو چکی ہے۔'' (الموعود بحوالہ انوار العلوم جلد ۱۷ صفحات ۵۵۲ تا ۵۵۹)

خواب دیکھنے کے بعد کے بیانات۔ خلیفہ ثانی صاحب ۵۔۶۔ جنوری ۱۹۴۴ء کی درمیانی رات خواب دیکھنے کے بعد ۲۸۔ جنوری ۱۹۴۴ء کے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں۔

(۶)''لوگوں نے کہا اور بار بار کہا کہ آپکی ان پیشگوئیوں کے بارے میں کیا رائے ہے مگر میری یہ حالت تھی کہ میں نے سنجیدگی سے ان پیشگوئیوں کو پڑھنے کی بھی کوشش نہیں کی اس خیال سے کہ میرا نفس مجھے کوئی دھوکہ نہ دے اور میں اپنے متعلق کوئی ایسا خیال نہ کر لوں جو واقعہ کے خلاف ہو۔'' (الفضل یکم فروری ۱۹۴۴ء صفحہ ۵ کالم ۲)

عزیزم ورک صاحب! خاکسار نے خواب دیکھنے سے پہلے خلیفہ ثانی کے جو بیانات درج کیے ہیں اُن سے بالکل عیاں ہے کہ خواب دیکھنے کے بعد جس نفس سے بچنے کی خلیفہ ثانی بات کر رہے ہیں وہ نفس تو اُن پر خلیفہ بننے کے بعد مکمل طور پر غلبہ پا چکا تھا اور اُن میں یہ شدید خواہش پیدا کر چکا تھا کہ لوگ کسی طرح یہ پیشگوئی مجھ پر چسپاں کر دیں۔ اور اس غرض کو پورا کرنے کیلئے آپ نے بیانات کے ذریعہ ہر قسم کا مواد لوگوں کے آگے رکھ دیا تا کہ اُنہیں اس پیشگوئی کو آپ پر چسپاں کرنے میں کوئی دقت محسوس نہ ہو۔ اسی خطبہ جمعہ میں آپ فرماتے ہیں۔

(۷)''آج میں نے پہلی دفعہ وہ تمام پیشگوئیاں منگوا کر اس نیت سے دیکھیں کہ میں ان پیشگوئیوں کی حقیقت کو سمجھوں اور دیکھوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں کیا کچھ بیان فرمایا ہے۔'' (الفضل یکم فروری ۱۹۴۴ء صفحہ ۵ کالم ۲)

جون ۱۹۳۷ء میں خلیفہ ثانی صاحب چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کو خط میں فرماتے ہیں کہ ''جہاں تک میں نے اِن پیشگوئیوں پر غور کیا ہے تو نوے (۹۰) فیصدی باتیں میرے زمانہ خلافت کی کامیابیوں سے تعلق رکھتی ہیں''۔ جنوری ۱۹۴۴ء میں خواب دیکھنے کے بعد دعویٰ کرتے وقت خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں۔ ''آج میں نے پہلی دفعہ وہ تمام پیشگوئیاں منگوا کر اس نیت سے دیکھیں کہ میں ان پیشگوئیوں کی حقیقت کو سمجھوں اور دیکھوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں کیا کچھ بیان فرمایا ہے۔'' عزیز م ورک صاحب۔ آپ محمود ثانی صاحب سے پوچھیں کہ خلیفہ ثانی کے اِن دو متضاد بیانات میں سے کونسا سچا ہے اور کونسا جھوٹا۔؟

خلیفہ ثانی کے بیانات کے پس پردہ اُنکی مخفی خواہش۔ عزیز م ورک صاحب! خلیفہ ثانی کے متذکرہ بالا بیانات سے ظاہر ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود ہوش سنبھالتے ہی آپ کے اعصاب پر سوار تھی۔ پھر خلیفہ بننے کے بعد ۱۹۴۴ء تک جماعتی خدمات اس رنگ میں سرانجام دیتے رہے تا کہ بعد ازاں اِن کامیابیوں کی بنیاد پر لوگ اُنہیں اِنکے دعوے کے بغیر ہی پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق قرار دیدیں۔ اور عجیب بات ہے کہ جب شیطان کی آنت کی طرح ایک طویل اور مبہم خواب کی بنیاد پر دعویٰ مصلح موعود کرنے لگے تو فرماتے ہیں۔ ''آج میں نے پہلی دفعہ وہ تمام پیشگوئیاں منگوا کر اس نیت سے دیکھیں کہ میں ان پیشگوئیوں کی حقیقت کو سمجھوں اور دیکھوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں کیا کچھ بیان فرمایا ہے۔''

جناب محمود ثانی صاحب۔ خلیفہ صاحب کے اِن تمام بیانات کو یکجائی طور پر دیکھ کر آپ خود اندازہ کر لیں کہ خلیفہ ثانی کے بیانات میں کتنا تضاد تھا اور یہ تضاد ہی اُنکے دعویٰ مصلح موعود کے جھوٹا ہونے کی چغلی کھا رہا ہے۔ دعویٰ مصلح موعود سے پہلے جس اِنسان کے پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق اِیسے وِچار ہوں تو پھر ایسے اِنسان کا مندرجہ بالا خواب (بلی کو چھچھڑوں کے خواب) کی طرح کا کوئی خواب دیکھ لینا نہ صرف ممکن ہے بلکہ وہ ایسا خواب ضرور دیکھے گا ۔ مومن کی فراست ہو تو کافی ہے اِشارہ

خلیفہ ثانی کے خواب کی حقیقت۔ عزیز م ورک صاحب۔ خلیفہ ثانی صاحب کی متذکرہ بالا خواب میں یا بقول اُنکے جو اُنہیں اِلہام ہوا تھا اس میں اس بات کا کوئی ایسا اِشارہ نہیں پایا جاتا جس سے یہ قطعی طور پر ظاہر ہو کہ اللہ تعالیٰ نے خواب بین کو حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی دعا کی قبولیت کے نتیجہ میں موعود زکی غلام بنایا ہے۔ یا کم از کم خواب میں خواب بین کا کوئی ایسا فعل ظاہر نہیں ہوا جس سے پتہ چلے کہ اللہ تعالیٰ نے خواب بین کو محض اپنے فضل سے یا حضورؑ کی دعا کے نتیجہ میں بطور خاص موعود غلام کی بنیادی صفت ''زکی'' کے مطابق پاک اور نیک بنایا ہے۔ طویل خواب کا مطالعہ کرنے سے یہ ایک بے مقصد اور مہمل سی خواب لگتی ہے اور پھر خواب سے پہلے اور خواب کے بعد خلیفہ ثانی کے بیانات کا جائزہ لینے کے بعد قاری کو خواب کے نفسانی ہونے کا صرف شبہ ہی نہیں بلکہ اس کا قطعی یقین بھی ہو جاتا ہے۔

عزیز م ورک صاحب! خاکسار نے مضمون کے آغاز میں ''فَیَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ'' کی تشریح کے وقت یہ کہا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے الفاظ میں حکیمانہ رنگ میں آئندہ نازل ہونیوالے مسیح کے متعلق اُسکی شادی اور اولاد کا ذکر فرما کر اُس کا سابقہ مسیح ناصری سے فرق ظاہر فرمایا تھا اور آنحضرت ﷺ کے الفاظ ''فَیَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ'' کے معنی ''پس وہ شادی کرے گا اور اُس کی اولاد ہوگی'' ہیں۔ صرف شادی اور اولاد کا ذکر ہے۔ لیکن آنحضرت ﷺ کے مقدس الفاظ کی معنوی تحریف کرتے ہوئے خلیفہ ثانی صاحب نے اپنے پاس سے ''خاص اولاد'' کا اضافہ کر لیا جبکہ آنحضرت ﷺ کے الفاظ کے معنی ''خاص اولاد'' نہیں ہیں۔ اب جیسا کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب مورخہ جون۔ جولائی ۱۹۰۸ء کے رسالہ تشحیذ لاذہان میں بذات خود اقرار کرتے ہیں کہ حضورؑ کے ۱۹۰۸ء میں موجود لڑکے جن میں وہ خود بھی شامل تھے زکی غلام مسیح الزماں یعنی پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں نہیں آتے یا بالفاظ دیگر اس اِلہامی پیشگوئی کے مصداق نہیں بن سکتے۔ اب ''خاص اولاد'' کا مطلب تو اِنتہائی پاک اور نیک اولاد ہوتا ہے۔ یہاں پر ہم دیکھتے ہیں کہ خلیفہ صاحب جون۔ جولائی ۱۹۰۸ء میں یہ اقرار کر کے کہ میں پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق نہیں ہو سکتا پھر ۱۹۴۴ء میں ایک طویل اور بے سرو پا خواب کو بنیاد بنا کر ایک جھوٹا دعویٰ مصلح موعود کر دیتے ہیں۔ عزیز م ورک صاحب۔ آپ محمود ثانی سے پوچھیں کہ کیا ''خاص اولاد'' کے یہی کام ہوتے ہیں جو خلیفہ ثانی صاحب نے کیے تھے۔؟۔۔۔ اِنا للہ و اِنا اِلیہ راجعون

جھوٹے ملہم کیلئے قرآن مجید میں وعید۔ عزیز م ورک صاحب۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں آنحضرت ﷺ کے ذکر میں فرماتا ہے۔

''وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِیْلِ٥ لَاَخَذْ نَا مِنْہُ بِالْیَمِیْنِ٥ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْہُ الْوَتِیْنَ٥ فَمَا مِنْکُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْہُ حٰجِزِیْنَ٥'' (سورۃ الحاقہ آیات نمبر ۴۵ تا ۴۸) ترجمہ۔ اور اگر یہ شخص (محمد ﷺ) ہماری طرف جھوٹا اِلہام منسوب کر دیتا، خواہ ایک ہی ہوتا۔ تو ہم یقیناً اِس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے۔ اور اِس کی رگ جان کاٹ دیتے۔ اور اِس صورت میں تم میں سے کوئی نہ ہوتا جو اِسے درمیان میں حائل ہو کر (خدا کی پکڑ سے) بچا سکتا۔ (ترجمہ از تفسیر صغیر)

اِن آیاتِ اِلٰہی کی روشنی میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ جھوٹے مدعی اِلہام کے متعلق فرماتے ہیں:۔

''اِسی وجہ سے میں بار بار کہتا ہوں کہ صادق کیلئے آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ نہایت صحیح پیمانہ ہے اور ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر اور خدا پر اِفترا کر کے آنحضرت ﷺ کے زمانہ نبوت کے موافق یعنی تیئیس (۲۳) برس تک مہلت پا سکے ضرور ہلاک ہوگا۔'' (اربعین نمبر ۴ (دسمبر ۱۹۰۰ء) بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۳۴)

عزیزم ورک صاحب! واضح رہے کہ صادقوں کو مخالفین اور کفار اَیذ یتیں دیا کرتے ہیں بلکہ بعض اوقات اُنکے ہاتھوں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول اور مصلحین شہید بھی ہوئے ہیں۔ لیکن دنیائے مذہب میں ہمیں کسی ایک صادق کی بھی ایسی مثال نہیں ملتی کہ کفار کے ہاتھوں اُسکی شہ رگ قطع ہوئی ہو۔ جھوٹے مدعی اِلہام کی شہ رگ کا قطع ہو جانا اُسکے مفتری ہونے کا واضح ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ایسے لوگوں کیلئے یہ سزا مقرر کر چھوڑی ہے اور اِس سے کسی بھی متقی مسلمان کو مَفَر نہیں۔ اب قرآن مجید کی روشنی میں زکی غلام سے متعلق مبشر اِلہامات (جن کا ذکر آگے آئے گا) سے یہ حقیقت اظہر من الشّمس ہے کہ خلیفہ ثانی نے حلف اُٹھا کر جو دعویٰ مصلح موعود کیا تھا وہ دعویٰ قطعی طور پر ایک جھوٹا دعویٰ تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا خلیفہ ثانی مفتری علیٰ اللہ کے متعلق اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ سزا کی زد میں آئے تھے یا کہ نہیں۔؟ خاکسار یہاں عرض کرتا ہے کہ متذکرہ بالا قطع وتین کا یہ قرآنی فرمان اپنی قہری تجلی کیساتھ خلیفہ ثانی کی ذات میں پورا ہوا اور تاریخ احمدیت میں یہ ایک ایسا منفرد واقعہ ہے جس سے کسی احمدی کیلئے اِنکار ممکن نہیں۔ خلیفہ ثانی کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کے دس سال بعد یعنی دس (۱۰) مارچ ۱۹۵۴ء کے دن آیاتِ مذکورہ بالا کی وعید جس طرح پوری ہوئی اُسکی تفصیل مولوی ابُو العطاء صاحب جالندھری مدیر ''الفرقان'' کے الفاظ میں درج ذیل ہے۔ آپ لکھتے ہیں:۔

خلیفہ ثانی کی شہ رگ پر قاتلانہ حملہ۔ ''مورخہ ۱۰۔ مارچ ۱۹۵۴ء بروز بدھ قریباً پونے چار بجے مسجد مبارک ربوہ میں نماز عصر پڑھا کر ہمارے امام ہمام حضرت امیر المومنین مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایدہ اللہ بنصرہٖ واپس تشریف لے جا رہے تھے کہ محراب کے دروازہ پر اچانک ایک اجنبی نوجوان (مُسَمّٰی عبد الحمید ولد منصب دار قوم جٹ چک نمبر ۲۲۰ جج والا تھانہ صدر لائلپور (فیصل آباد) سابقہ وطن تھانہ کرتار پور تحصیل وضلع جالندھر) نے پیچھے سے جھپٹ کر آپ پر چاقو سے حملہ کر دیا۔ چاقو کا یہ وار حضور ایدہ اللہ بنصرہٖ کی گردن پر شہ رگ کے قریب دائیں طرف پڑا جس سے گہرا گھاؤ پڑ گیا۔ **(دراصل چاقو کا یہ وار گردن پر شہ رگ کے قریب نہیں پڑا تھا بلکہ اس سے شہ رگ قطع ہوگئی تھی۔ اِسکی تفصیل آگے آئے گی۔ ناقل)** حملہ آور نے دوسرا وار بھی کیا مگر محمد اقبال صاحب محافظ کے درمیان میں آ جانے کے باعث اِس مرتبہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہٖ کی بجائے چاقو اُسے جا لگا اور وہ زخمی ہو گیا۔ نمازیوں نے حملہ آور کو پکڑنے کی کوشش کی اور کافی جدوجہد کے بعد اُسے قابو میں لایا گیا اور اس کوشش میں بعض دوسرے بھی زخمی ہوئے۔۔۔۔ حضرت امام جماعت احمدیہ زخم لگنے کے فوراً بعد بہتے خون کیساتھ چند احباب کے سہارے سے اپنے مکان میں تشریف لے گئے۔ خون کو ہاتھ سے روکنے کی پوری کوشش کے باوجود تمام راستہ میں اور سیڑھیوں پر خون مسلسل بہتا گیا، جس سے حضور کے تمام کپڑے، کوٹ، مفلر، سویٹر، قمیض، دو بنیانیں اور شلوار خون سے تربتر ہو گئے۔ حضور کیساتھ چلنے والے بعض خدام کے کپڑوں پر بھی **مظلوم امام** کے **مقدس خون** کے قطرات گرے (خاکسار اُبو العطا کے کوٹ، پاجامہ اور پگڑی پر بھی اس پاک خون کے قطرات پڑے ہیں) مکان پر پہنچ کر اِبتدائی مرہم پٹی جناب ڈاکٹر صاحبزادہ منور احمد صاحب ایم بی بی ایس اور جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے کی۔ اور زخم کو صاف کر کے اور ٹانکے لگا کر سی دیا۔ اِبتداء میں یہ خیال تھا کہ زخم پون انچ گہرا اور تین انچ چوڑا ہے۔ لیکن جب رات کو لاہور سے مشہور سرجن جناب ڈاکٹر ریاض قدیر صاحب تشریف لائے اور اُنہوں نے زخم کی حالت دیکھ کر ضروری سمجھا کہ ٹانکے کھول کر پوری طرح مُعائنہ کیا جائے تو معلوم ہوا کہ زخم بہت زیادہ خطرناک اور سوا دو انچ گہرا اور شاہ رگ کے بالکل قریب تک پہنچا ہوا ہے۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے اپنی خداداد مہارت سے کام لے کر قریباً سوا گھنٹہ لگا کر زخم کا آپریشن کیا اور اندر کی شریانوں کا منہ بند کر کے باہر ٹانکے لگا دیئے۔۔۔۔'' (تاریخ احمدیت جلد ۷ اصفحات ۲۳۰ تا ۲۳۱)

زخم شہ رگ کے قریب تھا یا کہ قطع وتین ہوگئی تھی۔؟ چاقو کا یہ زخم کافی لمبا اور گہرا تھا لیکن بعد ازاں دھیرے دھیرے یہ زخم وقت کیساتھ جلد مندمل ہوتا گیا۔ زخم کے مندمل ہو جانے کے باوجود خلیفہ صاحب ہمہ وقت بے چین رہتے تھے۔ حملہ کے ایک سال بعد اُنہوں نے اپنا مکمل چیک اَپ کروانے کیلئے یورپ جانے کا فیصلہ کیا۔ بعد ازاں یورپ میں زیورچ، ہمبرگ اور لندن کے چوٹی کے سرجنوں نے اِن کے زخم کا اِنتہائی جدید ایکس ریز کیساتھ تفصیلی معائنہ کیا۔ جیسا کہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی کتاب کے درج ذیل حوالہ سے ظاہر ہے:۔

"He was examined very thoroughly by top experts in Zurich,Hamburg and London with such assistance as could be drawn from X-ray impressions,etc., and the unanimous conclusion was that the point of the knife had broken at the jugular vein and was embedded in it.The expert advice was that no attempt should be made to extricate it as the risk to his life involved in any such operation was too serious to be worth taking."(Ahmadiyyat,*the renaissance of Islam*-page No 332 / Tabshir Publications/1978)

''تینوں بڑے شہروں زیورچ، ہمبرگ اور لندن کے ماہر سرجنوں کی ایکس ریز کے ذریعے اُن کا معائنہ کرنے کے بعد متفقہ رائے یہ تھی کہ چاقو کے بلیڈ کی نوک ٹوٹ کر شہ رگ میں

دھنس گئی ہے۔ ماہرین کی یہ رائے تھی کہ اگر ٹوٹی ہوئی نوک شہ رگ سے نکالنے کی کوشش کی گئی تو مریض کی زندگی کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہے'' ۔لہٰذا اُنہوں نے شہ رگ میں دھنسی ہوئی یہ چاقو کی نوک نہیں نکالی۔ بعدازاں دن بدن خلیفہ ثانی کی صحت گرتی گئی۔ فالج بھی ہوگیا۔ شہ رگ پر حملے کے گیارہ سال آٹھ ماہ تکلیف میں گزار کر بالآخر ۸۔نومبر ۱۹۶۵ء کو وہ فوت ہوگئے۔ آگے جانے سے پہلے رسالہ اربعین ہی سے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا ایک اور ارشاد یہاں نقل کیا جاتا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

''اور قرآن شریف میں صدہا جگہ اِس بات کو پاؤ گے کہ خدا تعالیٰ مفتری علی اللہ کو ہرگز سلامت نہیں چھوڑتا اور اِسی دنیا میں اِس کو سزا دیتا ہے اور ہلاک کرتا ہے۔'' (اربعین بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۳۴)

جیسا کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ کوئی بھی مفتری علی اللہ (جھوٹا مدعیٔ اِلہام) آنحضرت ﷺ کی طرح دعویٰ کے بعد تیئیس (۲۳) سال کا زمانہ نہیں پاسکتا۔ اِسی طرح حضورؑ یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ مفتری علی اللہ کو اللہ تعالیٰ نہ صرف ہلاک کرتا ہے بلکہ اسے سزا بھی دیتا ہے۔ اگر کوئی محمودی یہ اعتراض کرے کہ خلیفہ ثانی اِس حملے کے نتیجہ میں فوت نہیں ہوئے تھے۔؟ تو جواباً عرض ہے (اولاً) اگر کسی جھوٹے شخص کی شہ رگ کاٹ کر اللہ تعالیٰ اُسے موقعہ پر ہی ہلاک کردے تو اِس سے مذکورہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے جھوٹے ملہموں کو جو وعید سنائی ہے اُسکی غرض و غایت پوری نہیں ہوسکتی۔ وہ اس طرح کہ جھوٹے ملہم کی ہلاکت (بیشک یہ ہلاکت شہ رگ کے کٹنے سے ہی ہوئی ہو) کے بعد اُس کے مرید تو اُسے مظلوم امام یا شہید اور نہ جانے کیا کیا بناتے پھریں گے لہٰذا اِس طرح ضروری ہوا کہ اللہ تعالیٰ ایسے مفتری کو نہ صرف تیئیس (۲۳) سال سے کم عرصہ میں ہلاک کرے بلکہ اُسے اذیت ناک سزا بھی دے تا کہ اُسکے مرید اُسے شہید اعظم وغیرہ نہ بنا سکیں۔ (ثانیاً) خلیفہ ثانی صاحب اِس حملہ کے فوراً بعد اگر ہلاک ہوجاتے تو پھر لوگوں کو کس طرح پتہ چل سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹے ملہم کیلئے اپنی مقرر کردہ سزا کے مطابق اُسکی شہ رگ قطع کردی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اِس حقیقت سے پردہ اُٹھانے کیلئے خلیفہ ثانی کو موقعہ پر مرنے سے بچا کر اُنکے طبی معائنوں کے ذریعے قطع وتین کا یہ عبرت ناک ثبوت لوگوں کو دکھا دیا۔ فَاعۡتَبِرُوۡا يٰۤاُولِى الۡاَبۡصَارِ۔ اے سمجھ بوجھ رکھنے والے لوگو! عبرت حاصل کرو۔

عزیزم ورک صاحب!۔۔۔ آپ سے سوال ہے کہ اگر خلیفہ ثانی صاحب کا دعویٰ مصلح موعود سچا تھا تو ۱۰۔ مارچ ۱۹۵۴ء کے دن اللہ تعالیٰ کی مدد اُنکے شامل حال کیوں نہ ہوئی اور کیوں جھوٹے ملہم کے متعلق قطع وتین کا قرآنی فرمان اپنی قہری تجلّی کیساتھ اُس کی ذات میں پورا ہوا۔۔۔۔؟؟؟؟؟؟؟

پیشگوئی مصلح موعود کا بشیرالدین محمود احمد سے تعلق۔ عزیزم حبیب اللہ ورک صاحب! محمود ثانی صاحب نے اپنے مضمون کے صفحہ نمبر ۱۰ پر ۲۳۔ جولائی ۱۹۰۳ء کی خواب کا ذکر کرکے لکھا ہے کہ ''مندرجہ بالا رویا سے یقینی طور پر معلوم ہوا کہ سیدنا محمود صدیق کا مصلح موعود سے ضرور تعلق ہے۔'' خاکسار نے مضمون نگار کے مضمون پر تبصرہ کے دوران یہ کہا تھا کہ پیشگوئی مصلح موعود پر لکھتے وقت آئندہ صفحات میں خاکسار پیشگوئی مصلح موعود کا بشیرالدین محمود احمد سے تعلق پر ضرور روشنی ڈالے گا۔ لہٰذا اس سلسلہ میں عرض ہے کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی مفصل اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود میں حضورؑ کے ایک جسمانی لڑکے کی پیشگوئی بطور فرع (شاخ) شامل ہے۔ مثلاً ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں وعدہ فرمایا تھا کہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا''۔ پیشگوئی مصلح موعود کے اس حصے کا مصداق اولاً حضورؑ کا پہلا لڑکا بشیر احمد اوّل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بشیر احمد اوّل کو وفات دے کر حضورؑ کو اِسکے مثیل کی بشارت دیدی۔ بشیر احمد اوّل کی وفات کے بعد ۱۲۔ جنوری ۱۸۸۹ء کو مرزا بشیرالدین محمود احمد کی پیدائش ہوئی۔ حضورؑ نے بطور تفاؤل اس کا نام بشیرالدین محمود احمد رکھا اور اس طرح بطور مثیل پیشگوئی مصلح موعود کا یہ متعلقہ حصہ بشیرالدین محمود احمد کی طرف منتقل ہوگیا۔ لیکن خلیفہ ثانی صاحب نے مصلح موعود کا دعویٰ کرکے اپنے متعلقہ حصہ سے تجاوز کرکے پیشگوئی مصلح موعود پر عملاً قبضہ کرلیا۔ خاکسار نے اپنی کتاب (غلام مسیح الزماں) کے پہلے حصے ''اِلہامی پیشگوئی کا تجزیہ'' کے دوسرے باب جس کا نام غلام مسیح الزماں ہے میں کامل طور پر ثابت کیا ہے کہ مرزا بشیرالدین محمود احمد مثیل بشیر احمد اوّل تھے۔ اگر خلیفہ ثانی تقویٰ کی راہوں پر چلتے ہوئے اپنے دعویٰ کو مثیل بشیر احمد اوّل تک محدود رکھتے تو وہ ''ولو تقول علینا'' کی گرفت میں ہرگز نہ آتے لیکن اگر وہ ایسا کرتے تو اُسکی اور اُسکی اولاد کی نفسانی خواہشات اور اُن کا ہزار سالہ حکومت کا خواب پورا نہیں ہوسکتا تھا۔ لیکن اُنہوں نے غلطی سے یا جان بوجھ کر مصلح موعود (زکی غلام) کا دعویٰ کرکے اس اِلہامی پیشگوئی پر قبضہ جمالیا اور یہی جرم اُنکی سزا کا موجب بنا۔ ہوسکتا ہے باقی لوگوں کی طرح آپکے ذہن میں بھی یہ سوال پیدا ہو کہ اگر مرزا بشیرالدین محمود احمد غلط تھا اور اتنا بڑا مجرم تھا تو اُس نے جو بہت سارے کارنامے سرانجام دیئے ہیں یا جماعت کو بہت ترقی دی تھی۔ اِس مجرم کے ہاتھوں یہ کارنامے کیسے سرانجام پا گئے۔ جواباً عرض ہے کہ مرزا بشیرالدین محمود احمد کو بطور مثیل بشیر احمد اوّل وہ صلاحیتیں دی گئی تھیں جو جماعتی ترقی اور اُسکے کارناموں کی وجہ بنی ہیں۔ ثانیاً۔ اُنکے دورِ خلافت میں جو جماعت احمدیہ کو ترقیاں نصیب ہوئی تھیں یہ ترقیاں افرادِ جماعت کی اجتماعی کوششوں کا نتیجہ تھیں۔ چونکہ اس وقت مرزا بشیرالدین محمود احمد جماعت کے سربراہ تھے لہٰذا افرادِ جماعت کی ان اجتماعی کوششوں کے نتیجہ کو جھوٹے طور پر اور غلط طور پر خلیفہ ثانی صاحب کے کھاتے میں ڈال دیا گیا ہے۔ لیکن جب اُس نے ۱۹۴۴ء میں مصلح موعود کا غلط دعویٰ کرکے اِلہامی پیشگوئی پر قبضہ جمایا تو پھر اس وجہ سے وہ مجرم بنا اور سزا پائی۔ خلیفہ ثانی کی خواب اور خواب سے پہلے

پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق اُنکے جو خیالات تھے اور پھر خلیفہ صاحب کے اِلہامی دعویٰ مصلح موعود کے دس (۱۰) سال بعد ''ولوتقول علینا'' کے مطابق جس طرح اللہ تعالیٰ کی سزا اُن پر نازل ہوئی اِن سب کا ذکر کرنے کے بعد اب ہم پیشگوئی مصلح موعود کا بغور وفکر تجزیہ کرتے ہوئے اِسکی حقیقت جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

پیشگوئی مصلح موعود کی حقیقت

عزیزم ورک صاحب۔ پیشگوئی مصلح موعود کا ذکر کرنے سے پہلے خاکسار بطور یاددہانی یہ بتانا ضروری سمجھتا ہے کہ جس طرح قرآن کریم سے یہ ثابت ہے کہ کوئی بھی نفس نہ ہمیشہ زندہ رہ سکتا ہے ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ط ہرجان موت کا مزہ چکھنے والی ہے (ال عمران۔۱۸۶)/اَيْنَ مَاتَكُونُوا يُدْرِكُكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ تم جہاں کہیں بھی ہو موت تمہیں آپکڑے گی خواہ تم مضبوط قلعوں میں (ہی کیوں نہ) ہو۔نساء۔۷۹﴾ اور نہ ہی اِس کرۂ ارض سے نکل کر وہ آسمان یا کسی اور سیارہ پر جا کر ہمیشہ کیلئے زندگی گزار سکتا ہے ﴿يَامَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَن تَنفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ فَانفُذُوا لَا تَنفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَان ۔اے جن واِنس کے گروہ! اگر تم طاقت رکھتے ہو کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل بھاگو، تو نکل کر دکھادو۔تم دلیل کے بغیر ہرگز نہیں نکل سکتے۔رحمٰن۔۳۴﴾۔لہٰذا ہر انسان کیلئے طبعی موت لازمی ہے۔یہ اللہ تعالیٰ کی ایک سنت ہے اور اس میں کوئی تخلف ممکن نہیں۔اسی طرح جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی برگزیدہ بندے (نبی یا ولی) کو کسی بیٹے کی بشارت دیتا ہے تو بشارت کے وقت وہ مبشر (جس کی بشارت دی گئی ہو) اس دنیا میں موجود نہیں ہوتا بلکہ وہ بشارت کے بعد پیدا ہوا کرتا ہے۔یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک دوسری سنت ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنی اس سنت کی درج ذیل آیات میں وضاحت فرمائی ہے۔وہ فرماتا ہے۔

(۱) ''رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ☆فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ☆فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَا ذَا تَرٰى ط ----مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ☆'' (صافات۔۱۰۱،۱۰۲،۱۰۳) ترجمہ۔(تفسیر صغیر) (اور ابراہیمؑ نے کہا) اے میرے ربّ! مجھے نیکوکار اولاد بخش۔تب ہم نے اس کو ایک حلیم غلام کی بشارت دی۔پھر جب وہ غلام اِسکے ساتھ تیز چلنے کے قابل ہوگیا تو اُس (ابراہیم) نے کہا اے میرے بیٹے! میں نے تجھے خواب میں دیکھا ہے کہ (گویا) میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔پس تو فیصلہ کر کہ اس میں تیری کیا رائے ہے-----مجھے اپنے اِیمان پر قائم رہنے والا دیکھے گا۔

(۲) ''وَ امْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ☆ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَ اَنَا عَجُوْزٌ وَّ هٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ☆'' (ھود۔۷۲،۷۳) ترجمہ۔(تفسیر صغیر) اور اُس (ابراہیم) کی بیوی (بھی پاس ہی) کھڑی تھی۔اِس پر وہ بھی گھبرائی۔تب ہم نے اُسکی تسلی کے لیے اُس کو اِسحٰق کی اور اِسحٰق کے بعد یعقوب (کی پیدائش) کی بشارت دی۔اُس (اِبراہیم کی بیوی) نے کہا، ہائے میری ذِلت! کیا میں (بچّہ) جنوں گی حالانکہ میں بوڑھی (ہوچکی) ہوں اور میرا خاوند بھی بڑھاپے کی حالت میں ہے۔یہ یقیناً عجیب بات ہے۔

(۳) ''فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ط قَالُوْا لَا تَخَفْ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ☆فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَ قَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ☆قَالُوْا كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ☆'' (ذاریات۔۲۹ تا ۳۱) ترجمہ۔(تفسیر صغیر) اور (حضرت اِبراہیمؑ دِل میں) اُن سے کچھ ڈرا (وہ یعنی فرشتے اِس حالت کو سمجھ گئے) اور کہنے لگے، ڈر نہیں۔اور اُسے ایک علیم غلام کی بشارت دی۔اِتنے میں اُسکی بیوی آگے آئی جس کے چہرہ پر شرم کے آثار تھے۔پس اُس نے زور سے اپنے ہاتھ چہرے پر مارے اور بولی۔میں ایک بانجھ بڑھیا ہوں۔اُنہوں نے کہا (یہ سچ ہے) تو ایسی ہی ہے لیکن تیرے ربّ نے (وہی) کہا ہے (جو ہم نے کہا ہے) وہ یقیناً بڑی حکمت والا (اور) بڑے علم والا ہے۔

(۴) ''قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ☆قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰٓى اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ☆قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ☆'' (الحجر۔۵۴، ۵۵، ۵۶) ترجمہ۔(تفسیر صغیر) اُنہوں (یعنی فرشتوں) نے کہا (کہ) تو خوف نہ کر، ہم تجھے ایک علیم غلام کی بشارت دیتے ہیں۔اُس نے کہا (کہ) کیا تم نے میرے بوڑھا ہوجانے کے باوجود مجھے یہ بشارت دی ہے، پس (بتاؤ کہ) کس بنا پر تم مجھے (یہ) بشارت دیتے ہو۔اُنہوں نے کہا کہ ہم نے تجھے سچی بشارت دی ہے۔پس تو نااُمید مت ہو۔

(۵) ''يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ☆قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّ كَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّ قَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ☆قَالَ كَذٰلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّ قَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَ لَمْ تَكُ شَيْئًا ☆'' (مریم۔۸،۹،۱۰) ترجمہ۔(تفسیر صغیر) (اس پر اللہ نے فرمایا) اے زکریا! ہم تجھے ایک غلام کی خبر دیتے ہیں اس کا نام یحیٰی ہوگا۔ہم نے اس سے پہلے کسی کو اِس نام سے یاد نہیں کیا۔(زکریا نے) کہا۔اے میرے ربّ! میرے ہاں لڑکا کیسے ہوسکتا ہے، حالانکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کی اِنتہائی حد کو پہنچ چکا ہوں۔(فرشتہ نے) کہا (کہ جس طرح تو کہتا ہے واقعہ) اِسی طرح (ہے) (مگر) تیرا ربّ کہتا ہے کہ یہ (بات) مجھ پر آسان ہے اور (دیکھ کہ) میں تجھے اِس سے پہلے پیدا کر چکا ہوں حالانکہ تو کچھ بھی نہیں تھا۔

(۶)"هُنَالِكَ دَعَازَكَرِيَّا رَبَّهٗ قَالَ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ☆فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِی الْمِحْرَابِ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّامِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ☆ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّ قَدْ بَلَغَنِیَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِیْ عَاقِرٌط قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَايَشَآءُ ☆" (ال عمران ۔۳۹،۴۰،۴۱) ترجمہ۔(تفسیر صغیر) تب زکریا نے اپنے ربّ کو پکارا کہا کہ اے میرے ربّ! تو مجھے اپنی جناب سے پاک اولاد بخش۔ تو یقیناً دُعاوٴں کو قبول کرنے والا ہے۔اِس پرفرشتوں نے اُسے جبکہ وہ گھر کے بہترین حصہ میں نماز پڑھ رہا تھا آواز دی کہ اللہ تجھے یحیٰی کی بشارت دیتا ہے جو اللہ کی ایک بات کو پورا کرنے والا ہوگا اور سرداراور (گناہوں سے) روکنے والا اور نیکیوں میں سے (ترقی کرکے) نبی ہوگا۔ اُس نے کہا کہ اے میرے ربّ مجھے لڑکا کس طرح ملے گا، حالانکہ مجھ پر بڑھاپا آ گیا ہے اور میری بیوی بانجھ ہے۔فرمایا اللہ ایسا ہی (قادر) ہے۔وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

(۷)"اِذْقَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ☆وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَ كَهْلًا وَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ☆قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِیْ وَ لَمْ يَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ ط قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًافَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ☆"(ال عمران ۔۴۶،۴۷،۴۸) ترجمہ۔(تفسیر صغیر) جب فرشتوں نے کہا تھا کہ اے مریم! اللہ تجھے اپنے ایک کلام کے ذریعہ سے بشارت دیتا ہے اُس (مُبَشَّر) کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوگا جو (اِس) دنیا اور آخرت میں صاحب منزلت ہوگا اور (خدا کے) مقربوں میں سے ہوگا۔اور پنگھوڑے (یعنی چھوٹی عمر) میں بھی لوگوں سے باتیں کرے گا اور ادھیڑ عمر ہونے کی حالت میں (بھی) اور نیک لوگوں میں سے ہوگا۔اُس (یعنی حضرت مریم) نے کہا (کہ) اے میرے ربّ! میرے ہاں بچہ کس طرح ہوگا حالانکہ کسی بشر نے (بھی) مجھے نہیں چھُوا۔فرمایا اللہ (کا کام) ایسا ہی (ہوتا) ہے۔وہ جو چاہتا ہے، پیدا کرتا ہے(اور) جب وہ کسی بات کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اِسکے متعلق صرف یہ فرماتا ہے کہ تو وجود میں آ جا۔سو وہ وجود میں آ جاتی ہے۔

(۸)"قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا☆قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّ لَمْ يَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَّ لَمْ اَكُ بَغِيًّا ☆قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَیَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهٗ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَ رَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ☆"(مریم۔۲۰،۲۱،۲۲) ترجمہ۔(تفسیر صغیر) (فرشتہ نے) کہا۔میں تو صرف تیرے ربّ کا بھیجا ہوا پیغامبر ہوں تاکہ میں تجھے (وحی کے مطابق) ایک زکی (پاک اور نیک) غلام دوں۔(مریم نے) کہا۔میرے ہاں غلام کہاں سے ہوگا۔حالانکہ اب تک مجھے کسی مرد نے نہیں چھُوا۔اور میں کبھی بدکاری میں مبتلا نہیں ہوئی۔(فرشتہ نے) کہا (بات) اِسی طرح ہے (جس طرح تو نے کہی، مگر) تیرے ربّ نے یہ کہا ہے، کہ یہ (کام) مجھ پر آسان ہے اور (ہم اِسلئے یہ غلام پیدا کریں گے) تاکہ اُسے لوگوں کیلئے ایک نشان بنائیں اور اپنی طرف سے رحمت (کا موجب بھی بنائیں) اور یہ (اَمر) ہماری تقدیر میں طے ہو چکا ہے۔

عزیزم ورک صاحب۔متذکرہ بالا آیات سے ثابت ہے کہ جس طرح یہ ممکن نہیں کہ کوئی اِنسان موت سے بچ جائے اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ بشارت سے پہلے مبشر وجود پیدا ہو چکا ہو اور وہ ملہم کی گود میں کھیل رہا ہو۔مزید برآں اللہ تعالیٰ کا یہ بھی وعدہ ہے کہ اُسکی سنت میں کبھی کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی۔اب ہم ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کی طرف چلتے ہیں۔

قادیان کے آریوں کی نشان نمائی کیلئے درخواست

براہین احمدیہ کی تصنیف کے بعد حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی شہرت ہر طرف پھیل گئی اور آپ نے ہر قوم کے لوگوں کو دعوت اِلیٰ اللہ دی۔آپ نے فرمایا اس وقت دنیا میں کوئی سچا مذہب نہیں بجز اسلام اور کوئی زندہ نبی نہیں بجز محمد ﷺ۔آپ نے لوگوں کو یہ دعوت بھی دی کہ اگر کسی کو دین اسلام اور آنحضور ﷺ کی سچائی میں شک ہو تو وہ میرے پاس آئے اور میں اُسے دین اسلام اور آنحضور ﷺ کی سچائی کا نشان دکھاتا ہوں۔اس اعلان کے ساتھ ہی قصبہ قادیان کے اہل ہنود کی رگ حمیت بھی پھڑکی اور اُنہوں نے ایک خط حضرت مرزا صاحبؑ کی خدمت میں لکھا۔وہ لکھتے ہیں۔

''کہ جس حالت میں آپ نے لنڈن اور امریکہ تک اس مضمون کے رجسٹری شدہ خط بھیجے ہیں کہ جو طالب صادق ہو اور ایک سال تک ہمارے پاس اگر قادیان میں ٹھہرے تو خدا تعالیٰ اُس کو ایسے نشان دربارۂ اثبات حقیقت اسلام ضرور دکھائے گا کہ جو طاقت اِنسانی سے بالاتر ہوں۔سو ہم لوگ جو آپکے ہمسایہ اور ہم شہری ہیں۔لندن اور امریکہ والوں سے زیادہ ترحق دار ہیں۔اور ہم آپکی خدمت میں قسمیہ بیان کرتے ہیں جو ہم طالب صادق ہیں۔کسی قسم کا شر اور عناد جو بمقتضائے نفسانیت یا مغائرت مذہب نااہلوں کے دلوں میں ہوتا ہے وہ ہمارے دلوں میں ہرگز نہیں ہے۔۔۔۔ہم سراسر سچائی اور راستی سے اپنے پرمیشر کو حاضر ناظر جان کر یہ اقرار نامہ لکھتے ہیں اور اسی سے اپنی نیک نیتی کا قیام چاہتے ہیں۔ اور سال جو نشانوں کے دکھانے کیلئے مقرر کیا گیا ہے وہ اِبتدائے ستمبر ۱۸۸۵ء سے شمار کیا جاوے گا۔جس کا اِختتام ستمبر ۱۸۸۶ء کے اخیر تک ہو جائے گا۔'' (مجموعہ اشتہارات جلدا

صفحہ۹۲تا۹۴)

قصبہ قادیان کے اہل ہنود کی اس درخواست کے جواب میں حضرت مرزا صاحبؑ لکھتے ہیں۔

’’آپ صاحبوں کا عنایت نامہ جس میں آپ نے آسمانی نشانوں کے دیکھنے کیلئے درخواست کی ہے، مجھ کو ملا۔ چونکہ یہ خط سراسر انصاف وحق جوئی پر مبنی ہے اور ایک جماعت طالب حق نے جو عشرہ کاملہ ہے اسکو لکھا ہے اسلئے یہ تمام تر شکرگزاری اسکے مضمون کو قبول کرتا ہوں۔ اور آپ سے عہد کرتا ہوں کہ اگر آپ صاحبان ان عہود کے پابند رہیں گے کہ جو اپنے خط میں آپ لوگ کر چکے ہیں تو ضرور خدائے قادر مطلق جلشانہ کی تائید ونصرت سے ایک سال تک کوئی ایسا نشان آپکو دکھلایا جائے گا جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہو۔۔۔۔۔۔۔‘‘
(مجموعہ اشتہارات جلد ا صفحہ ۹۵)

حضورؑ کا مدت سے اِرادہ تھا کہ آپ کسی جگہ چالیس دن متواتر عبادت الٰہی اور دعا میں گزاریں جہاں آپ کو کوئی نہ جانتا ہو۔ چنانچہ آپ کو الہاماً بتایا گیا کہ!

’’تمہاری عقدہ کشائی ہوشیارپور میں ہوگی‘‘ (سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ نمبر ۵۵۔ روایت نمبر ۸۶)

چنانچہ آپ اس چلہ کی خاطر جنوری ۱۸۸۶ء میں اپنے تین خادموں (حضرت مولوی عبداللہ صاحب سنوری، حضرت شیخ حامد علی صاحب اور میاں فتح خاں صاحب) کیساتھ ہوشیارپور تشریف لے گئے۔ ہوشیارپور پہنچ کر آپ نے شیخ مہر علی صاحب رئیس کے طویلہ کے بالا خانہ میں قیام فرمایا۔ آپ نے بذریعہ اشتہار یہ اعلان فرمایا کہ چالیس دن تک کوئی شخص مجھے ملنے نہ آوے۔ اسی دوران جب ایک دن مولوی عبداللہ سنوریؓ کھانا پہنچانے کیلئے اوپر گئے تو حضورؑ نے آپ سے فرمایا۔

’’میاں عبداللہ! ان دنوں مجھ پر بڑے بڑے خدا کے فضل کے دروازے کھلے ہیں اور بعض اوقات دیر دیر تک خدا تعالیٰ مجھ سے باتیں کرتا رہتا ہے۔
اگر ان کو لکھا جائے تو کئی ورق ہوجائیں۔‘‘ (ایضاً)

چنانچہ چالیس روز کے بعد حضورؑ نے ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کے دن ایک اشتہار لکھا اور اس اشتہار میں آپ نے دیگر پیشگوئیوں کے ساتھ مصلح موعود کی عظیم الشان پیشگوئی بھی درج فرمائی۔ بعدازاں یہ اشتہار یکم مارچ ۱۸۸۶ء کو اخبار ریاض ہند کے ضمیمہ کے طور پر شائع ہوا۔ یہ الہامی پیشگوئی درج ذیل ہے۔

پیشگوئی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود

حضورؑ فرماتے ہیں۔ خدائے رحیم وکریم بزرگ وبرتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جل شانہٗ وعزّ اسمہٗ) نے اپنے اِلہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ!

☆ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرّعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیّت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (جو ہوشیارپور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لیے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا۔ تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں۔ موت کے پنجہ سے نجات پاویں۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا حق اپنی تمام برکتوں کیساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کیساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔ جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں۔ کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا اُنہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے۔ اور خدا کے دین اور اُسکی کتاب اور اُس کے پاک رسول محمد مصطفےٰ کو اِنکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہوجائے۔

سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اُس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اِس کو مقدّس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔
اُس کیساتھ فضل ہے۔ جو اُسکے آنے کے ساتھ آئیگا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اُسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری وباطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اِسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال اِلٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اِس میں اپنی رُوح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اُسکے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رُستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔ ☆ (تذکرہ صفحہ ۱۰۹ تا ۱۱۱ بحوالہ مجموعہ اِشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق چند حقائق

عزیزم ورک صاحب! اب یہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے اصل الفاظ ہیں اور اِسی اِلہامی پیشگوئی کو جماعت احمدیہ میں پیشگوئی مصلح موعود کہا جاتا ہے۔ اِس اِلہامی پیشگوئی کے متعلق حقائق کیا ہیں۔؟ اِس الہامی پیشگوئی سے کیا ثابت ہوتا ہے۔؟ یہ حقائق درج ذیل ہیں:۔

(۱) اِس اِلہامی پیشگوئی میں حضورؑ کو دو(۲) نشانوں یا دو(۲) وجودوں کی بشارت دی گئی تھی یعنی ایک نشان کو اللہ تعالیٰ نے لڑکا قرار دیا ہے اور دوسرے نشان کو اللہ تعالیٰ نے زکی غلام کا نام دیا ہے۔ مثلاً۔(۱) ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ اور (۲) ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ''وجیہہ اور پاک لڑکے'' کے متعلق بڑی وضاحت کیساتھ یہ فرمادیا ہے کہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا''۔ لیکن زکی غلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کچھ نہیں فرمایا کہ وہ کیا ہوگا اور کون ہوگا۔؟

(۳) زکی غلام کو ملہم نے اپنا جسمانی لڑکا خیال کرتے ہوئے اِس کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھا ہے اور یہ بریکٹ میں (لڑکا) اِلہامی لفظ نہیں ہے بلکہ ملہم کا زکی غلام کے متعلق اپنا قیاس اور اجتہاد ہے۔

(۴) ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں زکی غلام مصلح موعود ہے اور اِس کے متعلق پیشگوئی ''اُس کیساتھ فضل ہے۔۔۔سے شروع ہو کر۔۔۔۔ وَ کَانَ اَمرًا مَّقضِیًّا'' آخر تک جاتی ہے۔ واضح رہے کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود کے حق میں ہے لیکن اِسی پیشگوئی میں ''وجیہہ اور پاک لڑکے'' کی پیشگوئی بطور فرع شامل ہے۔

(۵) اِس اِلہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے ملہم کو اِس بارے میں قطعاً کوئی خبر نہیں دی ہے کہ یہ ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' اور یہ ''زکی غلام'' کب پیدا ہونگے۔؟ اِلہامی پیشگوئی کے الفاظ ہمیں بتا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ملہم کو اِس معاملہ میں مکمل طور پر لاعلم رکھا ہے۔

(۶) اللہ تعالیٰ نے ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں زکی غلام (مصلح موعود) کی پہچان کیلئے درج ذیل الفاظ میں قطعی، علمی اور مرکزی علامات بیان فرمائیں ہیں:۔

☆ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا۔(اِسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَ الْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَ الْعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔☆

عزیزم ورک صاحب! مجھے اُمید ہے کہ اِلہامی پیشگوئی کے متعلق یہ جو چھ باتیں میں نے بطور حقائق لکھی ہیں جماعت احمدیہ میں کسی بھی صاحب علم و صاحب نظر کو نہ اِن میں کوئی شک ہوسکتا ہے اور نہ ہی کوئی اعتراض۔ یہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے چھ حقائق ہیں جن سے اِنکار ممکن نہیں ہے۔ اور اُمید ہے آپ بھی اِس سے اتفاق کریں گے۔

(۷) اِن چھ(۶) حقائق کے علاوہ ایک ساتویں حقیقت یہ بھی پیش نظر رکھنی چاہیے کہ زکی غلام جس کے متعلق حضورؑ کا یہ اِجتہادی خیال تھا کہ وہ آپ کا جسمانی لڑکا ہوگا۔ اِس اِجتہادی خیال کے مطابق پیدا ہونیوالے جسمانی لڑکے نے بھی حضورؑ کے بقول حضرت نصرت جہاں بیگمؓ کی بجائے کسی پارساطبع اور نیک سیرت تیسری اہلیہ کے بطن سے پیدا ہونا تھا۔ یہ یاد رہے کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے معاً بعد حضورؑ نے ایک کشف دیکھا تھا۔ ۸۔ جون ۱۸۸۶ء کو ایک خط میں اِس کشف کا ذکر کرتے ہوئے آپؑ حضرت مولوی نورالدینؓ صاحب سے فرماتے ہیں:۔

☆ شاید چار ماہ کا عرصہ ہوا۔ کہ اِس عاجز پر ظاہر کیا گیا تھا کہ ایک فرزند قوی الطاقتین، کامل الظاہر والباطن تم کو عطا کیا جائے گا۔ سو اس کا نام بشیر ہوگا۔ اب تک میرا قیاسی طور پر خیال تھا کہ شاید وہ فرزند مبارک اسی اہلیہ سے ہوگا۔ اب زیادہ تر الہام اس بات میں ہورہے ہیں کہ عنقریب ایک اور نکاح تمہیں کرنا پڑے گا اور جناب اِلٰہی میں یہ بات قرار پاچکی ہے کہ ایک پارساطبع اور نیک سیرت اہلیہ تمہیں عطا ہوگی۔ وہ صاحبِ اولاد ہوگی۔ اس میں تعجب کی بات یہ ہے کہ جب الہام ہوا تو ایک کشفی عالم میں چار پھل مجھ کو دیئے گئے۔ تین ان میں سے تو آم کے تھے مگر ایک پھل سبز رنگ بہت بڑا تھا۔ وہ اس جہان کے پھلوں سے مشابہ نہیں تھا۔ اگرچہ ابھی یہ الہامی بات نہیں مگر میرے دل میں یہ پڑا ہے کہ وہ پھل جو اس جہان کے پھلوں میں سے نہیں ہے۔ وہی مبارک لڑکا ہے۔ کیونکہ کچھ شک نہیں کہ پھلوں سے مراد اولاد ہے۔ اور جبکہ ایک پارساطبع اہلیہ کی بشارت دی گئی اور ساتھ ہی کشفی طور پر چار پھل دیئے گئے۔ جن میں سے ایک پھل الگ وضع کا ہے تو یہی سمجھا جاتا ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب۔ مگر میری دانست میں اس لڑکے کے تولد سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ تیسری شادی ہوجائے۔۔۔ اِن دنوں میں اِتفاقاً ئی شادی کیلئے دو(۲) شخصوں نے تحریک کی تھی مگر جب اِنکی نسبت استخارہ کیا گیا تو ایک عورت کی نسبت جواب ملا کہ اس کی قِسمت میں ذلّت محتاجگی و بےعزتی ہے اور اس لائق نہیں کہ تمہاری اہلیہ ہو اور دوسری کی نسبت اِشارہ ہوا کہ اس کی شکل اچھی نہیں۔ گویا یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ صاحبِ صورت و صاحبِ سیرت لڑکا(موعود زکی غلام۔ ناقل) جس کی بشارت دی گئی ہے وہ برعایت مناسبت ظاہری اہلیہ جمیلہ و پارساطبع سے پیدا ہوسکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصّواب۔'' ☆

(تذکرہ صفحہ ۱۱۲ تا ۱۱۳/ مکتوب مورخہ ۸ جون ۱۸۸۶ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ مکتوبات احمد جلد ۲ صفحہ ۱۲۔۱۳)

حضورؑ کے اِس خط سے درج ذیل تین باتیں ثابت ہیں۔

(اولاً) آپؑ کا یہ خیال تھا یا آپ کو یہ امید لگی ہوئی تھی کہ یہ سبز رنگ کا بڑا پھل '' زکی غلام یعنی مصلح موعود'' آپکا جسمانی بیٹا ہوگا۔

(ثانیاً) وہ جسمانی بیٹا حضرت ام المومنین نصرت جہاں بیگمؓ کے بطن سے نہیں ہوگا۔

(ثالثاً) یہ کہ عنقریب مجھے ایک اور نکاح کرنا پڑے گا اور وہ زکی غلام یعنی مصلح موعود کسی پارسا طبع اور نیک سیرت تیسری اہلیہ سے ہوگا۔

جناب محمود ثانی صاحب! حضورؑ اپنے الفاظ میں فرما رہے ہیں کہ پسر موعود یا خاص لڑکا نصرت جہاں بیگمؓ کی بجائے کسی تیسری اہلیہ میں سے پیدا ہوگا۔ ازاں بعد یہ تیسری شادی تو ہو نہ سکی لیکن یہ زکی غلام (مزعومہ لڑکا) حضرت اُم المومنین نصرت جہاں بیگمؓ کے بطن سے بھی پیدا نہ ہوا۔ اِس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

بشیر احمد اوّل کی پیدائش۔ مورخہ ۷۔ اگست ۱۸۸۷ء کے دن بشیر احمد اوّل پیدا ہوئے۔ حضورؑ اسکے متعلق اپنے اِشتہار بنام ''خوشخبری'' میں فرماتے ہیں۔

''اے ناظرین! میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کیلئے میں نے اشتہار ۸۔ اپریل ۱۸۸۶ء میں پیشگوئی کی تھی اور اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر اپنے کھلے کھلے بیان میں لکھا تھا کہ اگر وہ حمل موجودہ میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں جو اس کے قریب ہے ضرور پیدا ہو جائیگا۔ آج ۱۶۔ ذیقعدہ ۱۳۰۴ھ مطابق ۷۔ اگست ۱۸۸۷ء میں ۱۲ بجے رات کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب وہ مولود مسعود پیدا ہوگیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۴۱)

آپؑ نے بشیر احمد اوّل کی پیدائش پر اِس لڑکے کو ''مولود مسعود'' کا نام دے کر اِسے پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق ہونے کا واضح اشارہ دے دیا تھا لیکن رضائے الٰہی کے تحت یہ بچہ پندرہ (۱۵) ماہ زندہ رہ کر ۴۔ نومبر ۱۸۸۸ء کے دن فوت ہوگیا۔ چنانچہ ۴۔ دسمبر ۱۸۸۸ء کو حضورؑ نے مولوی نور الدینؓ کو ایک خط لکھا۔ اس خط میں آپؑ فرماتے ہیں:۔

☆ یہ عبارت کہ خوبصورت پاک لڑکا۔۔۔۔۔ جو آسمان سے آتا ہے۔ یہ تمام عبارت چند روزہ زندگی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے جو چند روز رہ کر چلا جاوے اور دیکھتے دیکھتے رخصت ہو جائے۔ اور بعد کا فقرہ مصلح موعود کی طرف اشارہ ہے اور آخیر تک اسکی تعریف ہے۔۔۔۔ بیس ۲۰ فروری کی پیشگوئی۔۔۔ دو پیشگوئیوں پر مشتمل تھی جو غلطی سے ایک سمجھی گئی۔ اور پھر بعد میں الہام الٰہی نے اس غلطی کو رفع کر دیا۔ ☆ (تذکرہ صفحہ ۱۰۹/ مکتوب ۴ دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ مکتوبات احمد جلد ۲ صفحہ ۷۵)

اب متذکرہ بالا الفاظ سے ظاہر ہے کہ بشیر احمد اوّل کی وفات پر حضورؑ سمجھ چکے تھے کہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی دو پیشگوئیوں پر مشتمل ہے۔ اِلہامی پیشگوئی کے اس حصہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔'' کو حضورؑ نے بشر احمد اوّل پر چسپاں فرما کر اُسکے متعلق فرمادیا! ''یہ تمام عبارت چند روزہ زندگی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے جو چند روز رہ کر چلا جاوے اور دیکھتے دیکھتے رخصت ہو جائے۔''

درج بالا حوالہ کے مطابق آگے حضورؑ فرماتے ہیں کہ۔۔۔ ''اور بعد کا فقرہ مصلح موعود کی طرف اشارہ ہے اور آخیر تک اُسکی تعریف ہے۔''

حضورؑ کے فرمان کے مطابق مصلح موعود کے متعلق جو عبارت یا پیشگوئی ہے وہ اِس فقرہ سے شروع ہوتی ہے۔۔۔ ''اُس کیساتھ فضل ہے۔ جو اُسکے آنے کے ساتھ آئیگا۔۔۔ وَ کَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

اب ظاہر ہے الہامی پیشگوئی میں دو (۲) وجودوں کا ہی ذکر ہے۔ ایک ''وجیہہ اور پاک'' اور دوسرا ''زکی غلام''۔ وجیہہ اور پاک لڑکا تو بشیر احمد اوّل کی شکل میں پیدا ہو کر پیشگوئی کے الفاظ کے مطابق دوبارہ آسمان کی طرف اُٹھا لیا گیا۔ اب پیچھے دوسرا وجود یعنی ''زکی غلام'' رہ گیا تھا اور اسی کو حضورؑ نے مصلح موعود قرار دیا اور اِسی کے متعلق فرمایا تھا۔۔۔ ''اور بعد کا فقرہ مصلح موعود کی طرف اشارہ ہے اور آخیر تک اسکی تعریف ہے''

عزیزم ورک صاحب! مکرر عرض ہے کہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے نزول کے بعد حضورؑ نے دونوں وجودوں (وجیہہ اور پاک لڑکا اور زکی غلام) کو ایک پیشگوئی یا ایک وجود سمجھتے ہوئے اِلہامی پیشگوئی کی اشاعت کے وقت زکی غلام کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ دیا تھا۔ اور بریکٹ میں لفظ (لڑکا) کے الفاظ حضورؑ کے اپنے اِجتہادی الفاظ ہیں نہ کہ الہامی۔ اب ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' یعنی بشیر احمد اوّل کی وفات کے بعد بھی حضورؑ زکی غلام کو اپنا لڑکا سمجھنے کے قیاس پر قائم رہتے ہوئے یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو سبز اشتہار یعنی ''حقانی تقریر بر واقعہ وفاتِ بشیر'' میں فرماتے ہیں۔

(ا) ''اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی اور اس عبارت تک کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے کہ جو روحانی طور پر نزولِ رحمت کا موجب ہوا اور اس کے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔'' (سبز اشتہار تصنیف یکم دسمبر ۱۸۸۸ء۔

روحانی خزائن جلد۲صفحہ۴۶۳ حاشیہ۔مجموعہ اشتہارات جلداوّل صفحہ۱۷۹ حاشیہ)

اسی سبز اشتہار میں آگے جا کر حاشیہ ہی میں آپؑ فرماتے ہیں:۔

(۲)''اور یہ دھوکا کھانا نہیں چاہیے کہ جس پیشگوئی کا ذکر ہوا ہے وہ مصلح موعود کے حق میں ہے۔ کیونکہ بذریعہ الہام صاف طور پر کھل گیا ہے کہ یہ سب عبارتیں پسرِ متوفی کے حق میں ہیں اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ اس کیساتھ فضل ہے جو اسکے آنے کیساتھ آئے گا۔ پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اس کا محمود اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے اور ایک الہام میں اس کا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے۔اور ضرور تھا کہ اس کا آنا معرضِ التوا میں رہتا جب تک یہ بشیر جو فوت ہو گیا ہے پیدا ہو کر پھر واپس اُٹھایا جاتا کیونکہ یہ سب امور حکمتِ الٰہیہ نے اسکے قدموں کے نیچے رکھے تھے اور بشیر اوّل جو فوت ہو گیا ہے۔ بشیر ثانی کیلئے بطور ارہاص تھا اسلئے دونوں کا ایک ہی پیشگوئی میں ذکر کیا گیا۔''(ایضاً صفحہ۴۶۷۔ایضاً صفحہ۱۸۳ تا ۱۸۴)

عزیزم ورک صاحب! سبز اشتہار کے حاشیہ میں مذکورہ ان دونوں حوالہ جات سے جو ثابت ہوتا ہے وہ درج ذیل ہے:۔

(۱)۔۔۔سبز اشتہار کے متذکرہ بالا پہلے حوالے میں حضورؑ نے یہ جو فرمایا ہے کہ ''خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی''۔اس ضمن میں عرض ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں بلا شک وشبہ دو نشانوں کی بشارت دی گئی تھی یعنی ایک وجیہہ اور پاک لڑکا اور دوسرا زکی غلام۔ زکی غلام جس کو حضورؑ نے مصلح موعود قرار دیا ہے وہ عملی طور پر حضورؑ کا صلبی لڑکا ثابت نہیں ہوتا (اس کی تفصیل بعد میں آئے گی) بلکہ آپؑ کا روحانی فرزند ثابت ہوتا ہے۔ ایسے ہی جیسے آپؑ بذات خود آنحضرت ﷺ کے روحانی پسر تھے۔لہٰذا حضورؑ کے کلام اور الہام میں تطبیق پیدا کرنے کی خاطر ہمارے لیے اسکے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا کہ ہم یہ یقین کریں کہ حضورؑ کی دونوں سعید لڑکوں سے مراد ایک جسمانی لڑکا اور دوسرا روحانی لڑکا تھی۔

(۲)۔۔۔اسی حوالے میں حضورؑ نے آگے یہ جو فرمایا ہے کہ ''اور اسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔'' الہامی پیشگوئی میں بعد کی یہ عبارت ان الفاظ سے شروع ہوتی ہے کہ ''اس کیساتھ فضل ہے جو اسکے آنے کیساتھ آئے گا۔۔۔وَ کَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا تک۔'' الہامی پیشگوئی کے یہ الفاظ یا عبارت دراصل مصلح موعود کے متعلق ہے۔اور حضورؑ نے یہ جو فرمایا ہے کہ ''اور اسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے'' لگتا ہے کہ حضورؑ کے یہ الفاظ الہامی نہیں بلکہ آپؑ کا ذاتی اجتہاد تھے۔اسکی وجہ یہ ہے کہ بعد ازاں جب یہ دوسرا بشیر یعنی بشیر الدین محمود احمد مورخہ ۱۲۔جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوتا ہے تو اس کی پیدائش کے موقعہ پر حضورؑ نے قطعی طور پر یہ نہیں فرمایا تھا کہ ''یہی لڑکا مصلح موعود ہے''۔ اگر تو حضورؑ اس دوسرے بشیر کی پیدائش کے موقعہ پر یہ فرما دیتے کہ ''قطعی طور پر یہی لڑکا مصلح موعود ہے'' تو پھر ان الفاظ کے الہامی ہونے میں شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں تھی لیکن اگر دوسرے بشیر کی پیدائش کے موقعہ پر بذات خود ملہم نے ہی یہ کہہ دیا ہو کہ اس لڑکے '' کا نام بالفعل محض تفاؤل کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل اِنکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا وہ کوئی اور ہے (اشتہار تکمیل تبلیغ۔مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ۱۹۱ حاشیہ)'' تو پھر ملہم کے اپنے الفاظ ہی سے یہ ثابت ہو گیا کہ ''اور اِسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔'' کے الفاظ الہامی نہیں تھے بلکہ آپؑ کا ذاتی اجتہاد اور قیاس تھے۔

(۳)۔۔۔متذکرہ بالا سبز اشتہار کے حوالہ نمبر۲ میں حضورؑ نے یہ جو فرمایا ہے کہ ''اور یہ دھوکا کھانا نہیں چاہیے کہ جس پیشگوئی کا ذکر ہوا ہے وہ مصلح موعود کے حق میں ہے۔ کیونکہ بذریعہ الہام صاف طور پر کھل گیا ہے کہ یہ سب عبارتیں پسرِ متوفی کے حق میں ہیں اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ اس کیساتھ فضل ہے جو اسکے آنے کیساتھ آئے گا''۔حضورؑ کی یہ بات بالکل سچ ہے کیونکہ یہ الہامی پیشگوئی دراصل مصلح موعود ہی کے متعلق ہے۔اس عظیم الشان پیشگوئی مصلح موعود میں اللہ تعالیٰ نے بطور فرع ضمنی طور پر پسر متوفی کا بھی ذکر فرمایا ہے۔اب سوال یہ ہے کہ اس پیشگوئی مصلح موعود میں اللہ تعالیٰ نے بطور فرع حضورؑ کے صلبی لڑکے کا ذکر کیوں کیا ہے؟ تو اس ضمن میں عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا اس لیے کیا ہے کیونکہ وہ آئندہ زمانہ میں جماعت احمدیہ اور بالخصوص حضورؑ کی صلبی اولاد کی آزمائش کرنا چاہتا تھا۔

(۴)۔۔۔اسی حوالے میں حضورؑ نے مصلح موعود کے بعض الہامی ناموں کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ مثلاً فضل، محمود، بشیر ثانی اور فضل عمر مصلح موعود کے الہامی نام ہیں۔اگر حضورؑ نے ان الہامی ناموں میں سے کوئی الہامی نام بطور تفاؤل اپنے کسی لڑکے کا رکھا بھی ہو اور ساتھ یہ بھی فرما دیا ہو کہ ''اس لڑکے کا نام بالفعل محض تفاؤل کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل اِنکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانیوالا ہے یا وہ کوئی اور ہے'' تو بھی وہ لڑکا (بشیر الدین محمود احمد) محض بطور تفاؤل نام رکھے جانے سے مصلح موعود نہیں بن سکتا۔مزید برآں اگر اس (بشیر الدین محمود احمد) کی پیدائش کے بعد حضورؑ نے اس لڑکے کے متعلق کوئی ایسا انکشاف (یہی لڑکا مصلح موعود ہے) نہ کیا ہو بلکہ جو انکشافات کیے ہوں وہ اُسکے مصلح موعود ہونے کی نفی کر رہے ہوں تو پھر وہ لڑکا خود بخود یا احباب جماعت اُسے مصلح موعود کیسے بنا سکتے ہیں؟

(۵)۔۔۔یہ بھی واضح ہو کہ اگر بالفرض حضورؑ اپنے کسی لڑکے کا تفاؤل کے طور پر نام رکھنے کے بعد اس لڑکے کے متعلق اپنی کسی تحریر میں یہ بھی فرما دیتے کہ ''یہی لڑکا مولود مسعود،

موعود یا مصلح موعود ہے' تو بھی اگر حضورؑ پر نازل ہونے والا مبشر الہامی کلام حضورؑ کے اس فرمان کی نفی کر رہا ہوتا تب بھی ہوشمندی اور عقلمندی کا تقاضا یہ تھا کہ ہم احمدی حضورؑ کے اجتہادی کلام کی بجائے حضورؑ کے الہامی کلام کی پیروی کرتے ۔ کیونکہ حضورؑ نے اپنی تحریر میں بار ہا فرمایا ہے کہ میرا کہنا اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا ایک برابر نہیں ہوسکتا۔ انسانی اجتہاد میں غلطی ممکن ہے لیکن کلام الٰہی میں غلطی ہرگز نہیں ہوسکتی۔ مثال کے طور آپؑ فرماتے ہیں:۔

(۱) ☆اب فرض کے طور پر کہتا ہوں کہ اگر ہم اپنے اجتہاد سے کسی بچہ پر یہ خیال بھی کر لیں کہ شاید یہ وہی پسر موعود ہے اور ہمارا اجتہاد خطا جائے تو اس میں الہام الٰہی کا کیا قصور ہوگا ۔ کیا نبیوں کے اجتہادات میں اس کا کوئی نمونہ نہیں۔☆ (آسمانی فیصلہ۔تصنیف دسمبر ۱۸۹۱ء۔روحانی خزائن جلد۴ صفحہ ۳۴۱)

ایک اور جگہ پر آپؑ ارشاد فرماتے ہیں:۔

(۲) ☆اور یہ کہنا کہ اس لڑکے (بشیر احمد اوّل۔ناقل) کو بھی مسعود کہا ہے۔ تو اے نابکار مسعودوں کی اولاد مسعود ہی ہوتی ہے اِلّا شاذ نادر۔کون باپ ہے جو اپنے لڑکے کو سعادت اطوار نہیں بلکہ شقاوت اطوار کہتا ہے۔ کیا تمہارا یہی طریق ہے؟ اور بالفرض اگر میری یہی مراد ہوتی تو میرا کہنا اور خدا کا کہنا ایک نہیں ہے۔ میں انسان ہوں ممکن ہے کہ اجتہاد سے ایک بات کہوں اور وہ صحیح نہ ہو۔☆ (حُجۃُ اللہ۔مطبوعہ ۱۸۹۷ء۔روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۸)

(۳) ☆اِسی سلسلہ میں حضورؑ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں ۔ خدا کے قول سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو وہاں قدرت یہاں درماندگی فرقِ نمایاں ہے

عزیزم حبیب اللہ ورک صاحب! حضورؑ کے متذکرہ بالا دونوں اقتباسات اور شعر سے دو نتائج برآمد ہوتے ہیں۔

(اولاً) انسانی کلام اور اللہ تعالیٰ کا کلام برابر نہیں ہوسکتے۔ انبیاءؑ چونکہ بشر ہوتے ہیں لہٰذا اُنکے کلام میں بھی اجتہادی غلطی واقع ہوسکتی ہے۔

(ثانیاً) کسی نبی کے اجتہادی کلام اور اسکے الہام میں اگر کوئی تضاد پیدا ہو جائے تو ہمیں ان دونوں کلاموں میں تطبیق پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اور اگر ان میں تطبیق پیدا نہ ہو سکے تو ہمیں بہر حال نبی کے الہام کی پیروی کرنی چاہیے۔ مجھے امید ہے کہ مندرجہ بالا بحث کے نتیجے میں اُن لوگوں کی جو سبز اشتہار میں مذکور متذکرہ بالا دونوں حوالہ جات کی روشنی میں خلیفہ ثانی کو مصلح موعود بنانے کیلئے دلیل پکڑتے ہیں بخوبی تشفی ہوگئی ہوگی۔

مثیل بشیر احمد اوّل کا وعدہ اور اِس وعدے کا ایفا

عزیزم ورک صاحب۔ خاکسار نے ''اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق چند حقائق'' کے ضمن میں دوسری حقیقت یہ بیان فرمائی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ''وجیہہ اور پاک لڑکے'' کے متعلق بڑی وضاحت کیساتھ فرمایا ہے کہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا''۔ اور جیسا کہ میں پہلے حضورؑ کے الفاظ کیساتھ یہ ثابت کر آیا ہوں کہ اِلہامی پیشگوئی کے اس حصے کا مصداق بشیر احمد اوّل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی مخفی مقصد کی تکمیل کی خاطر بشیر احمد اوّل کو وفات دے کر اپنے پاس بلا لیا اور حضورؑ کو اُسکے مثیل کی بشارت دیدی۔ جیسا کہ حضورؑ سبز اشتہار میں فرماتے ہیں۔

(الف) ''اور خدا تعالیٰ نے اِس عاجز پر ظاہر کیا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہے۔ وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ'' (تذکرہ صفحہ ۱۳۱ ۔مجموعہ اشتہارات جلد ۱ صفحہ ۱۷۹ حاشیہ)

(ب) ''ایک اِلہام میں اس دوسرے فرزند کا نام بھی بشیر رکھا۔ چنانچہ فرمایا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا یہ وہی بشیر ہے جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ جس کی نسبت فرمایا۔ کہ وہ اولوالعزم ہوگا اور حسن واحسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ۔'' (تذکرہ صفحہ ۱۳۱ بحوالہ مکتوب ۴۔دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ)

اِسی سلسلے میں حضورؑ اپنی کتاب سِرّ الخلافہ میں میں اِرشاد فرماتے ہیں۔

''اِنَّ لِیْ کَانَ اِبْنـاً صَغِیْرًا وَّ کَانَ اسْمُہ بَشِیْرًا فَتَوَ فَّاہُ اللّٰہُ فِیْ اَیَّامِ الرِّضَاعِ۔ وَاللّٰہُ خِیْرٌ وَّ اَبْقٰی لِلَّذِیْنَ اٰثَرُوا سُبُلَ التَّقْوٰی وَالِْارْ تِیَاعِ فَاُلْھِمْتُ مِنْ رَّبِّیْ۔ اِنَّا نَرُدُّہٗ اِلَیْکَ تَـفَـضُّلًا عَـلَیْکَ۔'' (تذکرہ صفحہ ۱۳۰۔روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۳۸۱ بحوالہ سِرّ الخلافۃ صفحہ ۵۳ مطبوعہ ۱۸۹۴ء) ترجمہ۔ میرا ایک لڑکا جس کا نام بشیر احمد تھا شیر خوارگی کے ایام میں فوت ہوگیا۔ اور حق یہ ہے کہ جن لوگوں نے تقویٰ اور خشیت اِلٰہی کے طریق کو اختیار کر لیا ہوا اُنکی نظر اللہ تعالیٰ پر ہی ہوتی ہے۔ اِس وقت مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم محض اپنے فضل اور احسان سے وہ تجھے واپس دیں گے (یعنی اُس کا مثیل عطا ہوگا۔ سو اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرا بیٹا عطا کیا)۔

چنانچہ اِسی بشارت کے تحت پھر مثیل بشیر احمد (اوّل) یعنی مرزا بشیر الدین محمود احمد پیدا ہو کر ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' سے متعلقہ فروعی یا ضمنی الہامی پیشگوئی کے مصداق بنے۔

۱۸۹۷ء تک مصلح موعود کا کوئی تعین نہیں تھا

ستمبر۱۸۹۴ء میں میاں عبدالحق غزنوی کے اعتراض کے جواب میں حضرت مہدی ومسیح موعودؑ ارشاد فرماتے ہیں:۔

''یہ سچ ہے کہ ۸۔اپریل ۱۸۹۴ء ہم نے اطلاع دی تھی کہ ایک لڑکا ہونے والا ہے سو پیدا ہو گیا ہم نے اس لڑکے کا نام مولود موعود نہیں رکھا تھا صرف لڑکے کے بارہ میں پیشگوئی تھی اور اگر ہم نے کسی الہام میں اس کا نام مولود موعود رکھا تھا تو تم پر کھانا حرام ہے جب تک وہ الہام پیش نہ کرو ورنہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔'' (روحانی خزائن جلد۹ صفحہ۴۰ بحوالہ انوار الاسلام مطبوعہ ۱۸۹۵ء)

عزیزم ورک صاحب۔حضورؑ کے اس رسالے انوار الاسلام کی تاریخ تصنیف واشاعت ۱۸۹۵ء ہے۔اس وقت حضورؑ کے دو لڑکے زندہ موجود تھے یعنی بشیر الدین محمود احمد اور بشیر احمد۔لہٰذا یہ ثابت ہوا کہ حضورؑ کا یہ حوالہ اس اَمر کی تصدیق کر رہا ہے کہ آپؑ نے ۱۸۹۵ء تک اپنے کسی لڑکے کے متعلق ''مولود موعود'' یعنی مصلح موعود ہونے کا انکشاف نہیں فرمایا تھا۔اگر موجود لڑکوں (بشیر الدین محمود احمد اور بشیر احمد) میں سے کسی کو آپ نے ''مولود موعود'' قرار دیا ہوتا تو یہاں آپ اِس کا ذکر فرماتے اور کہتے کہ میں نے اپنے فلاں لڑکے کو ''مولود موعود'' قرار دیا ہے۔جبکہ آپؑ نے ایسا نہیں فرمایا اور اس طرح یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ ۱۸۹۵ء تک آپ نے اپنے کسی لڑکے کو بھی ''مولود موعود'' قرار نہیں دیا تھا۔اسی طرح مئی ۱۸۹۷ء میں حضورؑ اپنے کسی مخالف کے جواب میں رسالہ حُجّۃ اللہ میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

''بے شک مجھے الہام ہوا تھا کہ موعود لڑکے کے سے قومیں برکت پائیں گی۔مگر ان اشتہارات میں کوئی ایسا الٰہی الہام نہیں جس نے کسی لڑکے کی تخصیص کی ہو کہ یہی موعود ہے۔اگر ہے تو لعنت ہے تجھ پر اگر تو وہ الہام پیش نہ کرے۔'' (روحانی خزائن جلد۱۲ صفحہ۱۵۸ بحوالہ حُجّۃ اللہ مطبوعہ ۱۸۹۷ء)

عزیزم ورک صاحب۔حضورؑ کا یہ حوالہ بھی اس اَمر کی تصدیق کر رہا ہے کہ آپؑ نے ۱۸۹۷ء تک اپنے کسی لڑکے کے متعلق ''مولود موعود'' یعنی مصلح موعود ہونے کا انکشاف نہیں فرمایا تھا جبکہ اس وقت آپکے تین لڑکے بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد موجود تھے۔اب تک جو بحث ہوئی ہے اس سے یہ قطعی طور پر ثابت ہو گیا ہے کہ نہ ''سبز اشتہار'' میں، نہ اشتہار ''تکمیل تبلیغ'' میں اور نہ ہی بعد از اں اپنی وفات تک کسی کتاب یا اشتہار میں نہ صرف کہ حضورؑ نے بشیر الدین محمود کو مصلح موعود قرار نہیں دیا بلکہ اسکے متعلق زکی غلام ہونے کا کوئی اشارہ تک بھی نہیں دیا۔ہاں حضورؑ کو جو وجیہہ اور پاک لڑکے کی بشارت ہوئی تھی اور اسکے متعلق اللہ تعالیٰ نے قطعی طور پر یہ بھی فرما دیا تھا کہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا''۔اس بشارت کا مصداق اولاً۔بشیر احمد اوّل تھا۔لیکن اللہ تعالیٰ نے اُسے شیر خوارگی میں وفات دے کر اپنے پاس بلا لیا اور ساتھ ہی اسکے مثیل کا وعدہ بھی دیدیا۔بشیر احمد اوّل کے بدلے یا اسکے مثیل کے طور پر جو لڑکا پیدا ہونا تھا اُس کا نام حضورؑ کو بشیر اور محمود بتایا گیا تھا۔لہٰذا جب وہ لڑکا پیدا ہوا تو حضورؑ نے اس کا نام بشیر الدین محمود احمد رکھا۔اس طرح یہ قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ خلیفہ ثانی کا الہامی طور پر بشیر احمد اوّل کا مثیل ہونا تو مُسلّم ہے لیکن مصلح موعود ہونا نہیں۔

مصلح موعود کا واضح انکشاف اور تعین

حضرت مہدی ومسیح موعودؑ ابتداء سے ہی اپنے ''تین کو چار کرنیوالے'' لڑکے کا انتظار فرما رہے تھے جو نہ صرف آپؑ کے فہم بلکہ الہام کے مطابق بھی مصلح موعود تھا۔جیسا کہ اس کی مزید وضاحت مندرجہ ذیل حوالہ سے ہوتی ہے۔کتاب انجام آتھم میں آپؑ فرماتے ہیں:۔

"وانّ اللّٰہ بشّر نی فی ابنائی بشارۃً بعد بشارۃٍ حتّٰی بلّغ عددھم الیٰ ثلٰثۃٍ۔وانباء نی بھم قبل وجودھم بالالھام۔فاشعتُ ھذہ الانباء قبل ظھورھا فی الخواص والعوام۔وانتم تتلون تلک الاشتھارات۔ثم تمرون بھا غافلین من التعصّبات۔ و بشّرنی ربّی برابعٍ رَحمۃ۔وقال انّہ یجعل الثلاثۃ اربعۃ۔ "(روحانی خزائن جلد۱۱ صفحات ۱۸۲ بحوالہ انجام آتھم مطبوعہ ۱۸۹۷ء)

ترجمہ۔اور اللہ تعالیٰ نے میرے بیٹوں کے متعلق خوشخبری پر خوشخبری دی یہاں تک کہ ان کا عدد تین تک پہنچ گیا۔اور اِنکے وجود سے پہلے الہام کیساتھ اِنکی خوشخبری دی۔سو میں نے اُن خبروں کو اُنکے پیدا ہونے سے پہلے خاص و عام میں شائع کیا۔اور تم اِن اشتہاروں کو پڑھتے ہو پھر تعصب کی وجہ سے اُنکی پروا نہیں کرتے اور میرے ربّ نے اپنی رحمت سے مجھے چوتھے کی خوشخبری دی ہے اور فرمایا کہ وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا''۔

عزیزم ورک صاحب۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلے تینوں لڑکے جو زندہ موجود تھے اِنکے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپؑ پر کامل انکشاف فرما دیا اور بذریعہ الہام آپؑ کو بتا دیا کہ تین کو چار کرنیوالا ابھی پیدا ہونا باقی ہے۔یہ الہامی یقین تھا جس میں غلطی کا احتمال نہیں ہوسکتا۔اور یہ آئندہ پیدا ہونیوالا اور تین کو چار کرنیوالا وہی لڑکا تھا جس کی بشارت ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں دی گئی تھی۔اور پھر حتیٰ کہ ۱۴۔جون ۱۸۹۹ء کا وہ دن آ گیا جب آپؑ کا یہ چوتھا لڑکا آپکے ہاں پیدا ہو گیا۔آئیں دیکھتے ہیں کہ حضورؑ نے اپنے اس چوتھے لڑکے صاحبزادہ مبارک احمد کی پیدائش کے موقعہ پر کیا فرمایا تھا۔آپؑ فرماتے ہیں:۔

(I)''اور میرا چوتھا لڑکا مبارک احمد ہے اس کی نسبت پیشگوئی اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی۔''(روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۲۱ بحوالہ تریاق القلوب۔تصنیف۔ ۱۹۰۰ء۔)

پھر فرماتے ہیں:۔

(II)''دیکھو ایک وہ زمانہ تھا جو ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۱۵ میں یہ عبارت لکھی گئی تھی:۔ایک اور الہام ہے جو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں شائع ہوا تھا اور وہ یہ ہے کہ خدا تین کو چار کرے گا۔اس وقت ان تینوں لڑکوں کا جواب موجود ہیں نام ونشان نہ تھا۔اور اس الہام کے معنی یہ تھے کہ تین لڑکے ہونگے۔اور پھر ایک اور ہوگا جو تین کو چار کر دے گا۔سو ایک بڑا حصہ اس کا پورا ہو گیا۔یعنی خدا نے تین لڑکے مجھ کو اس نکاح سے عطا کئے جو تینوں موجود ہیں۔صرف ایک کی انتظار ہے جو تین کو چار کرنیوالا ہوگا۔اب دیکھو یہ کس قدر بزرگ نشان ہے؟''(ایضاً صفحات ۲۲۲ تا ۲۲۳)

جب یہ چوتھا لڑکا پیدا ہو گیا تو آپؑ اپنی اسی تصنیف ''تریاق القلوب''میں اس لڑکے کے متعلق فرماتے ہیں:۔

(III)''سو خدا تعالیٰ نے میری تصدیق کیلئے اور تمام مخالفوں کی تکذیب کیلئے اور عبدالحق غزنوی کو متنبہ کرنے کیلئے اس پسر چہارم کی پیشگوئی کو ۱۴۔جون ۱۸۹۹ء میں جو مطابق ۴۔صفر ۱۳۱۷ھ تھی بروز چارشنبہ پورا کر دیا یعنی وہ مولود مسعود چوتھا لڑکا تاریخ مذکورہ میں پیدا ہو گیا۔''(ایضاً صفحہ ۲۲۱)

حضورؑ اپنے اس چوتھے صاحبزادہ کے متعلق مزید فرماتے ہیں:۔

''سو صاحبو وہ دن آ گیا اور وہ چوتھا لڑکا جس کا ان کتابوں میں چار مرتبہ وعدہ دیا گیا تھا۔صفر ۱۳۱۷ھ کی چوتھی تاریخ میں بروز چارشنبہ پیدا ہو گیا۔عجیب بات ہے کہ اس لڑکے کے ساتھ چار کے عدد کو ہر ایک پہلو سے تعلق ہے۔اسکی نسبت چار پیشگوئیاں ہوئیں۔یہ چار صفر ۱۳۱۷ھ کو پیدا ہوا۔اسکی پیدائش کا دن ہفتہ کا چوتھا دن تھا یعنی بدھ۔یہ دوپہر کے بعد چوتھے گھنٹہ میں پیدا ہوا۔یہ خود چوتھا تھا۔(ایضاً صفحہ ۲۲۳)

عزیزم ورک صاحب۔حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے ان حوالہ جات سے ثابت ہے کہ حضورؑ نے صاحبزادہ مبارک احمد کو''مولود مسعود''اور''اس لڑکے کی نسبت پیشگوئی اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی تھی''اور''تین کو چار کرنے والا''فرما کر واضح رنگ میں اِسے پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق قرار دیا تھا۔اب ہم اس تحقیق کے بعد کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے بالآخر اپنے چوتھے لڑکے صاحبزادہ مبارک احمد کے متعلق مصلح موعود ہونے کا کامل انکشاف فرما دیا تھا، یہ معلوم کرنے کیلئے آگے بڑھتے ہیں کہ بعد ازاں اس''تین کو چار کرنیوالے''لڑکے کے متعلق پھر اللہ تعالیٰ کی کیا تقدیر ظاہر ہوئی۔؟اوائل ستمبر ۱۹۰۷ء میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے ایک منذر خواب دیکھا۔آپؑ فرماتے ہیں:۔

ستمبر ۱۹۰۷ء:۔''خواب میں دیکھا کہ ایک پانی کا گڑھا ہے۔مبارک احمد اس میں داخل ہوا اور غرق ہو گیا۔بہت تلاش کیا گیا مگر کچھ پتہ نہیں ملا۔پھر آگے چلے گئے تو اس کی بجائے ایک اور لڑکا بیٹھا ہے۔''(تذکرہ صفحہ ۶۱۸ بحوالہ بدر جلد نمبر ۶ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۵)

بعد ازاں ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء کے دن مبارک احمد فوت ہو گئے۔لیکن مبارک احمد کی وفات کے بعد اسی دن یعنی ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء کے دن اللہ تعالیٰ نے پھر حضورؑ کو ایک حلیم غلام کی بشارت دیدی۔اب حلیم ہونا تو مصلح موعود کی ایک علامت ہے لہٰذا یہ حلیم غلام مصلح موعود ہی تھا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

''اِنَّانُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيْمٍ۔ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں۔''(تذکرہ صفحہ ۶۱۹ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۳ مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱)

عزیزم ورک صاحب۔اکتوبر ۱۹۰۷ء میں اللہ تعالیٰ نے ایک اور فیصلہ کن امر ظاہر فرما دیا۔وہ یہ کہ اس حلیم غلام کو مبارک احمد کا مثیل قرار دے دیا۔اور اس طرح یہ پیشگوئی مصلح موعود مبارک احمد سے منتقل ہو کر اسکے مثیل کی طرف چلی گئی۔جیسا کہ حضورؑ اپنے اشتہار ۵ نومبر ۱۹۰۷ء میں فرماتے ہیں:۔

''لیکن خدا کی قدرتوں پر قربان جاؤں کہ جب مبارک احمد فوت ہوا۔ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے یہ الہام کیا۔اِنَّانُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيْمٍ۔ يَنْزِلُ مَنْزِلَ الْمُبَارَكِ۔ترجمہ۔یعنی ایک حلیم لڑکے کی ہم تجھے خوشخبری دیتے ہیں جو بمنزلہ مبارک احمد کے ہوگا اور اس کا قائم مقام اور اس کا شبیہ ہوگا پس خدا نے نہ چاہا کہ دشمن خوش ہو۔اسلئے اس نے بمجرد وفات مبارک احمد کے ایک دوسرے لڑکے کی بشارت دے دی تا یہ سمجھا جائے کہ مبارک احمد فوت نہیں ہوا بلکہ زندہ ہے۔''(تذکرہ صفحہ ۶۲۲ بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۵۸۷)

عزیزم ورک صاحب۔حضرت صاحبزادہ مبارک احمد کی پیدائش یعنی ۱۴۔جون ۱۸۹۹ء کے بعد حضورؑ کے گھر میں بطور مثیل مبارک احمد کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوا اور اس طرح یہ الہامی پیشگوئی آپؑ کے جسمانی لڑکوں سے نکل کر آپ کی ذریت یعنی آپکی روحانی اولاد کی طرف منتقل ہو گئی ہے۔زکی غلام یعنی مصلح موعود سے متعلق آخری الہامی بشارت کب ہوئی؟

زکی غلام کے متعلق آخری اور فیصلہ کن الہامی بشارت

۶۔۷ نومبر ۱۹۰۷ء:۔''سَاَهَبُ لَكَ غُلَاما زَكِيًّا۔رَبِّ هَبْ لِيْ ذُرِّيَّة طَيِّبَة۔اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُه يَحْيىٰ۔اَلَمْ تَرَكَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحَابِ الْفِيْلِ۔۔۔آمدنِ عید

مبارک بادت۔عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو‘‘(تذکرہ ۶۲۶ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۰، ۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۳)

ترجمہ۔میں ایک زکی غلام کی بشارت دیتا ہوں۔اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔میں تجھے ایک غلام کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام یحییٰ ہے۔کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے ربّ نے اصحاب فیل کیساتھ کیا کیا۔۔۔عید کا آنا تیرے لیے مبارک ہو۔عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔

عزیزم ورک صاحب۔۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں مصلح موعود کی الہامی بشارت ’’زکی غلام‘‘ کے الفاظ میں نازل ہوئی تھی۔اللہ تعالیٰ نے ۶۔۷۔نومبر ۱۹۰۷ء کے دن آخری بار پھرانہیں الفاظ میں الہامی بشارت دیکر نہ صرف اس حقیقت پر مہرتصدیق ثبت کردی کہ مصلح موعود ۶۔۷ نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہوگا بلکہ اس بات کا بھی فیصلہ فرمادیا کہ حضورؑ کے جسمانی لڑکے اس الہامی بشارت کے مصداق نہیں ہونگے۔جناب محمود ثانی صاحب۔واضح ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے نہ کہ کسی اِنسان کا۔کیا آپ اور جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے کو قبول نہیں کروگے۔اور اگر نہیں تو کیوں۔؟ کیونکہ کسی کو مصلح موعود بنانا یا نہ بنانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے نہ کہ کسی اِنسان کا یا لوگوں کا۔

عزیزم ورک صاحب۔ہم دیکھتے ہیں کہ مصلح موعود کی آخری الہامی بشارت کے آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ’’آمدنِ عید مبارک بادت‘‘یعنی عید کا آنا تیرے لیے مبارک ہو۔کسی روحانی مصلح کی بعثت اہل دنیا کیلئے عید کی قائم مقام ہوتی ہے۔حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے بھی اس نکتہ کی وضاحت اپنی مختلف کتب میں فرمائی ہے۔اس الہام کے آخر میں جو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ ’’عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو‘‘ اِسکا کیا مطلب ہے؟ مصلح موعود سے متعلق اس آخری الہام میں اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر فرمایا ہے۔اے میرے مہدی و مسیح:۔جب تیرا یہ موعود زکی غلام دنیا میں آئے گا تو کچھ لوگ ایسے حالات پیدا کر چکے ہوں گے کہ جسکے نتیجہ میں تیری جماعت کے لوگ اس روحانی عید کو منانے کیلئے تیار نہیں ہونگے۔آج حضورؑ کی جماعت میں خلفائے جماعت اور مبلغین اور محمود ثانیوں نے اپنے ’’ناخنِ تدبیر‘‘ سے کیا سچ مچ ایسے حالات پیدا نہیں کردیئے کہ عید کا آنا بجائے مبارک کے نا مبارک ثابت کیا جارہا ہے؟ آخر گھر گھر اور بندے بندے کا تعاقب چہ معنی دارد؟ عید کا چاند نکل آنے کے باوجود بھی اُسکے مبارک منظر کو (اپنے تیئں) دھندلانے اور گہنانے والی مکروہ کوششوں کو باقاعدہ ’’کارِثواب‘‘ کا نام دیا گیا ہے۔یہ جانتے بوجھتے ہوئے بھی کہ چاند پر تھوکنے کی کوششیں کبھی بارآور ثابت نہیں ہوتیں بلکہ اس سے اِنسان خود جگ ہنسائی اور ایک مضحکہ خیز صورتحال میں گھر کررہ جاتا ہے۔کیا آج موعود زکی غلام کے متعلق حضورؑ کا یہ الہام ’’عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو‘‘ لفظ بہ لفظ پورا نہیں ہورہا ہے؟

آخر میں ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے بعد مبشر اِلہامات کا سلسلہ نزول آپکی وفات تک کس طرح جاری رہتا ہے۔خاکسار اِنہیں یکجائی طور پر ذیل میں درج کرتا ہے۔

۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی مفصل اِلہامی پیشگوئی کے بعد غلام مسیح الزماں کے متعلق مبشر اِلہامات کا ترتیب وار نزول

(۲) ۱۸۹۴ء۔’’اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ‘‘۔یعنی ہم تجھے ایک غلام کی بشارت دیتے ہیں۔(تذکرہ صفحہ ۲۱۴ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۴۰ حاشیہ)

(۳) ۱۸۹۶ء۔’’اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ حَلِیۡمٍ۔مَّظۡھَرِالۡحَقِّ وَ الۡعَلَاءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔‘‘ترجمہ۔ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں جو حق اور بلندی کا مظہر ہوگا گویا خدا آسمان سے اُترا۔(تذکرہ صفحہ ۲۳۸ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۶۲)

(۴) ۱۳۔اپریل ۱۸۹۹ء۔’’اِصۡبِرۡ مَلِیًّا سَاَھَبُ لَکَ غُلَامًا زَکِیًّا۔‘‘یعنی کچھ تھوڑا عرصہ صبر کر میں تجھے ایک زکی غلام عنقریب عطا کروں گا۔(تذکرہ صفحہ ۲۷۰ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۱۶)

(۵) ۲۶۔دسمبر ۱۹۰۵ء۔’’اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ نَّافِلَۃً لَّکَ۔نَافِلَۃً مِّنۡ عِنۡدِیۡ۔‘‘ہم تجھے ایک غلام کی بشارت دیتے ہیں۔وہ تیرے لیے نافلہ ہے۔ہماری طرف سے نافلہ ہے۔(تذکرہ صفحہ ۵۰۰/ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۹ بحوالہ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱ مورخہ ۱۰۔جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

(۶) مارچ ۱۹۰۶ء۔’’اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ نَّافِلَۃً لَّکَ۔‘‘ہم ایک غلام کی تجھے بشارت دیتے ہیں۔جو تیرے لیے نافلہ ہوگا۔(تذکرہ صفحہ ۵۱۹ بحوالہ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۰، ۲۴ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

(۷) ۱۹۰۶ء۔’’اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ مَّظۡھَرِالۡحَقِّ وَ الۡعَلَاءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔‘‘ہم ایک غلام کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو حق اور اعلیٰ کا مظہر ہوگا۔گویا آسمان سے خدا اُترے گا۔(تذکرہ صفحہ ۵۵۴ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۹۸ تا ۹۹)

(۸) ۱۶۔ستمبر ۱۹۰۷ء۔’’اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ حَلِیۡمٍ۔‘‘ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں۔(تذکرہ صفحہ ۶۱۹ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۳ مورخہ ۱۷۔ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱)

(۹) اکتوبر ۱۹۰۷ء۔’’(۵) اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ حَلِیۡمٍ (۶) یَنۡزِلُ مَنۡزِلَ الۡمُبَارَکِ۔(۷) ساقیا آمدنِ عید مبارک بادت۔‘‘(تذکرہ صفحہ ۶۲۲ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۹ مورخہ ۳۱۔اکتوبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱) ترجمہ۔ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں جو مبارک احمد کی شبیہہ ہوگا۔اے ساقی عید کا آنا تجھے مبارک ہو۔

(۱۰) ۶/۷۔نومبر ۱۹۰۷ء۔’’سَاَھَبُ لَکَ غُلَامًا زَکِیًّا۔رَبِّ ھَبۡ لِیۡ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً۔اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ اسۡمُہٗ یَحۡیٰی۔اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصۡحَابِ الۡفِیۡلِ۔....آمدن

عید مبارک بادت ۔عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔''(تذکرہ ۶۲۶ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۰، ۱۰۔نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۳) ترجمہ۔میں ایک زکی غلام کی بشارت دیتا ہوں ۔اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔ میں تجھے ایک غلام کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام یحیٰی ہے۔کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے ربّ نے اصحاب فیل کیساتھ کیا کیا۔

عزیزم ورک صاحب! مندرجہ بالا مبشر اِلہامات ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء سے شروع ہوکر حضورؑ کی وفات سے تھوڑا سا پہلے ۶/ ۷۔نومبر ۱۹۰۷ء تک جاری رہتے ہیں۔اگر یہ مبشر اِلہامات سچے ہیں اور میں کہتا ہوں یقیناً سچے ہیں تو پھر سنت اللہ کے مطابق اس زکی غلام نے ۶/ ۷نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونا تھا۔۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں زکی غلام (مصلح موعود) کے متعلق بشارت تو ہو چکی تھی اور ساتھ ہی اُسکی بعثت کی اغراض کثیرہ کا بھی تفصیلاً ذکر ہو چکا تھا۔اب اگر چہ اللہ تعالیٰ ضرورت حقہ کے بغیر ایک لفظ بھی اِلہام نہیں کیا کرتا لیکن پھر بھی ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی مفصل اِلہامی پیشگوئی کے بعد اللہ تعالیٰ چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کی شکل میں زکی غلام کے متعلق مبشر کلام حضورؑ کی وفات تک آپ پر نازل فرماتا رہا ہے۔اب سوال یہ ہے کہ غلام مسیح الزماں سے متعلق دوبارہ نازل ہونیوالے اِس مبشر کلام الٰہی کی غرض وغایت کیا تھی۔؟ چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں مصلح موعود سے متعلق دوبارہ نازل ہونیوالے مبشر کلام الٰہی میں اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندے اور اُسکی جماعت کو کیا پیغام دے رہا تھا۔؟

غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) کے متعلق بار بار اِلہامی بشارات کی غرض وغایت

عزیزم ورک صاحب۔زکی غلام مسیح الزماں سے متعلق تمام مبشر کلام اِلٰہی جو حضورؑ پر نازل ہوا تھا آپؑ نے شان انبیاء کے مطابق یہ تمام کلام اپنی زندگی میں مختلف اخبارات اور اپنی کتب میں شائع فرما دیا تھا۔حضورؑ کو اپنے اِلہامی کلام پر اِسکے کلام اللہ ہونے کے ضمن میں اتنا ہی یقین تھا جتنا آپ کا قرآن کریم کے بارے میں یقین تھا۔آپ اپنی وحی کے متعلق فرماتے ہیں:۔''وإنْ کان الامر خلاف ذالك علیٰ فرض المحالِ فنبذنا کله من ایدینا کالمتاع الردّی و مادةِ السعال۔'' (روحانی خزائن جلد ۵، آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۱) اگر میری وحی قرآن کے خلاف ہو تو میں اسے تھوک کی طرح پھینک دوں۔

آپ علیہ السلام نے بڑا زور دے کر فرمایا ہے کہ ہر سچا اِلہام اُسی اِلٰہی سنت کے مطابق ہونا چاہیے جو کہ قرآن کریم میں وارد ہو چکی ہے۔اور یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک اِلہام سچا بھی ہو اور وہ ہو بھی قرآنی سنت کے برخلاف۔آپؑ فرماتے ہیں۔

''یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہر ایک الہام کیلئے وہ سنت اللہ بطور امام اور مہیمن اور پیشرو کے ہے جو قرآن میں وارد ہو چکی ہے اور ممکن نہیں کہ کوئی الہام اس سنت کو توڑ کر ظہور میں آوے کیونکہ اس سے پاک نوشتوں کا باطل ہونا لازم آتا ہے۔''(انوار الاسلام، مطبوعہ ۱۸۹۵ء۔روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۹۱)

جب ہم قرآن مجید کی روشنی میں اِن مبشر اِلہامات کو دیکھتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ مصلح موعود کے متعلق بار بار نازل ہونیوالے مبشر کلام الٰہی میں اللہ تعالیٰ اپنے مہدی و مسیح موعودؑ کو اور آپکے توسط سے آپکی جماعت کو یہ پیغام دے رہا تھا کہ ابھی تک وہ مصلح موعود پیدا نہیں ہوا ہے۔وہ زکی غلام اپنی آخری بشارت یعنی ۶/ ۷۔نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہوگا۔اللہ تعالیٰ اِس مبشر کلام اِلٰہی میں سمجھا رہا تھا کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں نے اپنے کسی نبی یا ولی کو کسی بچے کی بشارت دی ہو جبکہ وہ بچہ اُسکی گود میں ہو یا اُسکے گھر میں کھیلتا پھر رہا ہو۔یہ بات میری سنت کے خلاف ہے۔اور ہم دیکھتے ہیں کہ اس طرح نہ صرف حضورؑ کے جسمانی لڑکے بلکہ وہ تمام روحانی لڑکے بھی جو آپکی ذریت یعنی جماعت میں ۶/ ۷۔نومبر ۱۹۰۷ء سے پہلے پیدا ہو چکے تھے پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت سے باہر نکل گئے۔اللہ تعالیٰ نے زکی غلام سے متعلقہ مبشر اِلہامات کی حقیقت اِس عاجز پر اِسی طرح منکشف فرمائی ہے جس طرح قریباً ایک صدی قبل اُس نے میرے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ پر حضرت مسیح ناصریؑ کی وفات کا انکشاف فرمایا تھا۔یہ مبشر کلام اِلٰہی ہمیں درج ذیل تین یقینی نتائج پر پہنچاتا ہے۔اور کوئی بھی اِنسان جو قرآنی وحی اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو سچا مانتا ہے کیلئے ممکن نہیں کہ وہ اِن تینوں نتائج کو چیلنج کر سکے یا جھٹلا سکے۔۔۔۔ (۱) اس مبشر کلام الٰہی سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے جسمانی لڑکوں (مرزا بشیر الدین محمود احمد، مرزا بشیر احمد اور مرزا شریف احمد) میں سے کسی کو بھی مصلح موعود نہیں بنائے گا۔ (۲) زکی غلام (مصلح موعود) کی پیدائش کے متعلق حضورؑ کا بیان فرمودہ نو (۹) سالہ عرصہ آپکا اجتہادی خیال تھا نہ اِلہامی۔ (۳) زکی غلام یعنی مثیل مبارک احمد یا مصلح موعود نے اپنے آخری مبشر اِلہام جو کہ مورخہ ۶۔ ۷نومبر ۱۹۰۷ء کو نازل ہوا تھا کے بعد جماعت احمدیہ میں پیدا ہونا ہے۔عزیزم ورک صاحب۔آپ مضمون نگار اور اپنے زعم میں بنے ہوئے محمود ثانی سے کہیں کہ وہ اِن تینوں نتائج کو جھٹلا کر دکھائے۔ ؎ ہم ایسے سادہ دلوں کی نیاز مندی سے بتوں نے کی ہیں جہاں میں خدائیاں کیا کیا

جماعت احمدیہ کا اَلمیہ

عزیزم ورک صاحب۔جس طرح عالم اسلام میں حضرتِ مسیح ناصری کے زندہ بجسم عنصری آسمان پر اُٹھائے جانے کے خیال کے متعلق صدیوں تک کسی کو یہ خیال تک بھی نہ آیا کہ ہم اِس عقیدہ کو کم از کم قرآنِ مجید کی روشنی میں پرکھ کر تو دیکھیں کہ آیا یہ عقیدہ درست بھی ہے یا کہ نہیں۔؟ بعینہٖ ہمارا جماعتی المیہ بھی یہ رہا ہے کہ ہم سمجھتے رہے کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی

اِلہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو ایک لڑکے کی خبر دی تھی اور اِس سے آگے غور و فکر کرنے کو یا تو ہم نے گناہ سمجھا یا ہمیں گناہ سمجھنے پر مجبور کر دیا گیا۔ ہم نے زکی غلام کے متعلق مبشر اِلہامات پر نہ کبھی غور و فکر کیا اور نہ ہی یہ دیکھنے کی کبھی زحمت گوارا کی کہ قرآنِ مجید کی روشنی میں یہ مبشر کلام ہمیں کیا پیغام دے رہا ہے۔؟ ہم بشیروں سے باہر نہ نکلے۔ ہم یہ خیال کرتے رہے کہ اگر یہ موعود لڑکا بشیر اوّل نہیں تو پھر ضرور یہ بشیر ثانی ہوگا اور اگر بشیر ثانی نہیں تو پھر ضرور کوئی بشیر ثالث ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ ہمارا ایسا خیال کرنا قطعی طور پر غلط تھا کیونکہ قرآنِ کریم کی روشنی میں زکی غلام کے متعلق اِلہامی بشارات ہماری یہ راہنمائی فرماتی ہیں کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا کوئی بھی جسمانی لڑکا پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں نہیں آتا اور اس طرح آنیوالا مصلح موعود دراصل حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا اُسی طرح روحانی فرزند ہے جس طرح آپؑ بذاتِ خود آنحضرتﷺ کے روحانی فرزند تھے۔ اُدھر محمود ثانی کے آقا محمود اوّل (مرزا بشیر الدین محمود احمد) خلیفہ ثانی بننے کے بعد تاک میں بیٹھ گئے اور وہ مصلح موعود بننے کے خبط میں مبتلا تھے۔ اُنہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ موقعہ ملتے ہی ۱۹۴۴ء میں مصلح موعود ہونے کا دعویٰ جما دیا۔ مزید یہ ظلم کیا کہ دعویٰ کرنے کے بعد اِس اِلہامی پیشگوئی کا اکونٹ (account) بند کر دیا اور کم از کم جماعت احمدیہ قادیان گروپ میں کسی احمدی کو اِس پیشگوئی پر غور و فکر کرنے یا اس پر کوئی سوال کرنے سے روک دیا گیا۔ عجیب بات ہے کہ جناب خلیفہ ثانی صاحب کا یہ دعویٰ ایک ایسا دعویٰ تھا جس کی قرآن مجید تکذیب کرتا ہے۔ وہ قرآن مجید کی تفسیر کبیر تو لکھتے رہے لیکن اُنہیں یہ پتہ نہ چلا کہ زکی غلام کے متعلق مبشر اِلہامات نے قرآن کریم کی روشنی میں اُسے تو ویسے ہی پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت سے باہر کر دیا ہے۔

عزیزم ورک صاحب! یہ بات یاد رہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی اتنی عام فہم اور سیدھی سادی نہیں جتنی کہ یہ سمجھ لی گئی تھی۔ جب آنحضورﷺ کے متعلق جو پیشگوئی توریت میں بیان ہوئی ہے اِس میں یہودیوں اور نصاریٰ کی آزمائش ہو چکی ہے۔ اور جو پیشگوئی آپﷺ نے اپنے روحانی فرزند (حضرت مہدی مسعود و مسیح موعود) کے متعلق بیان فرمائی تھی اس میں بھی مسلمانوں کی سخت آزمائش ہو چکی ہے تو پھر حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے زکی غلام (مصلح موعود) سے متعلق اِلہامی پیشگوئی اِمتحان سے خالی کیونکر ہو سکتی تھی۔؟ میں اللہ تعالیٰ کے بڑے واضح اِنکشافات کی روشنی میں آپ سب سے واشگاف الفاظ میں کہتا ہوں کہ محمود اوّل (خلیفہ ثانی) مصلح موعود نہیں تھے اور اُن کا دعویٰ مصلح موعود قطعی طور پر ایک جھوٹا اور سیاسی دعویٰ تھا۔ اللہ تعالیٰ اپنی سنت کے خلاف اُنہیں مصلح موعود بنا ہی نہیں سکتا تھا؟ یہ بات کبھی نہیں بھولنی چاہیے اور ہمارے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے ہمیں بارہا فرمایا ہے کہ ایسی پیشگوئیاں يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا (البقرہ۔ ۲۷) کا مصداق ہوتی ہیں۔ ایسی پیشگوئیوں کے متعلق آپؑ اِرشاد فرماتے ہیں:۔

پیشگوئیوں کے متعلق حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی زرّیں نصائح

''دراصل بات یہ ہے کہ بسا اوقات انبیاء علیہ السلام اور دوسرے ملہمین پر ایسے اُمور ظاہر کیے جاتے ہیں کہ وہ اِسرار اِستعارات کے رنگ میں ہوتے ہیں اور انبیاء علیہ السلام اِن کو اِسی طرح لوگوں پر ظاہر کر دیتے ہیں جس طرح وہ سنتے یا دیکھتے ہیں اور ایسا بیان کرنا غلطی میں داخل نہیں ہوتا کیونکہ اِسی رنگ اور طرز سے وحی نازل ہوتی ہے اور یہ بھی ضروری نہیں ہوتا کہ اِلہامی اور کشفی پیشگوئیوں کے تمام اِستعارات کا نبی کو علم دیا جائے کیونکہ بعض اِبتلا جو پیشگوئیوں کے ذریعہ سے کسی زمانہ کیلئے مقدر ہوتے ہیں۔ وہ علم کی اِشاعت کی وجہ سے قائم نہیں رہ سکتے اور یہ بھی ممکن ہے کہ پیشگوئیوں کے بعض اِسرار سے نبیوں کو اطلاع دی جائے مگر اُن کو اِن اسرار کے اُفشاء سے منع کیا جائے۔ بہر حال یہ اُمور نبوت کی شان سے ہرگز منافی نہیں ہیں کیونکہ کامل اور غیر محدود علم خدا تعالیٰ کی ذات سے خاص ہے۔'' (ایام الصلح (۱۸۹۸ء) / روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۲۷۶)

پھر اِن سب باتوں سے بڑھ کر یہ بات کہ خود آنحضورﷺ نے پیشگوئیوں کے معاملہ میں اِجتہادی غلطی کو خارج از اِمکان قرار نہیں دیا۔ بلکہ خود آپﷺ کو بھی اِس قسم کے بشری سہو کا سامنا کرنا پڑا۔ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ آنحضرتﷺ کی ایک مبارک خواب کا ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''قال ابو موسٰی عن النبی صلی الله علیه و سلم رئیت فی المنام انی أهاجر من مكة الی ارض بها نخل فذهب وهلی الی انها الیمامة او هجر فاذا هی المدینة یثرب (بخاری جلد ثانی باب هجرت النبی صلعم و اصحابه الی المدینة) یعنی ابوموسٰی نے آنحضرتﷺ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے مکہ سے ایک ایسی زمین کی طرف ہجرت کی ہے جس میں کھجوروں کے درخت ہیں۔ پس میرا خیال اس طرف گیا کہ وہ زمین یمامہ یا زمین ہجر ہے مگر وہ مدینہ نکلا یعنی یثرب۔ اب دیکھو آنحضرتﷺ نے جن کی رؤیا وحی ہے اور جن کا اِجتہاد سب اِجتہادوں سے اسلم اور اقویٰ اور اصحّ ہے اپنی رؤیا کی یہ تعبیر کی تھی کہ یمامہ یا ہجر کی طرف ہجرت ہوگی۔ مگر وہ تعبیر صحیح نہ نکلی۔'' (براہین احمدیہ حصہ پنجم (۱۹۰۵ء) / روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحات ۱۶۸۔۱۶۹)

عزیزم ورک صاحب! پیشگوئیوں کے سلسلہ میں حضورؑ مزید فرماتے ہیں:۔

(ا) ''ایسا ہی آپ (ﷺ) نے اُمت کے سمجھانے کے لیے بعض پیشگوئیوں کے سمجھنے میں خود اپنا غلطی کھانا بھی ظاہر فرمایا۔ اب کیا یہ تعلیم نبوی کافی نہیں اور کیا یہ تعلیم با آواز بلند

نہیں بتلا رہی کہ پیشگوئیوں پر اجمالی طور پر اِیمان لاؤ اور اُن کی اصل حقیقت حوالہ بخدا کرو۔ اُمت محمدیہ میں تفرقہ مت ڈالو اور تقویٰ کا طریق اختیار کرلو‘‘ (ازالہ اوہام (۱۸۹۱ء)/ روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۳۱۰)

(۲) ’’صوم اور صلوٰۃ کی طرح پیشگوئی کو بھی ایک حقیقت منکشفہ سمجھنا بڑی غلطی اور بڑا بھاری دھوکہ ہے۔ یہ احکام تو وہ ہیں جو آنحضرت ﷺ نے کر کے دکھلا دیئے اور بکلی اِن کا پردہ اُٹھا دیا۔ مگر کیا اِن پیشگوئیوں کے حق میں بھی آنحضرت ﷺ نے یہی فرمایا ہے۔ کہ یہ من کل الوجوہ مکشوف ہیں اور ان میں کوئی ایسی حقیقت اور کیفیت مخفی نہیں جو ظہور کے وقت سمجھ آ سکے۔ اگر کوئی حدیث صحیح موجود ہے تو کیوں پیش نہیں کی جاتی۔ آپ لوگ ہمارے نبی کریم ﷺ سے زیادہ علم وفراست نہیں رکھتے۔ صحیح بخاری کی حدیث کو دیکھو کہ جب آنحضرت ﷺ کو ایک ابریشم کے ٹکڑے پر حضرت عائشہ صدیقہ کی تصویر دکھائی گئی کہ تیرے نکاح میں آوے گی۔ تو آپ نے ہرگز یہ دعویٰ نہ کیا کہ عائشہ سے درحقیقت عائشہ ہی مراد ہے بلکہ آپ نے فرمایا کہ اگر درحقیقت اس عائشہ کی صورت سے عائشہ ہی مراد ہے تو وہ مل ہی رہے گی۔ ورنہ ممکن ہے کہ عائشہ سے مراد کوئی اور عورت ہو۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ابوجہل کے لیے مجھے بہشتی خوشہ انگور دیا گیا مگر اس پیشگوئی کا مصداق عکرمہ (ابوجہل کا لڑکا۔ ناقل) نکلا۔ جب تک خدا تعالیٰ نے خاص طور پر تمام مراتب کسی پیشگوئی کے آپ پر نہ کھولے تب تک آپ نے اُسکی کسی شق خاص کا کبھی دعویٰ نہ کیا۔‘‘ (ازالہ اوہام (۱۸۹۱ء)/ روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۳۱۰)

(۳) ’’یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے اور پہلے بھی ہم کئی مرتبہ ذکر کر آئے ہیں کہ جس قدر پیشگوئیاں خدا تعالیٰ کی کتابوں میں موجود ہیں اِن سب میں ایک قسم کی آزمائش اِرادہ کی گئی ہے۔ اِس میں کچھ شک نہیں کہ اگر کوئی پیشگوئی صاف اور صریح طور پر کسی نبی کے بارہ میں بیان کی جاتی تو سب سے پہلے مستحق ایسی پیشگوئیوں کے ہمارے نبی ﷺ تھے۔‘‘ (ازالہ اوہام (۱۸۹۱ء)/ روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۱۳۳ تا ۱۳۷)

اختتامیہ

عزیزم حبیب اللہ ورک صاحب! حضرت مہدی و مسیح موعودؑ تو فرماتے ہیں کہ اگر کوئی پیشگوئی صاف اور صریح طور پر کسی مصلح کے بارے میں بیان کی جاتی تو سب سے پہلے مستحق ایسی پیشگوئی کے ہمارے عظیم مصلح موعود یعنی حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ ﷺ ہوتے۔؟ کیا پیشگوئیوں کے معاملہ میں حضورؑ نے ہمیں خبردار نہیں کیا ہے کہ ہم پیشگوئی مصلح موعود کے بارے میں بھی جذبات کی بجائے ہوش وحواس اور تقویٰ سے کام لیتے اور آنکھیں بند کر کے اِس کو جلدی میں کسی پر چسپاں کرنے کی کوشش نہ کرتے خواہ وہ حضورؑ کا بیٹا ہی کیوں نہ ہوتا۔؟ آپکے ارسال کردہ مضمون کا عنوان ہے ’’سیدنا محمود کے دعویٰ مصلح موعود کی صداقت‘‘۔ لیکن مضمون نگار مرزا بشیر الدین محمود احمد کے دعویٰ مصلح موعود کو اپنے مضمون میں قطعاً نہ سچا ثابت کر سکے ہیں اور نہ ہی وہ کر سکتے ہیں۔ وہ تو اپنے مضمون میں خود اپنے آقا سیدنا محمود صدیق کو بالوساطہ جھوٹا قرار دے رہے ہیں۔ اُنہوں نے اپنے مضمون میں صرف خوابوں اور دعاوی کا ہی ذکر کیا ہے۔ عزیزم خاکسار آپ سے سوال کرتا ہے کہ کیا اُمت محمدیہ موسوی مسیح ابن مریم کا ماڈی جسم کیساتھ زندہ آسمان پر اُٹھایا جانا ثابت کر سکتی ہے۔؟ ہرگز نہیں۔ یہی معاملہ پیشگوئی مصلح موعود کا ہے۔ افراد جماعت احمدیہ قرآن کریم اور زکی غلام سے متعلق مبشر الہامات کی روشنی میں حضرت بانئے جماعت کے لڑکوں کو پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں ثابت نہیں کر سکتے چہ جائیکہ کوئی مرزا بشیر الدین محمود احمد کے دعویٰ مصلح موعود کو سچا ثابت کرتا پھرے۔ جس طرح صدیاں پوری اُمت محمدیہ حیات مسیح کے غلط خیال میں مبتلا رہی اور موسوی مریم کے زکی غلام (سورۃ مریم۔ آیت نمبر ۳۰) کا ماڈی جسم کیساتھ زندہ آسمان سے اُترنے کا انتظار کرتی رہی۔ تاوقتیکہ ایک صدی قبل اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمدؑ پر مسیح ابن مریم علیہ السلام کا فوت ہونا ظاہر فرما دیا۔ اسی طرح جماعت احمدیہ زکی غلام (مصلح موعود) سے متعلق مبشر الہامات کی حقیقت سے ایک صدی تک لاعلم رہی تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۸۴ء میں اس عاجز پر قرآن کریم کی روشنی میں اِن الہامات کی حقیقت اور انکی غرض وغایت کا اِنکشاف فرما دیا۔ اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود میں یہی وہ نکتہ اور راز تھا جس سے افراد جماعت اب تک بے خبر رہے۔ جس طرح پہلے آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی مسیح موعود کی حقیقت جس فرد اُمت پر وا ہوئی تھی دراصل وہی اِس پیشگوئی کا مصداق تھا کیونکہ ایسی پیشگوئیاں ہمیشہ اپنے مصداق پر ہی کھلا کرتی ہیں۔ اسی طرح پیشگوئی مصلح موعود کی حقیقت بھی اُسی فرد جماعت پر وا ہونی تھی جو دراصل اس اِلہامی پیشگوئی کا مصداق تھا۔ عزیزم ورک صاحب۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور وہ جسے چاہے اپنا فضل بخش دیوے۔ ذٰلِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ‌ؕ وَاللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِيۡمِ (الجمعہ۔۵) یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

بقول شخصے۔۔۔ ’’فکر ونظر کا اِختلاف؟ سو فیصد برحق۔ تجزیہ کرنے میں غلطی ہو سکتی ہے۔ غلطی ہو جائے تو اعتراف کرنا چاہیے یا اس کا دفاع کرتے رہنا چاہیے۔ اس سے بیاہ کر لینا چاہیے اور اولاد پیدا کرنی چاہیے۔ سچائی بانجھ ہو سکتی ہے مگر غلطی بانجھ نہیں ہوتی۔ پہچان لینے کے بعد دھتکار نہ دی جائے تو بچے جنتی ہے اور جنتی ہی چلی جاتی ہے۔ بڑے بڑوں پر یہ بھید نہیں کھلتا۔ عمر بھر وہ جھوٹ کی فکری اولاد پالتے ہیں اور عمر بھر دوسروں کو کوستے رہتے ہیں۔ سچائی تو اُسکے قلب ودماغ پر اُترتی ہے جو آرزومند ہو، پیہم دعا کرتا رہے، پیہم اپنے اندر

جھانکتا رہے۔اھد ناالصراط المستقیم اھد ناالصراط المستقیم پکارتا رہے۔زبان سے نہیں دل سے،دل کی گہرائیوں سے۔‘‘

عزیزم حبیب اللہ ورک صاحب۔خاکسار نے آپکی درخواست کے مطابق نہ صرف محمود ثانی کے مضمون کا جواب دے کر اُسکی لن ترانیوں کا بھانڈا پھوڑا ہے بلکہ پیشگوئی مصلح موعود کے تجزیہ اور اُسکی حقیقت سے بھی آپ کو آگاہ کر دیا ہے۔الحمدللہ۔آپ میرا یہ جوابی مضمون بطور آئینہ خود ساختہ معتمد ایوب احمدیت و محمود ثانی کے آگے رکھنا اور اُسے کہنا کہ پیشگوئی مصلح موعود کی اصل حقیقت یہ ہے۔واضح رہے کہ جب محمود اوّل کی کذب بیانی ثابت ہوگئی تو پھر اُسکی کسی رؤیا کی بھی کیا حیثیت اور ایسی رؤیا کی بنیاد پر کسی کا محمود ثانی ہونے کا دعویٰ چہ معنی دارد؟ خاکسار نے آپکی طرف سے بھیجے ہوئے محمود ثانی کے مضمون کو اپنی ویب سائٹ (alghulam.com) پر بھی لگایا ہے اور ساتھ ہی لوگوں کو دعوت عام بھی دی ہے کہ وہ پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں محمود ثانی کی تبحر علمی سے آگاہ ہو جائیں۔بعد ازاں میرے جوابی مضمون کو بھی پڑھیں اور پھر خود ہی فیصلہ کر لیں کہ حقیقت کیا ہے اور سچ کیا ہے۔؟اگر محمود ثانی صاحب سمجھتے ہیں کہ اُنکے پلے بھی کچھ ہے تو وہ میرے مضمون کو میری طرح اپنی ویب سائٹ پر لگائیں اور میرے جوابی مضمون کا جواب لکھیں اور اُسے بھی اپنی ویب سائٹ پر لگائیں۔اگر اُس نے ایسا کیا تو خاکسار اُسکے جوابی مضمون کا بھی جواب لکھے گا۔اور اگر اُس نے ایسا نہ کیا تو پھر سمجھ لینا کہ سچ اور جھوٹ کا فیصلہ ہو گیا۔وَ آخِرُ دعْوَاھُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن۔

فضا میں جس نے بھی اپنا لہو اُچھال دیا　　ستم گروں نے اُسے شہر سے نکال دیا
یہی تو ہم سے رفیقانِ شب کو شکوہ ہے　　کہ ہم نے صبح کے راستے پہ خود کو ڈال دیا

وَالسَّلَامُ عَلیٰ مَنِ اتَّبَعَ الْھُدیٰ

خاکسار

عبدالغفار جنبہ۔زکی غلام مسیح الزماں

مورخہ ۲۲۔جون ۲۰۱۰ء/کیل۔جرمنی

☆☆☆☆☆☆☆

بِسم ِ اللہِ الرّحمٰن ِ الرَّحیم ؕ نحمدہ' ونصلی علی رسولہ ِ الکریم

وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

سید نا محمود کے دعویٰ مصلح موعود کی صداقت

مورخہ 8 نومبر 2009ء

عزیز ان افراد جماعت حُضور مسیح موعود . السلام و علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ'

آپ سب حضرات کو معلوم ہے کہ حضرت سیدنا محمود نے ۱۹۴۴ء میں سیدنا حضور مسیح موعود کی پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ جسے عمومی طور پر جماعت مبائعین نے تسلیم کر لیا مگر دیگر احمدی حضرات نے اسے تسلیم نہیں کیا اور آپ کے اس دعویٰ پر اعتراض کرتے رہے۔ پچھلے دنوں کچھ زیادہ تیزی ایسے معترضین ناقدین نے دکھائی ہے بلکہ نعوذ بااللہ یہ بہتان بھی لگایا ہے کہ گویا آپ نے قصداً جھوٹا دعویٰ کیا تھا اور اِس غرض کیلئے ایسے لوگوں نے بظاہر دلائل دینے کی بھی جسارت کی ہے۔

بنابریں اِس صورتِ حال کے اللہ تعالیٰ نے اس ناچیز کے دل میں جو کہ من جانب اللہ محمود ثانی ہونے کا مدعی ہے، یہ تحریک پیدا کی کہ سیدنا محمود کے دعویٰ کے مخالفین ۔معترضین۔ ناقدین اور مکذبین کا اُسی علیم وخبیر کی توفیق اور استعانت سے مدلّل رد لکھوں تا کہ سعادت مند احمدی حضرات پیدا کیئے گئے شبہات اور اعتراضات کا رد کر سکیں اور حضور مسیح موعود کی اِس پیشگوئی کی صداقت پر اُن کے ایمان میں تقویت اور اطمینان پیدا ہو۔ وما توفیقی اِلّا بااللہ ِ العَلیِ العَظیمo

پیشگوئی مصلح موعود کا عمومی پس منظر:۔ حضرت آدم علیہ السلام کی بعثت کے بعد سے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمانیت سے سلسلہ مرسلین ۔نبیّن ، مامورین جاری فرمایا ہوا ہے تا کہ اپنی انسانی مخلوق کیلئے ہدایت کے سامان کرے۔ یہ سلسلہ اُس کی سنّت غیر متبدل کے تحت تا قیامت جاری ہے۔ یہی اسلامی تعلیم ہے اور حضور مسیح موعود نے اپنی جماعت کو اس پر مستحکم طور پر قائم کیا ہے۔ یہ سلسلہ مرسلین۔ مامورین۔ مجددین اللہ تعالیٰ کے اِس قانون کے تحت ہے جو فرمایا کہ یلقی الروح من امرہ علیٰ من یشاء ُمن عبادہ (سورۃ المومن ۱۶/۱۷) یعنی اپنے بندوں میں سے جسے اس لائق سمجھتا ہے انسانی مخلوق کی رہنمائی اور ہدایت کیلئے مرسل بنا کر بھیجتا ہے۔ اسلام سے قبل مختلف ادوار اور اقوام میں اِس الٰہی قانون کا اطلاق اُس پاک ذات نے یوں فرمایا کہ عمومی طور پر کسی بھی فرد قوم کو جسے اُس نے مناسب سمجھا اِس کام کیلئے منتخب کیا۔ مگر بعض اوقات اور ادوار میں یہ سلسلہ صلبی طور پر یکے بعد دیگرے چلایا۔ مثلاً حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسماعیلؑ، حضرت اسحاقؑ، حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ نیز حضرت داؤدؑ کے بعد حضرت سلیمانؑ کو نبوت پر سرفراز فرمایا۔ اسلام میں یہ سلسلہ مجددین کے ذریعہ وقوع پذیر ہوتا رہا تا آں وقتیکہ سیدنا حضور مسیح موعود ابن رسول اللہ کا ظہور ہوا۔ حضور مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ نے جُملہ انبیاء کے نام دیئے۔ مثلاً محمد۔ احمد۔ ابراہیم۔ آدم۔ داؤد۔ عیسیٰ وغیرہ۔ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضور مسیح موعود کے متعلق فرمایا تھا کہ یتزوّج ویوُلدلہ۔ نیز فرمایا تھا کہ اگر ایمان ثریا سے بھی معلق ہو جائے تو

ایک رجلِ فارس یا رجال اُس کو وہاں سے لے آئیں گے۔حضور مسیح موعود نے موعود رجل فارس ہونے کا دعویٰ فرمایا ہے۔ بلکہ آئندہ جماعت میں بھی بشارت دی ہے کہ **لو کان الایمان معلقاً باالثریا لناله' رجل'' من ابنا ء الفارس** (تذکرہ طبع چہارم صفحہ ۲۴۳) یعنی اگر ایمان مفقود ہوکر ثریا کے ساتھ معلق ہوجائے تو ابنائے فارس یعنی حضور مسیح موعود کی ذریت میں سے ایک شخص اُسے واپس زمین پر لے آئیگا۔اسلام سے قبل بھی بعض انبیاء نے مسیح موعود کے بعد اُس کے بیٹے اور پوتے کو اُس کے روحانی تخت کا وارث ہونے کی پیشگوئی کی تھی۔اسی طرح امت میں بھی حضرت نعمت اللہ ولی کی یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کے دور کے بعد اُس کا ایک بیٹا اُس کی یادگار رہوگا۔ یہ سب پیشگوئیاں اِس بات کی غماز ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور مسیح موعود کے بعد اپنی اس سنّت کو بھی کہ وہ بعض اوقات اور ادوار میں نزول مرسلین اپنی قدرت کے اظہار کیلئے کسی بزرگ مرسل کی صلبی نسل میں سے بھی کرسکتا ہے اور چونکہ حضور مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کا لقب دیا تھا نیز داؤد کا بھی اس لیئے اگر اُن سے مشابہت کیلئے آپ کی اولاد میں مقربین پیدا ہونے کی بھی بشارت دے تو اُس کے قانون یعنی **یلقی الروح من امرہ علیٰ من یشاءُ من عبادہ.** کے خلاف نہیں۔تاہم حتمی طور پر ان مرسلین کیلئے بھی معیارِ صداقت وہی رہتا ہے جو کہ عمومی طور پر دوسرے عام مرسلین کیلئے ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے حضور مسیح موعود کو پیشگوئیوں کے مطابق ۱۴ ویں صدی کے سر پر اصلاحِ خلق اور اسلام کی سرسبزی کی بحالی کیلئے اور قیامِ شریعت کیلئے مبعوث فرمایا تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے اِس عظیم کام کیلئے استعانت طلب کی اور چالیس روز چلہ کشی کی اور اس دوران نہایت گریہ زاری اور تضرع سے اسلام کی زبوں حالی دور ہونے اور کلام اللہ کے شرف اور حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بلند شان اور مرتبہ کے اظہار کیلئے دُعائیں کیں۔تب خدائے بزرگ و برتر اور قادر وتوانا نے آپ کی تضرعات کو سُنا اور آپ کو بشارت دی، تاکہ پہلے انبیاء نیز نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارات بھی پوری ہوں۔ نیز بعض بزرگان امت کی بھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ سے نیز آپ کی صلبی ذریت کے بعض افراد کو بھی اس مقصد کیلئے مامور کرے گا۔سو یہ ہے عمومی پسِ منظر مصلح موعود کی پیشگوئی کا جو کہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے الہام پاکر ۱۸۸۶ء میں شائع فرمائی۔

پیشتر اس کے کہ پیشگوئی مصلح موعود پر تفصیلی بحث کی جائے مناسب ہوگا کہ اُن الزامات۔اعتراضات اور بہتانوں کی فہرست کا مطالعہ کرلیا جائے جو کہ آپ کے معاندین اور حاسدین نے لگائے ہیں۔

معاندین۔مخالفین سیدنا محمود کے خیالات۔الزامات اور بہتانات کی فہرست:۔

(۱) یہ کہ حضور مسیح موعود نے پیشگوئی ۱۸۸۶ء بسلسلہ مصلح موعود کے اجتہاد کرنے میں غلطی کی تھی۔ ۹ سال کی مدت کا تعین بھی اجتہادی غلطی تھی۔

(۲) یہ کہ حضور صاحبزادہ مرزا مبارک احمد پسرِ چہارم کے متعلق خیال فرماتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اُسے زندگی عطا فرمائی تو وہ مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوگا۔

(۳) یہ کہ سیدنا محمود، حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد اور حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد میں سے بھی کوئی مصلح موعود بننے کی اہلیت نہیں رکھتا تھا۔

کیونکہ یہ پیشگوئی صرف پسر چہارم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد کیلئے تھی۔

(۴) یہ کہ سیدنا محمود نے خلیفہ ثانی بننے کے بعد پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق بننے کیلئے سعی شروع کر دی یعنی اس غرض کیلئے پلاننگ کرنی شروع کر دی۔

(۵) یہ کہ سیدنا محمود نے **نعوذ بااللہ** جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔

(۶) یہ کہ پیشگوئی مصلح موعود ۱۵ ویں صدی کے مجدد کے بارے میں تھی اور سیدنا محمود ۱۴ ویں صدی میں پیدا ہوئے اور ۱۴ ویں صدی میں ہی وصال پا گئے اس لیئے اُن پر منطبق نہیں ہوتی۔ لہٰذا **نعوذ بااللہ** اُن کا دعویٰ باطل ہے۔

(۷) یہ کہ حضور مسیح موعود کی صلبی اولاد سے مصلح موعود کا ہونا ضروری نہیں۔ کوئی بھی آپ کی جماعت میں سے مصلح موعود ہو سکتا ہے۔

(۸) سیدنا محمود کی پیرانہ سالی میں علالت کو بھی یہ لوگ دلیل قرار دیتے ہیں کہ **نعوذ بااللہ** جھوٹا دعویٰ کرنے پر ایسے ہُوا۔

یہ ہے خلاصہ معاندین کی باتوں کا جس کا جواب انشاءاللہ العزیز دینا مقصود ہے تا کہ سعادت مندوں پر حقیقت مُنکشف ہو کر اُن کے ایمان اور معرفت میں ترقی ہو۔

راقم کے نزدیک سب سے پہلے اُس بہتان کا ازالہ ضروری ہے جو کہ حاسدین، مکذبین نے آپ پر لگایا ہے کہ **نعوذ بااللہ** جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔

(۱) <u>آسمانی شہادت کہ سیدنا محمود صدیق تھے۔</u>

حضور مسیح موعود نے فرمایا :۔ "ایک گھنٹہ ہوا ہوگا ہم نے دیکھا کہ والدہ محمود قرآن شریف آگے رکھے ہوئے پڑھتی ہیں۔ جب یہ آیت پڑھی۔ **ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النّبین والصدیقین والشھدٰاء والصالحین وحسن اولئک رفیقا .** جب **اولئک** پڑھا تو محمود سامنے آکھڑا ہوا۔ پھر دوبارہ **اولئک** پڑھا تو بشیر آکھڑا ہوا۔ پھر شریف آگیا۔ پھر فرمایا جو پہلے ہے وہ پہلے ہے" (تذکرہ صفحہ ۹۹/۹۸ طبع چہارم)

مندرجہ بالا آسمانی گواہی سے یہ بین طور پر ثابت ہے کہ سیدنا محمود کا درجہ یقیناً ایک صدیق کا ضرور ہے۔ کیا صدیق حضرات **نعوذ با اللہ** جھوٹ بولا کرتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ لہٰذا بہتان تراش خود کاذب ہے۔

(۲) سب جانتے ہیں کہ **سید نا محمود عامۃ المؤمنین** کے انتخاب سے حضور مسیح موعود کے بعد دوسرے خلیفہ ہوئے اور حضور خود ایک مرسل اور امتی نبی تھے اور سیدنا محمود اُن کے حواری تھے۔ مسلم کتاب الایمان میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان

یوں درج ہے۔

"حضرت عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھ سے قبل اللہ تعالیٰ نے جس قدر بھی نبی مبعوث فرمائے انہیں کچھ مخلص اصحاب/حواری ایسے ملے جو اُن کے طریقہ کار پر عمل پیرا ہوتے اور اُن کی کامل اتباع کرتے۔ پھر اُن کی وفات کے بعد کچھ ایسے ناخلف پیدا ہوئے جو ایسی باتیں کہتے جن پر وہ خود عمل نہ کرتے اور ایسی باتیں کرتے جن کا اُنہیں حکم نہیں دیا گیا۔"

یہ حدیث بھی کسی نبی کے حواری خلیفہ کے متعلق یہ تصدیق کرتی ہے کہ وہ اپنے نبی کی کامل اتباع کرتے ہیں۔ حضرت سیدنا محمود پر بھی یہ حدیث منطبق ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پاک رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت ہے کہ حواری خلفاء گمراہ نہیں ہوتے نہ ہی کذب بیانی کرتے ہیں۔ لہٰذا سیدنا محمود پر جھوٹ کا بہتان لگانے والے خود اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم سے منحرف اور کاذب ہوئے۔

(۳) سیدنا محمود کے ذریعہ اظہار غیب:۔ اللہ تعالیٰ خصوصاً اپنے مرسلین ،نبین پر اظہار غیب فرمایا کرتا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں فرمایا! **لا یظھر علیٰ غیبه احدا الا من ارتضیٰ من رسول** (سورۃ الجن ۲۸/ ۲۷)

اگر چہ سیدنا محمود کا مرسل ہونے کا دعویٰ نہ تھا مگر بوجہ اللہ تعالیٰ کے مقرب ہونے کے اُس کریم ذات نے اُن کو اِس نعمت سے بھی وافر حصہ عطا فرمایا۔ چنانچہ آپ کے رویا صادقہ اور کشوف والہامات پر مشتمل ایک ضخیم کتاب موسوم بہ "رویا و کشوف سیدنا محمود" عرصہ سے شائع شدہ ہے اور اس بات کا ثبوت کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سچے الہامات اور رویا و کشوف اور اخبار غیبیہ سے نوازتا تھا۔

(الف) چنانچہ دعویٰ مصلح موعود کے بعد یعنی ۶ جنوری ۱۹۴۴ء کے بعد آپ نے اپنی بقیہ عمر کے حوالے سے ایک رویا بیان کی جو کہ الفضل ۲۹ اپریل ۱۹۴۴ء صفحہ نمبر ۲ پر درج ہے۔ نیز "رویا و کشوف سیدنا محمود" کے صفحہ ۲۰۸ زیر نمبر ۲۷۶ درج ہے کہ اکیس۔ اکیس۔ چنانچہ دعویٰ مصلح موعود کے بعد آپ نے اکیس برس عمر پائی اور آپ کا وصال نومبر ۱۹۶۵ء میں ہوا۔ ۱۹۵۴ء میں باوجود ایک شدید قاتلانہ حملہ کے اللہ تعالیٰ نے بطور نشان آپ کی بقیہ عمر حسبِ رویا اکیس سال تک لمبی کی۔ **نعوذ باللہ** کاذب کی پیشگوئی اللہ تعالیٰ یوں پوری کیا کرتا ہے۔؟ جو معاندین سیدنا محمود کی پیرانہ سالی میں علالت کو اُن کے خلاف ایک حُجت قرار دیتے ہیں کیا اُن لوگوں نے حضرت ایوب علیہ السلام پر بیماری کے ابتلا کے متعلق جو کہ اللہ تعالیٰ کے نبی تھے۔ قرآن پاک میں نہیں پڑھا۔ سیدنا محمود کی علالت گو جماعت کیلئے ایک سخت ابتلا تھا مگر اس آزمائش کے نیچے بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کا خزانہ عطا فرمایا۔ اول تو جماعت میں احساس ذمہ داری بڑھا۔ دوئم اللہ تعالیٰ نے آپ کی اِس علالت کے دوران آپ کے صاحبزادے حضرت صاحبزادہ مرزا رفیع احمد کو جنہوں نے بعد میں یعنی ۱۹۶۶ء میں اللہ تعالیٰ سے ایوب کا خطاب بھی پایا۔ کو احمدی مؤمنین میں اُن کے نعم البدل کے طور پر کام کرنے کا موقع دیا اور انہوں نے احبابِ جماعت کے حوصلے بلند کر دیئے اور خود بھی اُن کا یہ وہ دور ثابت ہوا

جو کہ حضرت ایوب علیہ السلام کا اُن کے ابتلاء سے پہلے خوشحالی کا دور تھا۔ راقم نے اُن کی سیرت حصہ اول میں اِس نکتہ کو اجاگر کیا ہوا ہے۔ یہ سب کچھ قضا وقدر سے ہوا اور سیدنا محمود کی بیماری کا اعتراض کرنے والے اِس روحانی معرفت سے نابلد محض ہیں۔ اُن سے سوال ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے اُن کو بیماری سے محفوظ رہنے کی گارنٹی دے دی ہوئی ہے؟

(ب) آپ نے سورۃ الانبیا کی تفسیر میں بیان فرمایا تھا کہ حضور مسیح موعود کی جماعت میں ایک مثیل ایوب علیہ السلام پیدا ہوگا۔ چنانچہ حضرت صاحبزادہ مرزا رفیع احمد کو ۱۹۶۶ء کے اوائل میں اللہ تعالیٰ نے ایک رویا صادقہ کے ذریعے منکشف فرمایا کہ وہ مثیل ایوب ہیں اور مسیح موعود کی مدد کیلئے آسمان سے نازل کیئے گئے ہیں۔ یہ بات راقم نے اِس سے قبل بیان سیرت حضرت ایوب احمدیت قسط اول میں تحریر کی ہے۔

(۲) مزید سیدنا محمود نے ۲۶ مارچ ۱۹۴۶ء میں ایک رویا کے ذریعہ بیان کیا کہ جو کہ کتاب "رویا و کشوف سیدنا محمود" کے صفحہ 312 زیر نمبر 384 میں درج ہے کہ ۱۴۲۷ء ہجری میں اُن کا مثنٰی یعنی مثیل جماعت میں اصلاح احوال کیلئے منجانب اللہ ظہور پذیر ہوگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے راقم کو اس پیشگوئی کا مصداق بنا کر اِس کام کیلئے کھڑا کیا ہوا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ نعوذ باللہ کسی کاذب کی پیشگوائیاں اس طرح پوری کیا کرتا ہے؟ **فتدبّرو۔**

آپ کی صداقت کیلئے اور بھی بہت سی شہادتیں ہیں۔

پیشگوئی مصلح موعود ۱۸۸۶ء سے قبل حضور مسیح موعود کی اولاد کے بارے میں تین اہم رویا :۔

پیشتر اِس کے کہ پیشگوئی مصلح موعود سے متعلق حضور مسیح موعود کے الہام کو زیر بحث لایا جائے۔ اس بات کا بین طور پر ادراک ضروری ہے کہ اُس علیم وخبیر اور عالمُ الغیب ذات خداوندی کے پاک علم میں یہ بات تھی کہ وہ آپ کو اپنی قدرت کے اظہار کیلئے منتخب فرما کر مامور کرے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے پیشتر اس پیشگوئی مصلح موعود کے جو کہ ۱۸۸۶ء میں شائع کی گئی اس کے مضمون کی بنیاد کے طور پر مندرجہ ذیل تین مبشرات آپ کو دکھائی تھیں جن کا فہم اور ادراک اس عظیم پیشگوئی کے سمجھنے کیلئے بہت کلیدی ہے۔

(۱) سال ۱۸۸۱ء بحوالہ تذکرہ طبع چہارم صفحہ ۳۶۔ حضور مسیح موعود جبکہ آپ ماموریت سے قبل کے مراحل میں تھے۔ خدا نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا! **انّا نبشرک بغلام حسینٍ ۔**

یعنی ہم تجھے ایک حسین لڑکے کے عطا کرنے کی خوشخبری دیتے ہیں........ اِس سے قریباً تین برس کے بعد.......... دہلی میں میری شادی ہوئی اور خدا نے وہ لڑکا بھی دیا اور تین اور عطا کیئے۔ تریاق القلوب (تذکرہ طبع چہارم صفحہ ۳۶)

(۲) سال ۱۸۸۴ء تذکرہ طبع چہارم کے صفحہ ۶۲۷ پر حضرت ام المؤمنین کا قول یوں درج ہے۔

"جب میری شادی ہوئی اور میں ایک مہینہ ٹھہر کر قادیان واپس گئی تو اُن ایام میں حضرت مسیح موعود نے مجھے ایک خط لکھا کہ میں نے خواب میں تمہارے تین جوان لڑکے دیکھے ہیں۔"

(۳) سال ۱۸۸۵ء تذکرہ طبع چہارم کے صفحہ ۱۲۹ پر حضور مسیح موعود کا ۲۷ جون ۱۸۹۹ء کا بیان درج ہے کہ قریباً چودہ برس کا عرصہ گزرا ہے۔

میں نے خواب میں دیکھا کہ میری اِس بیوی کو (یعنی حضرت ام المؤمنین۔ناقل) کو چوتھا لڑکا پیدا ہوا ہے۔اور تین پہلے موجود ہیں۔"

مندرجہ بالا تینوں مبشرات کا بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور مسیح موعود کو ایک **"حسین"** بیٹا عطا کرنا تھا۔ مزید یہ کہ تین بیٹے لمبی عمر پانے والے ہونگے۔ان تین لمبی عمر پانے والے بیٹوں کے روحانی درجات سے متعلق اللہ تعالیٰ کا سٹیفکیٹ یعنی سیدنا محمود صدیق۔حضرت مرزا بشیر احمد شہید اور حضرت مرزا شریف احمد صالح ہیں اور اس سلسلہ میں حضور مسیح موعود کا رویا اس سے قبل اسی مضمون میں بحوالہ تذکرہ اوپر تحریر کر آیا ہوں۔اب رہا یہ سوال کہ **"حسین"** سے کیا مراد ہے کیونکہ ایسے بیٹے کی بشارت سب سے قبل ۱۸۸۱ء میں حضور مسیح موعود کو دی گئی تھی۔سو واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے پاک بندوں میں سے کسی کو "حسین" قرار دیتا ہے تو اُس سے اُس کی مراد خلیفہ اللہ/ مرسل سے ہوتی ہے۔ کیونکہ روحانی درجہ ششم پانے کے بعد یعنی مکمل صعود کے بعد اور روح القدس پانے کے بعد جب اصلاح خلق کیلئے "نزول" کرتا ہے تو جیسے حضور مسیح موعود فرماتے ہیں۔"یہ کیا حیرت انگیز نظارہ ہے کہ وہ حُسن جو حُسن معاملہ اور صدق وصفا اور محبت الٰہیہ کی تجلّی کے بعد انسان میں پیدا ہوتا ہے۔اِس میں ایک عالمگیر کشش پائی جاتی ہے۔وہ مستعد دلوں کو اس طرح اپنی طرف کھینچ لیتا ہے کہ جیسے شہد چیونٹیوں کو اور نہ صرف انسان بلکہ عالم کا ذرہ ذرہ اُس کی کشش سے متاثر ہوتا ہے (براہین احمدیہ۔روحانی خذائن جلد ۲۱،صفحہ ۲۲۳) ایسے پاک وجود کو حضور مسیح موعود نے جنت کا پھل بھی قرار دیا ہے۔انشاء اللہ اِس کی مزید تفصیل اور وضاحت اسی مضمون میں حضور مسیح موعود کے فرمودہ کے حوالے سے بیان کی جائے گی۔

پیشگوئی مصلح موعود ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء :-

مندرجہ بالا بنیادی رویا کے بعد حضور مسیح موعود نے پیشگوئی مصلح موعود کے تفصیلی الہامات کی اشاعت فرمائی جو کہ آپ سب کے علم میں ہے۔اِن الہامات کے سرسری مطالعہ سے معلوم ہو جاتا ہے کہ جس پاک وجود کے "نزول" کی بشارت دی گئی ہے وہ مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت کا حامل ہوگا جو کہ بین طور پر ایک مرسل کا اظہار کرتی ہے۔تاہم اللہ تعالیٰ کی کسی حکمتِ خفی سے خصوصاً ۱۸۸۵ء میں دیکھی گئی رویا جس کا اوپر ذکر کر دیا گیا ہے۔کو حضور بھول گئے۔اور اس پیشگوئی کے الہامات تحریر کرتے وقت جب یہ لکھا "وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا" تو بریکٹ میں لکھا کہ اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے۔حالانکہ مندرجہ بالا رویا ۱۸۸۵ء میں تین کی موجودگی میں چوتھے بیٹے کی پیدائش کی بشارت تھی۔ اِس بھول کے نتیجے میں آپ کو اجتہاد میں غلطی لگی اور آپ نے جو ۹ سال کی مدت کا ذکر کیا وہ بھی اجتہادی غلطی ثابت ہوئی۔حضور مسیح موعود کا رجحان کچھ عرصہ تک یہی رہا کہ بشیر اول کی وفات کے بعد ممکنہ طور پر بشیر ثانی مرزا محمود احمد پسر موعود

ہوں۔تاہم آپ نے شائع کیا کہ جب قطعی طور پر اللہ تعالیٰ یہ بتائے گا کہ بشیر ثانی ہی اُس کی نظر میں پسر موعود ہے تو اس کی اطلاع دی جائے گی۔لیکن آپ نے اِس امر کو کنفرم نہیں کیا کہ بشیر ثانی حضرت صاحبزادہ محمود احمد ہی ضرور مصلح موعود ہونگے۔

چنانچہ ۱۸۹۱ء میں ازالہ اوہام کو تحریر کرتے ہوئے اِس معاملہ کو عام یعنی Generalized کر دیا کہ میری ذریت سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی۔وہ آسمان سے اُترے گا اور زمین والوں کی راہ سیدھی کر دے گا۔وہ اسیروں کو رُستگاری بخشے گا اور اُن کو جو شبہات کی زنجیروں میں مقید ہیں رہائی دے گا۔فرزند دلبند گرامی ارجمند۔مظھر الحق و العلا کان اللہ نزل من السّماء ۔(ازالہ اوہام حصہ اول/ روحانی خزائن جلد۳۔صفحہ ۱۸۰، نیز تذکرہ طبع چہارم صفحہ ۱۷۸)۔ نیز حضور مسیح موعود نے توجہ دلائی کہ :

"اُس مسیح کو یاد رکھو جو اِس عاجز کی ذریت میں سے ہے۔جس کا نام ابن مریم بھی رکھا گیا ہے۔کیونکہ اس عاجز کو براہین میں مریم کے نام سے بھی پکارا ہے۔" (روحانی خزائن جلد۳۔ صفحہ ۳۱۸)۔

مندرجہ بالا دونوں بشارات، پیشگوئی مصلح موعود کے مضمون ہی کی حامل ہیں تاہم بین طور پر حضور مسیح موعود نے اپنے صاحبزادوں میں سے کسی کا بھی نام یہاں متعین نہیں فرمایا!

اِس بات کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ حضور مسیح موعود سے یہاں اجتہاد میں غلطی الٰہی تقدیر سے واقعہ ہوئی تھی۔اِس بارے میں حضور فرماتے ہیں۔

"نبی کی غلطی جائے عار نہیں ہُوا کرتی اصل صورت جو معاملہ کی ہوتی ہے وہ پوری ہو کر رہتی ہے اور انسان اور خدا میں یہی تو فرق ہے۔" ملفوظات جلد۳ صفحہ ۳۲۹)

نیز فرمایا۔ "بعض اوقات نبی کو اجتہاد اور تفہیم الہام میں غلطی ہو جاتی ہے۔یہ غلطی اگر احکام دین کے متعلق ہو تو اُن کو فوراً متنبہ کیا جاتا ہے۔لیکن دوسرے امور میں ضروری نہیں کہ وہ اطلاع دیئے جاویں" (ملفوظات جلد۴ صفحہ ۸۵)

چنانچہ یہ بات واضح ہوگئی کہ "تین کو چار کرنے والا ہوگا" کہ معنی یہی تھے کہ تین بیٹے حضرت اُم المؤمنین سے زندہ موجود ہونگے۔تو اُس کے بعد جو چوتھا پیدا ہوگا وہی ان صفات کا حامل ہوگا جو کہ تفصیلاً پیشگوئی مصلح موعود میں درج ہیں۔یعنی مسیحی نفس اور روحُ الحق کی برکت پانے والا پسر چہارم کے متعلق مزید تحریر کرنے سے پہلے جس کی صفات اور شان کا ذکر پیشگوئی مصلح موعود میں ہے۔راقم حضور مسیح موعود کی اُس ایک رویا کا ذکر ضروری سمجھتا ہے جو کہ وہ اُس پیشگوئی کی پیچیدگی کو کھولنے میں مددگار ہے اور پیشگوئی مصلح موعود ۱۸۸۶ء کے بعد اُسی سال دیکھی تھی۔

۱۸۸۶ء حضور فرماتے ہیں!

"شاید چار ماہ کا عرصہ ہوا کہ اِس عاجز پر ظاہر کیا گیا تھا کہ ایک فرزند قوی الطاقتین کامل الظاہر والباطن تم کو دیا جائے گا سو اُس کا نام بشیر ہوگا۔اب تک

میرا قیاسی طور پر خیال تھا کہ شاید وہ فرزند مبارک اسی اہلیہ سے ہوگا۔ اب زیادہ تر الہام اس بات میں ہو رہے ہیں کہ عنقریب ایک اور نکاح تمہیں کرنا پڑے گا اور جناب الٰہی میں یہ بات قرار پا چکی ہے۔ کہ ایک پارساطبع اور نیک سیرت اہلیہ تمہیں عطا ہوگی۔ وہ صاحب اولاد ہوگی۔ اِس میں تعجب کی بات یہ ہے کہ جب الہام ہوا تو کشفی عالم میں چار پھل مجھ کو دیئے گئے۔ تین اُن میں سے آم کے تھے۔ مگر ایک پھل سبز رنگ بہت بڑا تھا۔ وہ اس جہاں کے پھلوں کے مشابہ نہیں تھا۔ اگر چہ یہ بات الہامی نہیں مگر میرے دل میں یہ پڑا ہے کہ وہ پھل جو اس جہاں کے پھلوں میں سے نہیں ہے۔ وہی مبارک لڑکا ہے۔ کیونکہ کچھ شک نہیں کہ پھلوں سے مراد اولاد ہے اور جبکہ ایک پارساطبع اہلیہ کی بشارت دی گئی اور ساتھ ہی کشفی طور پر چار پھل دیئے گئے جن میں سے ایک پھل الگ وضع کا ہے تو یہی سمجھا جاتا ہے،" **واللہ اعلم بالصواب** " (تذکرہ طبع چہارم صفحہ ۱۴۲) یہاں پر بھی حضور مسیح موعود کے قیاس اور اجتہادی خیال کا ذکر ہے کہ شاید حضرت ام المؤمنین کے علاوہ دوسری شادی سے مصلح موعود پیدا ہو۔ تاہم اس مزعومہ شادی کی ضرورت نہ پڑی دوسرے جو حضور کا خیال تھا کہ وہ پھل جو اس جہاں کے پھلوں سے مشابہ نہیں وہی مبارک لڑکا ہے یہ اجتہاد بالکل درست تھا بلکہ یہ وہی **"حسین"** لڑکا ہے جس کی بشارت اللہ تعالیٰ نے آپ کو ۱۸۸۱ء میں شادی سے بھی تین سال قبل دی تھی۔ حضور مسیح موعود اپنی تصنیف اعجاز المسیح مطبع ۱۹۰۱ء۔ روحانی خزائن جلد۔ ۱۸ کے صفحہ ۴۷ پر انبیاو مرسلین کے بارے میں فرماتے ہیں۔ (عربی) **وانهم ثمرات الجنته** ۔ (فارسی) وایشاں میوہ ہائے بہشت اند۔ یعنی انبیاء اور مرسل جنت کے پھل ہوتے ہیں چنانچہ بلاشبہ تین کو چار کرنے والا صاحبزادہ مرزا مبارک احمد ہی ان صفات کا حامل ہوسکتا تھا۔ کیونکہ بالفعل حضور مسیح موعود کے تین لمبی عمر پانے والے بیٹوں یعنی سیدنا محمود۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد اور حضرت صاحبزادہ شریف احمد میں سے کسی نے بھی مرسل ہونے کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ وہ علی الترتیب صدیق۔ شہید اور صالح کا رُتبہ رکھتے ہیں۔ جیسا کہ گزشتہ اوراق میں منجانب اللہ اسی دُنیا میں اُن کے مراتب کا اظہار ہو چکا ہے۔ جنت کے پھل سے متعلق حضور مسیح موعود کی ایک اور رویا آئندہ سطور میں بیان کی جائے گی جو کہ اس پیشگوئی کا مزید انشراح کے ساتھ حل پیش کرتی ہے۔ تاہم جہاں تک تین کو چار کرنے والے کی علامت تھی حضور مسیح موعود نے اس کے متعلق مطلق اظہار اپنی تصنیف نزول المسیح جو کہ پیشگوئی مصلح موعود کے سولہ سال بعد یعنی ۱۹۰۲ء میں شائع کی گئی کے صفحہ ۵۷۴ زیر پیشگوئی نمبر ۵۸ کر دیا ہوا ہے جو فرمایا کہ " تین کو چار کرنے والا مبارک " (روحانی خزائن جلد ۱۸۔ صفحہ ۵۷۴)

پسر چہارم کی ولادت اور وصال:۔

حضور مسیح موعود کا چوتھا بیٹا ۱۴ جون ۱۸۹۹ء کو پیدا ہوا جبکہ تین بیٹے جن کیلئے لمبی عمر مقدر تھی یعنی صاحبزادہ مرزا محمود احمد، صاحبزادہ مرزا بشیر احمد اور صاحبزادہ مرزا شریف احمد۔ زندہ موجود تھے۔ اس طرح آپ کی وہ رویا جو ۱۸۸۵ء میں دیکھی اور اوپر مذکور ہے پوری ہوگئی۔ اِس بیٹے کی پیدائش سے ایک روز قبل حضور کو اُس کے متعلق الہام ہوا۔ **اِنّی اسقط من اللہ و اصیبه**"

یعنی میں خدا کے ہاتھ سے زمین پر گرتا ہوں اور خدا ہی کی طرف جاؤں گا۔ میں نے (حضور مسیح موعود نے ناقل) اپنے اجتہاد سے اس کی یہ تاویل کی کہ یہ لڑکا نیک

ہوگا اور رو بخدا ہوگا اور خدا کی طرف اُس کی حرکت ہوگی اور یا یہ کہ جلد فوت ہو جائے گا۔اس بات کا علم خدا تعالیٰ کو ہے کہ اِن دونوں باتوں میں سے کون سی بات اُس کے ارادہ کے موافق ہے(تذکرہ طبع چہارم صفحہ ۳۳۵/۳۳۴)

چنانچہ صاحبزادہ مرزا مبارک احمد بچپن میں ہی ۱۶ستمبر ۱۹۰۷ء کو وفات پا گیا۔

صاحبزادہ مرزا مبارک احمد کی پیدائش کے بعد آپ کو مورخہ جون ۱۸۹۹ء کو الہام ہوا "کفیٰ ھٰذا. ترجمہ یہ کافی ہے۔

اِس میں اس طرف اشارہ تھا کہ اس کے بعد یعنی صاحبزادہ مرزا مبارک احمد کے بعد آپ کے ہاں نرینہ بچہ نہیں ہوگا۔ چنانچہ بالفعل ایسے ہی ہوا۔صاحبزادہ مرزا مبارک احمد کی وفات کے روز ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو بشارت دی کہ انّا نبشرک بغلام حلیم۔ ترجمہ تجھے حلم والے لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں(تذکرہ طبع چہارم صفحہ ۶۳۰)

پھر تقریباً ایک ماہ بعد مزید تفصیل سے الہام ہوا۔ انّا نبشرک بغلام حلیم ینزل منزل ِالمبارک.

ترجمہ: ہم تجھے حلم والے لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں وہ مبارک احمد کی شبیہہ ہوگا۔یعنی پیشگوئی مصلح موعود میں بیان کی گئی صفات کا حامل ہوگا۔اس کے بعد بھی حُضور کو مسلسل متعدد بشارات دی گئیں جو کہ آئندہ آپ کی ذریت میں پیدا ہونے والے اُس عظیم الشان فرزند کیلئے تھیں جس نے "بمنزله مبارک احمد "ہونا تھا۔ چنانچہ اگر تذکرہ کو غور اور تدبر سے پڑھیں تو معلوم ہو جائے گا کہ صاحبزادہ مرزا مبارک احمد کے حوالے سے آپ کے آئندہ نازل ہونے والے مثیل کیلئے مختلف حالات اور واقعات جو اُس کو پیش آنے تھے۔اُن کا اللہ تعالیٰ نے اشارہ کر دیا ہوا ہے۔

تاہم حضور مسیح موعود نے بھی نہایت مہربانی فرما کر الوصیت میں اُن سب کا نچوڑ آسان اور سلیس زبان میں دسمبر ۱۹۰۵ء میں فرما دیا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا!

"خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کیلئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کروں گا اور اُس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کرونگا۔اور اُس کے ذریعے سے حق ترقی کرے گا اور بہت سے لوگ سچائی قبول کریں گے۔"(الوصیت صفحہ ٦)

مزید آپ نے رہنمائی اور تاکید فرمائی کہ "سو اُن دنوں کے منتظر رہو اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اُس کے وقت میں ہوتی ہے اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابلِ اعتراض ٹھہرے جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا ابھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے۔(الوصیت صفحہ ٦)

مصداق پیشگوئی مصلح موعود کا تعین:۔

اللہ تعالیٰ علیم وخبیر نے اِس عاجز راقم پر یوں فرمایا جو کہ حضور مسیح موعود کی مندرجہ ذیل رویا سے اخذ ہوتا ہے!

۲۳ جولائی ۱۹۰۳ء میں فرمایا۔" رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ایک آم ہے۔ جسے میں نے تھوڑا سا چُوسا تو معلوم ہوا وہ تین پھل ہیں۔ جب کسی نے پوچھا کہ کیا پھل ہیں تو کہا ایک آم ہے، ایک طوبیٰ اور ایک اور پھل ہے" (تذکرہ طبع چہارم صفحہ ۴۷۷)

مندرجہ بالا رویا سے یقینی طور پر معلوم ہوا کہ سیدنا محمود صدیق کا مصلح موعود سے ضرور تعلق ہے۔ وہ یوں کہ صفحاتِ گزشتہ پر خود حُضور مسیح موعود کی تفہیم " آموں " کے سلسلے میں بیان کردی گئی ہے کہ یہ فرزندوں کے بارے میں ہے۔ کیونکہ آپ کے تینوں لمبی عمر پانے والے بیٹوں کو تین آموں کی شکل میں دکھایا گیا تھا۔ جس آم کو حُضور نے چوسا وہ بالبداہت تینوں فرزندوں میں سے حضرت سیدنا محمود صدیق ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلیفہ بنا کر آپ کے مشن میں آپ کا خدمت گار بنایا۔ یہ ہے مفہوم آم کو چُوسنے کا۔ پھر بعد میں اُسی آم سے طوبیٰ کا اور ایک اور پھل کا پیدا ہونا اِس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ سیدنا محمود صدیق کے وجود سے یعنی تُخم سے طوبیٰ پیدا ہوگا جو کہ جنت کا پھل ہے۔ یعنی مرسل مجدد پیدا ہوگا۔ جیسا کہ حضور مسیح موعود کی تحریر سے گزشتہ اوراق میں ثابت کر آیا ہوں کہ مرسلین ونبین کو ثمر جنت کہا جاتا ہے۔ چنانچہ سیدنا محمود صدیق کی اولاد میں سے صاحبزادہ مرزا رفیع احمد ایوب احمدیت مثل ایوب ہونے کے مدعی اور مسیح موعود کی مدد کیلئے من جانب اللہ نازل ہونے والے فرد ہیں۔ جیسا کہ یہ راقم اپنے مختلف شائع کردہ خطوط میں احبابِ جماعت کو مطلع کر چُکا ہے۔ طوبیٰ کے علاوہ جو ایک اور پھل دکھایا گیا اس کا تعلق بھی سیدنا محمود سے ہے تاہم اس کی تفہیم بھی انشاء اللہ آئندہ اپنے وقت پر کھل جائے گی۔

سو یہ ہے شان حضرت سیدنا محمود صدیق کی۔ الحمدللہ مولیٰ کریم نے اپنے فضل اور احسان سے اِس مسئلہ کا فہم مجھے عطا فرمایا۔

سیدنا محمود صدیق کا دعویٰ مصلح موعود ہونے کا:۔

یہاں پر ایک سوال جو عام طور پر پیدا ہوگا وہ یہ ہے کہ اگر " طوبیٰ" ۔ مثیل مبارک یعنی مُرسل مجدد حضرت مرزا رفیع احمد ہیں تو پھر سیدنا محمود صدیق نے مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کیوں کر کیا ؟ یہ اُن لوگوں کا خیال ہوسکتا ہے جو کہ ظاہر بین ہیں اور روحانی علوم کی معرفت اور باریکیوں سے ناواقف ہیں۔ روحانی عالم میں یوں بھی ہوتا ہے کہ کوئی وعدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی نبی سے کیا جاتا ہے مگر وہ اُسکی اولاد یا متبعین کے ذریعے پورا ہونا ہوتا ہے۔ جیسے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رویا میں قیصر وکسریٰ کے محلات کی کُنجیاں عطا فرمائی گئیں مگر عملی طور پر یہ فتوحات حضرت عمرؓ کے عہد میں ہوئیں۔ اسی طرح نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے یہ نوید دی کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے دین حق اسلام کو تمام دُنیا پر غالب فرمائے گا۔ مگر اِس کی تفہیم یہ لی جاتی ہے کہ حضور مسیح موعود کے ذریعے یہ وعدہ پورا ہوگا اور آپ نے بھی اِس کے لیئے تقریباً تین سو سال کی مدت بتائی ہے۔ یہ عام فہم معاملہ ہے۔ حضور مسیح موعود نے اِس ضمن میں ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد سوم کے صفحہ ۳۱۷ اور ۳۱۸ پر تفصیل سے بحث فرمائی ہے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا رفیع احمد ایوب احمدیت، سیدنا محمود صدیق کی اولاد اور آپ کے متبعین میں سے اعلیٰ پائے کے فرد تھے۔ جو لوگ سیدنا محمود کے دعویٰ پر معترض ہیں کہ پیشگوئی اُن کے خیال میں تو پندرھویں صدی کے مجدد کے بارے میں تھی اور وہ تو چودھویں صدی ہجری میں پیدا ہو کر اسی صدی میں ہی وفات بھی پا گئے۔ ایسے اعتراض کرنے والوں کے جواب میں عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ خدمت اُن کے فرزند حضرت صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب ایوب احمدیت سے لے لی اور پیشگوئی مصلح موعود ۱۸۸۶ء کی کوئی شق اگر معترضین کے خیال میں سیدنا محمود پر اطلاق نہیں پاتی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے متبع فرزند کے ذریعہ پوری فرما دی۔

سیدنا محمود صدیق نے جو دعویٰ کیا اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر کیا تھا۔ ہم اللہ تعالیٰ کی بات پر ایمان لاتے ہیں جس نے اُن کے متعلق اسی دُنیا میں اظہار فرما دیا کہ وہ اُس کی پاک نظر میں صدیق ہیں۔ اور جو کوئی اُن کے صدق پر معترض ہے خود اللہ تعالیٰ اور اُس کے پاک رُسل کا مکذب ہے۔

یہاں پر خاکسار حضرت صاحبزادہ مرزا رفیع احمد ایوب احمدیت کی ایک رویا صادقہ درج کرتا ہے جو آپ نے ۱۹۸۲ء سے قبل دیکھی۔

رویا: "میں نے ایک دفعہ دیکھا کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کیلئے جا رہا ہوں اور حضور ایک کمرے میں استراحت فرما رہے ہیں۔ اُس وقت مجھے خیال آتا ہے کہ اللہ والے لاڈلے اور لاڈ کے پالے ہوتے ہیں۔ اگر کوئی بات اُن کے خلاف مزاج ہو جائے خواہ کتنی معمولی کیوں نہ ہو تو چونکہ وہ اللہ کے لاڈلے ہوتے ہیں اُن کی ناراضگی کا ڈر ہوتا ہے اور اُن کی ناراضگی بہت خطرناک ہوتی ہے۔ اِس خیال سے میں اتنا سہم جاتا ہوں اور اسطرح ڈر ڈر کر قدم اُٹھاتا ہوں کہ گویا میری جان کا خطرہ ہے کہ ذرا آواز نکالنا جو ذرا بھی خلافِ منشا ہو میں سمجھتا ہوں کہ میرے نزدیک ہلاکت کا موجب ہو سکتی ہے۔ اِس طرح آہستہ آہستہ ڈرتے ڈرتے میں حضور کے سامنے جا کھڑا ہوتا ہوں۔ حضور اپنی آنکھیں کھول کر مجھ پر نظر ڈالتے ہیں اور فرماتے ہیں رفیع محمود! یعنی رفیع اور محمود ایک ہی ہیں اتنی شدید مشابہت ہے۔"

تحریر بالا کی فوٹو اسٹیٹ لفِ ھٰذا ہے۔

آخر میں حضور مسیح موعود کا ایک رہنما فرمان درج کرتا ہوں فرمایا! **"پیشگوئیوں کا صحیح مفسر خود زمانہ ہے"** (ملفوظات جلد۴ صفحہ ۲۶۵)

و آخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین . والسلام علیٰ من التبع الھُدیٰ

ناچیز:- چوہدری غلام احمد

معتمد ایوب احمدیت ومحمودِ ثانی

میں نے ایک دفعہ دیکھا کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کیلئے جا رہا ہوں اور حضور ایک کمرے
میں استراحت فرما رہے ہیں۔ اسوقت مجھے خیال آتا ہے کہ اللہ والے بڑے اور لاڈلے بچے ہوتے
ہیں اگر کوئی بات انکے خلاف مزاج ہو جائے خواہ کتنی معمولی کیوں نہ ہو تو حضور وہ اللہ کے لاڈلے
ہوتے ہیں انکی ناراضگی کا ڈر ہوتا ہے اور انکی ناراضگی بہت خطرناک ہوا کرتی ہے اسی خیال سے کہ
اتنا سہم جاتا ہوں اور اسطرح آہستہ آہستہ ڈر ڈر کر قدم اٹھاتا ہوا کہ گویا میری جان کا خطرہ
ہے کہ زیادہ آواز نکالنا جو ذرہ بھی خلاف منشاء ہو میں کیسا ہو جاؤں گا کہ بات کا موجب
ہو سکتی ہے اسی طرح آہستہ آہستہ کمرہ کے اندر میں حضور کے سامنے جا کھڑا ہوتا ہوں حضور اپنی آنکھیں
کھول کر میرے پر نظر ڈالتے ہیں اور فرماتے ہیں۔ رفیع محمود! یعنی رفیع اور محمود ایک ہی ہیں یعنی
یہ بشارت ہے